

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ شرعی احکام

ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یو پی (انڈیا)

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ شرعی احکام

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (دہلی)

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

[یعنی اکیڈمی کے پندرہویں سیمینار منعقدہ ۱۱-۱۳ مارچ ۲۰۰۶ء
میسور میں اے ٹی ایم کارڈ ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق
پیش کئے گئے تحقیقی مقالات و مناقشات پور فیصلوں کا مجموعہ]

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (دہلی)

جمہدہ محفوظہ بیجو، (سلاسل مسک افندہ (کیرم) (فرقہ) محفوظہ

نام کتاب : بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام
ترتیب :
صفحات :
قیمت :
سن طباعت :

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ

دیوبند، ضلع سہارنپور، یو پی (ہند)

مجلس اولیٰ

- ۱- مولانا مفتی محمد ظہیر الدین مفتاحی
- ۲- مولانا محمد یونس خان الدین سنبھلی
- ۳- مولانا پیر احسن شاہی
- ۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
- ۵- مولانا شفیق احمد بستوی
- ۶- مولانا عبید اللہ اسعدی

فہرست

پہلا باب : تہذیبی امور

۱۱	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ایمانیہ
۱۵		سوال نامہ
۱۹		اکیڈمی کا فیصلہ
۲۱	مولانا امتیاز احمد قاسمی	تفہیم مقالات
۳۵	مولانا غفور شید احمد اعظمی	مرض مسئلہ

دوسرا باب : تعارف مسئلہ

۴۵	جناب احسان الحق صاحب	بینک سے جاری ہونے والے کارڈ - ایک تعارف
----	----------------------	---

تیسرا باب : فقہی نقطہ نظر

مفصل مقالات

۵۹	پروفیسر وہبہ مصطفیٰ رحمانی	کریڈٹ کارڈ اور شریعت اسلامی
۸۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم
۹۰	پروفیسر محمد المجید سوسوہ	کریڈٹ کارڈ کے فقہی احکام
۹۵	پروفیسر صدیقی محمد امین ضریر	کریڈٹ کارڈ اور دوسرے کارڈ کے استعمال میں شرعی رہنمائی
۱۱۸	شیخ محمد عطار سلاوی	کریڈٹ کارڈ کی حقیقت، اس کی اقسام اور شرعی حکم
۱۳۴	مولانا محمد ہارون خان ندوی	بینک میں رائج مختلف کارڈ کا شرعی حکم

۱۴۹	مولانا محمد رحمت اللہ مدوی	ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈ
۱۵۵	مفتی سید اقرار شہد	بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کے فقہی احکام
۱۶۵	مولانا محی الدین عازمی	بینکوں میں رائج مختلف کارڈز کے استعمال میں قابل غور پہلو
۱۷۱	مفتی اقبال احمد قاسمی	بینک کے مختلف کارڈز اور ان کا شرعی حکم
۱۷۷	مولانا محمد اعظم مدوی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کا شرعی حکم
		مختصر مقالات
۱۸۷	مولانا غور شید احمد اعظمی	بینک میں مروج مختلف کارڈز شرعی پہلو
۱۹۵	مولانا بدر احمد کھٹکی	ہندوستان میں سرکاری وغیرہ سرکاری بینکوں کے کارڈز کا شرعی حکم
۲۰۰	مولانا محمد خالد صدیقی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز - فقہی پہلو
۲۰۷	ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی	بینک کے مختلف کارڈز شرعی رہنمائی
۲۱۲	مولانا عظیم عالم قاسمی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز میں غرور و با کا پہلو
۲۱۸	مفتی مہدی رحیم قاسمی	ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈز سے مسلمانوں کا کاروبار کرنا
۲۲۲	مولانا نور الحق رحمانی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز اور فقہاء کا نقطہ نظر
۲۲۶	سید مراد الحق سہیل	اسے ٹی ایم، ڈی بیٹ اور کریڈٹ کارڈ - مختصر شرعی جائزہ
۲۳۱	مفتی جدید عالم مدوی قاسمی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز - چند شرعی وضاحتیں
۲۳۳	مولانا غور شید نور اعظمی	بینک میں رائج مختلف کارڈزوں کا حکم
۲۳۹	مفتی نعمت اللہ قاسمی	بینک کے اسے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم
۲۴۴	مولانا محمد شوکت شاہ قاسمی	کریڈٹ کارڈ سے متعلق مسائل

تحریری آراء

۲۴۹	مولانا محمد بہان الدین سنہلی	بینک میں رائج مختلف کارڈز شرعی نقطہ نظر
۲۵۰	مولانا زبیر احمد قاسمی	بینک کے اسے ٹی ایم و دیگر کارڈ سے استفادہ
۲۵۳	مفتی محبوب علی وجہی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

۲۵۵	مفتی حبیب اللہ قاسمی	بینک میں مروج مختلف کارڈ سے استفادہ میں قائل غور پہلو
۲۵۷	مفتی جمیل احمد زبیری	بینک سے جاری ہونے والے کارڈ اور ان کا شرعی حکم
۲۵۹	قاضی عبدالجلیل قاسمی	بینک کے مختلف کارڈ کے استعمال میں ممنوع پہلو
۲۶۱	مولانا عبداللطیف پالسن پوری	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ شرعی وضاحتیں
۲۶۳	مولانا سلطان احمد اصلاحی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ شرعی پہلو
۲۶۷	مولانا ابو سفیان مفتاحی	بینک کے مختلف کارڈ میں چند چھپے گئیاں
۲۶۹	مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ شرعی رہنمائی
۲۷۲	مفتی نیاز احمد بٹاری	سرکاری وغیر سرکاری بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ
۲۷۵	مولانا ابو العاصم وحیدی	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ ز- قائل تو چھپیلو
۲۷۷	مولانا سید قمر الدین محمود	بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو
۲۸۰	مولانا محمد ارشد فاروقی	کمپنیوں اور بینکوں سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ
۲۸۲	مفتی سجاد علی قاسمی	بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں ضروریات کی آمیزش
۲۸۵	مولانا محمد ارشد مدنی (چمپارن)	بینک میں رائج مختلف کارڈ اور شریعت اسلامی
۲۸۹	مولانا نیاز احمد سید حمید مدنی	ہندوستانی بینکوں میں رائج کارڈ کا جائزہ
۲۹۱		مناقشہ

جدید فتنی تحقیقات

چہا باب

تمہیدی امور



ابتدائیہ

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے دنیا کے فاصلے سننے جاتے ہیں، اور جس قدر فاصلے کم ہوتے جاتے ہیں تجارت اور کاروبار کی دنیا وسیع ہوتی جاتی ہے، پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر کے درمیان بھی تجارت دشوار ہوتی تھی، اور اب اس میں مشرق و مغرب کے فاصلے بھی خارج نہیں ہیں، یہ کاروباری وسعت محفوظ طریقہ پر سرمایوں کی منتقلی اور مطلوبہ مقام پر پیسوں کی فراہمی کی متقاضی ہے، اس وقت بینک اس ضرورت کو پوری کر رہا ہے، بینک کا اصل مقصد تو رقم کی حفاظت اور جمع کرنے، مالوں کو رقم فراہم کرنا ہے، جو بنیادی طور پر سود پر مبنی ہے؛ لیکن موجودہ دور خاص کر گلوبلائزیشن کے پس منظر میں بینکوں کا ایک اہم کام ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کو منتقل کرنا، کھاتہ دار جہاں بھی ہو اسے وہاں مطلوبہ رقم فراہم کرنا اور لین دین میں واسطہ بننا بھی ہو گیا ہے۔

اسی پس منظر میں بینک مختلف قسم کے کارڈ جاری کرتا ہے، جن میں اے، ٹی، ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ زیادہ مروج ہیں، اے، ٹی، ایم کے ذریعہ جمع شدہ رقم کا مالک کہیں بھی کسی دفتری کارروائی کے بغیر بینک کے اے، ٹی، ایم مراکز سے مطلوبہ رقم حاصل کر سکتا ہے، اس صورت کے جائز ہونے پر موجودہ دور میں اہل علم کا اتفاق ہے، کہ اس میں ایک شبہ اس جزئیہ کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو فقہاء حنفیہ کے یہاں ”سلفیہ“ کے نام سے آیا ہے، سلفیہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی رقم قرض دیتا تھا کہ وہ دوسرا شخص فلاں شہر میں اسے یہ رقم ادا

روے قرض دینے والے کو اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ اس کی رقم راستہ کے خطرات سے محفوظ ہو جاتی تھی، اب چاہے وہ رقم لوٹ لی جائے نہ لیمن قرض ہونے کی وجہ سے مقرض پر اس کی ہنگامی و سبب رہتی تھی۔ اور شریعت کا ایک اصول یہ ہے کہ قرض پر کسی بھی قسم کا مالی یا معنوی فائدہ حاصل نہ کیا جائے، اگر قرض پر نفع حاصل کیا جائے تو وہ سود کے دائرہ میں آ جاتا ہے، ”کل قرض جو بقعا فہو ربا“۔۔۔ بین ایک تو اس مسئلہ میں سلف کے درمیان اختلاف رائے رہا ہے وہ اسے آج رقم کی نقلی کا جو نظام ہے۔ اس میں بینک کو اس رقم کے لوٹ لے جانے کے بعد وہ چارہ ہوا نہیں پاتا، کیوں کہ بینک عام طور پر اپنی ٹاخوں کو آزادانہ دے دیتا ہے، وہ اس جو رقم جمع ہوتی ہے، اس میں سے کما کر، اگر کو رقم، اٹری جاتا ہے، اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے، یہ موجودہ دور کی کاروباری ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء نے اسے، ”ام کارا“ کی صورت کو جاری قرار دیا ہے۔

دوسری صورت ”ذبیحہ کارا“ کی ہے، ذبیحہ کارا کے درمیان آپ اپنی رقم، دوسروں کو منتقل بھی کر سکتے ہیں، اس لئے تجارت میں اس کی بڑی اہمیت ہے، ذبیحہ کارا کی جیسا کہ آپ کسی بھی چیز کی خرید وری کر سکتے ہیں، بلاشبہ یہ خرید وری آپ کی جمع کی ہوئی رقم کے، اردو میں ہی ہوگی، گویا کارا، استعمال کرے۔ بلا بینک کو مظلوم رقم، اٹرنے کا مکمل بنانا ہے، ”ری بینک اس کی طرف سے اس، مدداری کو قبول کرتا ہے، اس صورت کے جائز ہونے پر مہینار میں اہل علم کا اتفاق پایا گیا۔

تیسری صورت کریڈٹ کارڈ کی ہے، کریڈٹ کارڈ بھی رقم کی منتقلی کی سہولت فراہم کرتا ہے، ”اس کے ساتھ ساتھ مزید ایک سہولت فراہم کرتا ہے ”اردو یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر ایک مقررہ حد کے اندر اپنی جمع شدہ رقم سے زیادہ بھی خرچ کر سکتا ہے، یہ گویا بینک کی طرف سے قرض فراہم کرتا ہے، اگر یہ قرض چھپاں، نوں کے اندر، اٹریا جائے، تو اس پر سے کوئی

رقم، اگر فی نہیں ہوئی، اور اگر پچاس دن سے زیادہ وقت لگ گیا، تو اسے بینک کی مقررہ شرح کے لحاظ سے اس رقم پر سو فیصد ہونا چاہیگا۔ اس میں شبہ نہیں کہ کریڈٹ کاڈر میں ہولڈر اپنے آپ کو سود سے بچا سکتا ہے؛ اگر وہ مقررہ مدت کے اندر ہی پیسے ادا کر دے، لیکن معاملہ کے حوالہ و حرام ہونے کی بنیاد اصل میں وہ معاملہ ہوتا ہے جو فریقین کے درمیان طے پایا ہے، کریڈٹ کارڈ لینے والا چاہے اپنے آپ کو سو فیصد سے بچا لے لیکن وہ ایک ایسے معاملہ کو قبول کر رہا ہے جس کی بنیاد سود کے لین دین پر ہے، نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پچانوے فی صد بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے والے لوگ سو فیصد میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کسی لئے بینک کریڈٹ کارڈ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اس میں منظر میں مندرجہ بالا کے حوالہ و رباب افتاء کے بہ اتفاق رائے فیصلہ کیا کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنا اصولی طور پر جائز نہیں ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے چدر ہویں سیمینار منعقدہ ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۰۶ء بمبئی، میں جن مسائل کو زیر بحث لایا یا تھا، ان میں بینک سے جاری ہونے والے کارڈس سے تعلق ختم بھی تھے، جمہ اللہ موصوعہ پہ مبنی قضاء میں بحث ہوئی، اور غور و فکر کے بعد اس تباہی پر اتفاق ہوا جن کا ذکر اس مجموعہ میں آ رہا ہے، یہ تجاویز، رسائل اکیڈمی کی ان کوششوں کا تسلسل ہے، جو وہ مسلم سہت کو سو فیصد کی حنت سے بچانے کے سلسلہ میں رتی رتی ہے، ہندوستان میں سو فیصد غیر سودی بینک کاری، ”غیر سودی قرض جاری کرے“ مبنی اسلامی سوسائٹیوں کے موضوعات کو اکیڈمی نے متعدد سیمیناروں میں غور و فکر کا موضوع بنایا ہے، اور ایسے فیصلے کئے ہیں جو کتاب و سنت کی روح کے مطابق ہیں، سو فیصد سلسلہ میں جو احتیاط مطلوب ہے، اس کے آئینہ دار ہیں، اور حرام کے مقابلہ میں حلال متبادل کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

مقالات و مناقشات، فنی معلومات اور سیمینار کی تقریریں ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ علماء و علماء، ماہرین معاشیات اور اصحاب حق کے لئے ایک قیمتی سوغات ثابت ہوگا، اس

سلسلہ میں میں محبت عزیز مولانا امتیاز احمد قاسمی (رفیق شعبہ علمی) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجلس "ارت کی رہنمائی میں اسے مرتب کیا۔ اے ہے کہ اللہ تعالیٰ فکر و نظر کے اس کار و س کو اپنی منزل کی طرف گامزن رکھے۔ اور حضرت مولانا قاضی مجاہد اللہ سلام قاسمی جنہوں نے اس تافلہ کی بنیاد رکھی تھی۔ کو شایان شان اجر و عطا فرمائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکرٹری)

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ
۱۷ فروری ۲۰۰۷ء

سوالنامہ:

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

یہ ایک حقیقت ہے کہ ذرائع مواصلات کی تیز رفتار رفتاری «ریج کلویڈیشن» کے موجودہ نظام نے دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ اور حیرت انگیز حد تک فاصلے کم ہو گئے ہیں، اس صورت حال نے یوں توجہ کی کہ تمام شہموں پر اپنا اثر ڈال رہا ہے لیکن اس کا سب سے زیادہ اثر معیشت و تجارت پر ہو رہا ہے۔ «اب انسان کے لئے یہ بات محسن ہوئی ہے کہ وہ ایک کھانا اور دوا وفاقہ گاہ میں بیٹھ کر دنیا کے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر سے تجارت اور کاروبار کرے۔ تجارت کے اس چھبواؤ نے ایک ہم مسئلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی نقلی کا بیج ڈال دیا ہے۔ «دوسرا یہ امر چاہتا ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک اس کی رقم جلد سے جلد «مکلفہ طریقیہ سے پہنچ جائے۔ اس مقصد کے لئے بینک نے تین قسم کے کارڈ جاری کئے ہیں، جن کا چلن عام ہو چکا ہے، اسے «ایم کارڈ»، «چیک کارڈ»، «کریڈٹ کارڈ» میں کارڈ کی اس تینوں قسموں کی خدمات کا مختصر ذکر دیا جاتا ہے تاکہ احکام شرعی کی تطبیق میں سہولت ہو:

نم-A.T.M (ایس. ٹی. ایم) کارڈ

یہ کارڈ بینک اپنے کمائیہ «ارن کو» اس شخص سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ تین بھی موجود اسے «ایم نظام» سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کرے۔

اس کارڈ کے «ریجڈ آئی» اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استعمال کرتا ہے «ارن کو» حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے «ارن نے» ضرورت نہیں ہوتی۔

ب- Debit Card (ڈیبٹ کارڈ)

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے ہی جاری کرتا ہے۔ اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ نہیں کرنا پڑتا۔ سوائے اس فیس کے جو کارڈ کے بنوانے کے لئے دی جائے۔ اس کے ریوے بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

- ۱۔ البتہ اس کارڈ کے ریوے آدمی تین قسم کے فائدے حاصل کرتا ہے:
 - ۱۔ شریعہ مست کے بعد قیمت کی ۱۰٪ تک۔ مکمل اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچا دیتا ہے۔
 - ۲۔ نہ مرت پر رقم کاٹتا۔
 - ۳۔ نہ مرت پر رقم کاٹتا ہے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا جس کے لئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

ج- Credit Card (کریڈٹ کارڈ)

اس کارڈ سے دو تینوں کام انجام پاتے ہیں جن کے لئے ڈیبٹ کارڈ استعمال کیا جاتا ہے۔ میں فرق یہ ہے کہ ڈیبٹ کارڈ کی صورت میں اس کارڈ کے حامل کی جو رقم بینک میں جمع ہے، وہی کو استعمال کرتا ہے، ”کریڈٹ کارڈ“ میں صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجود، معاوضہ دینی نہیں ہے۔ بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے کے لئے بینک نے درآمداتی کے حالات معلوم کر کے اس شخص کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، ”ریڈیٹ“ ہے۔ اس کی مالی پابندی (آمدنی) کا پابند یا سلا نہ لگتی ہے۔

پھر مالی حیثیت متعین کر کے بینک ہی حیثیت کا کارڈ جاری کرتا ہے۔ ”ریڈیٹ“ کارڈ کے جاری کرنے، مقررہ مدت تک اس کے استعمال کرنے، اس کے بعد اس کی تجدید کے سے

ایک فیس لیتا ہے۔ کارڈ کا مالک اس کارڈ کی بنیاد پر مزید مفت بھی ترستا ہے اور روپے بھی اسے ٹی ایم نظام سے حاصل کر سکتا ہے جس کی ایک حد متعین ہوتی ہے۔ اس کارڈ سے آدمی جو خریداری کرتا ہے یا نقد حاصل کرتا ہے۔ مادہ اس کی پوری تفصیل تیار کر کے کارڈ کے مالک کو رقم کی جاتی ہے۔

اگر اس کارڈ کے حامل نے کارڈ کا استعمال نقد رقم نکالنے کے لئے یا کسی کے کھاتے میں منتقل کرنے کے لئے کیا ہے تو رقم کے نکالنے کے ساتھ ہی یہ ایک رقم کی "انگلی اس" کے وعدہ لازم ہو جاتی ہے۔ جب وہ استعمال شدہ رقم کو جمع کرے گا تو مقررہ رقم "آر ٹی ہوگی۔"

اور کارڈ کے ور میٹر یہ آر ٹی ٹی ہے تو انجی مادہ میں پوری تفصیل رقم کی جاتی ہے ورمطوبہ رقم آدمی کو پندرہ دن کے اندر "آر ٹی ہوئی ہے" ایسا کرنے پر یورپی شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے، جس کو وہ آئندہ اصل رقم کے ساتھ جمع کرتا ہے۔

سوالات

ان تفصیلات کی روشنی میں دریافت طلب امر یہ ہے:

۱۔ اس ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کیا حکم ہے؟

۲۔ بیٹ کارڈ سے استفادہ امر اس کے ور میٹر پر مزید مفت وغیرہ کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے کچھ رقم بلانے لگیں، ان پر تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ ایک "ریڈ کارڈ" حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے "آر ٹی ہوگی" کی

شرط "شیٹ" یا ہوگی، جبکہ یہ کارڈ بینک سے "حاضر رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، چونکہ اس کی بنیاد پر "حاضر پر مزید مفت ہوتی ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ور میٹر حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم "آر ٹی ہوئی ہے، شرح

اس کی نیا حیثیت ہوتی؟

ج۔ اس کارڈ کے درمیان خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم ادا کرنے کے ساتھ مزید جو رقم "اُترتی ہوتی ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جبکہ یہ زائد رقم اسی صورت میں ادا کرتی ہوتی ہے، جبکہ مقررہ مدت تک اوائلی نہ لائی ہو، مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کر دینے پر مزید کچھ نہیں، رہتا ہوتا ہے۔ تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر "اُترنے کی صورت میں اصل رقم سے راجعہ "اُترتی ہوتی۔

ایک قسم کے فیصلے

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد یہ ہونا کہ عہد میں چید ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے۔ اس کے لئے اکیڈمی انتہائی غور و فکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۳۳ مارچ ۲۰۰۶ء کو اس کا چاندیہواں فقہی سمینار ہندوستان کے تاریخی شہر میسور کی، یعنی درگاہ دارالعلوم صدیقیہ میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً دو سو علماء و ارباب فقاہ معاشیات اور بنکاری کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے طے کر کے ملائیک اور شرعی ہندوستان سے لے کر بنگالی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے ہندو متحہ عرب امارات، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب علم و اہل شرکعت فرمائی۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈ

اس سمینار میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ پر اس بھلے نظر سے بحث کی گئی کہ اس صورت میں یہ پایا جاتا ہے کہ اس صورت میں نہیں پایا جاتا؟ کیوں کہ اسلام میں غریبوں کا احتساب ہونے کی وجہ سے سو کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی قطعاً منجاش نہیں ہے، اس میں منظر میں جوقر اردو میں منظور ہو میں وہ اس طرح ہیں:

- ۱۔ چونکہ معاملات میں اصل باعث ہے، اس لئے اسے ایم کارڈ جس کے ذریعہ مشین سے اپنی جمع رقم نکالی جاتی ہے، کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔
- ۲۔ ڈبٹ کارڈ کا استعمال، اس کے ذریعہ خرید و فروخت اور ایک کھاتہ سے دوسرے کھاتہ

میں رقم کی منتقلی درست اور جائز ہے۔

- ۳۔ اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیجیٹل کارڈ کے حصول اور استعمال کے لئے جو رقم ادا کی جاتی ہے وہ کارڈ کا معاوضہ دوسرے چارج ہے، اس لئے اس کا ادا کرنا جائز ہے۔
- ۴۔ کریڈٹ کارڈ کی مروجہ صورت چونکہ سہاوی معاملہ پر مشتمل ہے لہذا کریڈٹ کارڈ یا اس قسم کے کارڈ کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

تلخیص مقالہ۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

مولانا امتیاز احمد قاسمی *

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے چدرہ یں فقیہی سمینار کے لئے ”بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ“ کی مختلف شکلوں کے بارے میں سوالات قائم کئے گئے ہیں، ان میں سے پہلا سوال یہ ہے:

سوال: ۱۔ اے ٹی ایم (ATM) کارڈ سے استفادہ کا حکم کیا ہے؟

اس موضوع پر کل ۲۸ مقالہ نگاروں کی تحریریں اکیڈمی کو موصول ہوئی ہیں، ان میں سے تقریباً تمام ہی مقالہ نگار تصدیق کی رائے ہے کہ ATM کے موجودہ نظام سے فائدہ اٹھانا ہر اپنی معاشی ضرورتوں کے لئے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے، اس کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

لہذا اس کے لامل مختلف حضرات نے الگ الگ دہیے ہیں:

چنانچہ مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا بدر احمد نجی، مولانا رحمت اللہ ندوی، مفتی محبوب علی مدنی، ڈاکٹر ظفر الاسلام، سیدہ ارباب سہیلی، مفتی ثناء الہدی قاسمی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا ابو فیان مفتاحی کہتے ہیں کہ کارڈ ہولڈر چونکہ ATM نظام کے ذریعہ اپنی جمع شدہ رقم سے ہی فائدہ اٹھاتا ہے، اس حد مت کے عوض بینک کو الگ سے کوئی معاوضہ نہیں دیتا رہتا ہے، اس

☆ مفتی شہید علی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

لئے اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جب کہ بعض دوسرے حضرات مثلاً قاضی عبدالجلیل قاسمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی و مولانا امیر ارخان ندوی وغیرہ کہتے ہیں کہ آج چونکہ راستہ کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں، لوگوں کا نقد رقم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر بچہ یا انتہائی دشوار ہے، بلکہ کبھی یہ رقم جان کے لئے بھی خطر دہن مافی ہے۔ نیز اس میں عام اتنا بھی ہے۔ اس لئے اس سے استفادہ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے وغیرہ۔

مفتی عبداللطیف پالنپوری اس کے جواز سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگرچہ اس پر سنجیدہ (ہندی) ہونا صادق آتا ہے جو احناف کے نزدیک مکروہ ہے، مگر امام احمد کے نزدیک مستحبہ جار ہے، اور اتنا عام اور حوائج شدیدہ کے پیش نظر نہ سب غیر پر عمل کی گنجائش ہے۔ مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی صاحب ATM سے استفادہ دو شرطوں کے ساتھ جار مقرر دیتے ہیں:

الف: غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کی گئی ہو۔

ب: دوسرے شہر یا ملک میں رقم پہنچانے کی اہمیت اور ضروری جائے۔ اور جار میں ہوگا۔

مولانا امیر ارخان ندوی نے ATM کارڈ کا مختلف حیثیتوں سے جار دلیا ہے، مثلاً:

۱۔ وینک میں جمع مال کا ایک شیڈ ہے جسے کہنا کر دوسرے شہر میں رقم حاصل کی جاسکتی ہے، اس کی دلیل حضرت ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ کا وہ عمل ہے جسے آپ تاجر ان مکہ کے لئے کرتے تھے (مہبوط للرحضی ۳/۳۷)۔

۲۔ کارڈ کی دوسری حیثیت سنجیدہ کی ہے جو حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، لیکن سنجیدہ کی وہ صورت جس میں قرض دوسرے شہر میں واپس کرنے کی شرط نہ ہو، علامہ سرخسی اور علامہ عثمانی کے نزدیک اس کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مولانا کی تحقیق کے مطابق ATM نظام میں بھی رقم کی منتقلی مشروع نہیں ہوتی ہے۔

۳۔ تیسری حیثیت میں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ATM نظام میں ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی شرط ہوتی ہے، اور یہ نتیجہ ہی کی طرح ہے تو بھی ”الصندوق والی بیج المحظورات“، ”الحرج مدفوع“، ”المشفة بحلب النیسور“ کے مد نظر جائز قرار پائے گا۔

مولانا ابو العباس وحیدی اور مولانا نیاز احمد عبد الحمید مدنی ATM نظام سے استفادہ کو درست قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: مشین کی ذہنی سے ضرورت پڑھ سکتا ہے مگر حکم عام احوال پر لگایا جاتا ہے۔

مولانا نیاز احمد بخاری تحریر کرتے ہیں کہ آج جبکہ اسلامی اقتصادی نظام موجود نہیں ہے، مسلمانوں کا موجودہ دھوکا دار بینکوں کے نظام سے کلیہً منحرف ہو جانا اقتصادی حیثیت سے کمزور سے کمزورتر ہوا ہے نیز موجودہ معاشی نظام سے لاقطعی کہیں مسلمانوں کے شرعی احکام سے اعراض کا سبب نہ بن جائے اور ذہن امتہ الہی راوند اختیار کر لے۔

جہاں تک عرب مقالہ نگاروں کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنے مقالوں میں ATM سے کوئی بحث نہیں کی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اس کارڈ کا عمومی چلن نہیں ہے، یا ان کے رویہ میں اس میں کوئی قابل لحاظ فتنہ بحث نہیں ہے جس پر تنگی کی جائے۔

سوال: ۲۔ دوسرا سوال بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے سلسلہ میں ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) سے تعلق ہے کہ اس سے استفادہ دوسروں کے رویہ خرید و فروخت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں فقہ یا تمام ہی مقالہ نگار حضرات نے اس کی تمام شکوک سے اتفاق کرتے ہوئے اس کے جاری ہونے کی بات کہی ہے۔

بیشہ حضرات نے اپنے مقالہ میں یہ دلائل پیش کئے ہیں کہ کارڈ ہولڈر اس کارڈ کے

ذریعہ اپنی جمع شدہ رقم ہی سے قاعدہ اٹھاتا ہے، اپنی ضرورتوں کے لئے بینک سے مزید رقم نہیں منی پرتی ہے، اور نہ ہی اس کارڈ کے استعمال میں کوئی شرعی مائع نظر آتا ہے۔ جب کہ بعض حضرات نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی ہے کہ اس کے جواز کے دلائل بھی یہی ہیں جو ATM کے ذیل میں گذرے۔

البتہ بعض مقالہ نگار حضرات نے اس کی فتویٰ تطبیق کرتے ہوئے ”حوالہ، کفالد، امامہ“ وغیرہ سے اس کی جہیہ ہے۔ چنانچہ مولانا امجد علی خان مدنی نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

ڈبٹ کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی یا اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں بینک کی حیثیت بائعہ شریعہ کی ہوتی ہے، کیل کی ہوگی، اس کی دلیل میں اسوں نے بائعہ اصناف کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کی ہے:

”يجوز التوكيل بقصر الدين، لأن المؤكل قد لا يقدم على الاستعانة بنفسه، فيحتاج إلى التحويل إلى غيره، وتحويل الوكالة بقضاء الدين لأنه لا يملك القضاء بنفسه وقد لا يتهيأ له القضاء بنفسه فيحتاج إلى التحويل إلى غيره“ (بائع اصناف ۱۳۸۱)۔

دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کی دلیل یہ ہے:

”قال المؤكل: خذ هذا الألف يا فلان وادفعه إلى فلان فأبهما فصي جار قهاساً واستحساناً“ (فتاویٰ خانہ مع الہندیہ ۳۶۹/۵)۔

”میری صورت یہ ہے کہ بینک کی حیثیت محال علیہ کی مان لی جائے، جس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ محیل، محال اور محال علیہ تینوں اس مقدمہ پر راضی ہوں، ظاہر ہے کہ ڈبٹ کارڈ کے ذریعہ انجام پائے، ”لے مقدمہ پر محیل، محال اور محال علیہ نہ صرف راضی ہیں بلکہ راضی ہیں، اس کی دلیل یہ عبارت ہے:

”أما ركن الحوالة فهو الإيجاب والقبول، الإيجاب من المحيل، والقبول من المحال عليه والمحال جميعاً ..“ (بولج اصناف ۱۵۸۱)۔

پروفیسر صدیق محمد امین ضریح (جامعہ رشوم) کہتے ہیں کہ ڈیٹ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا عقد صرف ”حوالہ“ کے مشابہ ہوگا، یہ نہ تو ”کنالہ“ ہوتا ہے نہ ”کنالہ“، چنانچہ اس میں بینک محال علیہ کارڈ ہڈہ رجیل، مانتا نہ (مشتہ ی) محال ہوگا اور یہ صورت بہ اتفاق فقہاء مجاز ہے۔ مولانا محی الدین غازی نے ڈیٹ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والے جملہ عقود کے جواز سے اتفاق کرتے ہوئے ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ حواہی عربیہ کے اس فتویٰ کا متن نقل کیا ہے جس میں مبراحت لای فی ہے کہ اس کارڈ کے استعمال میں کوئی مانع نہیں ہے۔

مفتی عبداللطیف پالپوری ڈیٹ کارڈ سے رقم نکالنے اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کرنے کے درمیان فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اگر استفادہ رقم نکالنے کی صورت میں ہو تو اس پر مستحبہ ہوا ساق آئے گا جس کا حکم ATM کارڈ کے تحت پایا ہو چکا اور اگر خرید و فروخت کی شکل میں ہو تو اس پر حوالہ کی تعریف ساق آئے گی جو جائز ہے، “وتصح الحوالة برضاء المحيل والمحتال والمحتال عليه“ (الہدایہ ۱۱۳)۔

مفتی محمد شوکت کابھی لکھتے ہیں کہ ڈیٹ کارڈ سے قینوں طرح کی سہولتوں سے استفادہ میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ خرید و فروخت کی صورت میں اگر قیمت کی ادائیگی میں کسی طرح کا غریب یا بدعہ مشتہ ی میں سے کسی کو نہ رہو تو پھر اس کے ذریعہ خرید و فروخت قابل غور ہوں۔

ڈاکٹر عبدالحمید محمد موسوہ (استاذ جامعہ شاروق) نے بطاقت الائمان (Credit Card) کی دو قسمیں کی ہیں: بطاقت مغطاة، بطاقت غیر مغطاة۔ اور پھر بطاقت غیر مغطاة کی دو قسمیں کی ہیں: بطاقت الائمان العادیہ، بطاقت التمدید بالاقساط۔

آگے وہ بطاقت مغطاة (Debit Card) کے ذریعہ ہونے والے معاملہ کو عقد مکالمہ قرار

دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اگرچہ بعض معاصر فقہاء نے اس عقد کو حلالہ و کفالت قرار دیا ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے جائز ہے۔ لیکن اس میں شرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ کارڈ ہولڈر کا جو سرمایہ بینک میں ہے، وہ بینک کے پاس بطور قرض ہیں ہے اور اس کے بدلہ میں بینک اس کو کارڈ فراہم کر رہا ہے تاکہ وہ اس کارڈ سے فائدہ اٹھائے تو یہ ربا کے مشابہ ہوگا اس لئے کہ یہ منفعت قرض کے مقابلہ میں حاصل ہو رہی ہے۔ اور حدیث ہے: ”کل قرض حرم مفعلة فهو ربا“ اس لئے اس عقد کو ”مالہ“ مانا گیا۔ ”وہیبتہ“ ہے۔ چونکہ کارڈ ہولڈر اپنا سرمایہ بینک میں طور مانت ہضمانت ہی رکھتا ہے اور ہفتہ وار مرٹ بینک اس کے سائب ”ریکیل کارڈ“ کرتا ہے۔

ڈاکٹر مہدی مہدی زبیلی لکھتے ہیں کہ: ”بیت کارڈ کے ذریعہ ہونے والا عقد اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جب تک کارڈ ہولڈر اپنی جمع رقم سے استفادہ کرے اور اس پر کوئی سودی فائدہ مرتب نہ ہو، نیز اس کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ بینک سے اپنی جمع شدہ سے زائد رقم نکالنے پر ٹیکہ بینک اس کی اجازت دے اور اس کے عوض کوئی فائدہ نہ حاصل کرے۔ اس سے کہ معاملات میں اصل مباح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر زبیلی صاحب بھی اس عقد کو ”عقد خوف“ قرار دیتے ہیں جو اسلام میں بالاجماع مشروع ہے۔

سوال: ۳- تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر اے ٹی ایم کارڈ اور ڈی بیٹ کارڈ کے حصول کے لئے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب تمام مقالہ نگاروں نے بشمول عرب فقہاء کے یہی ہے کہ ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے دی جانے والی فیس کی رقم، حق الحیوہ اور اجماع الحیوہ ہے، جس کا حیا شرعاً جائز ہے۔

جواز کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بعض حضرات نے اس فیس کو موجودہ رائج

فیسوں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح ان فیسوں کا لینا جائز ہے، اسی طرح اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ مولانا امجد احمد ٹھٹھی، مولانا رحمت اللہ مدنی، قاضی عبد جلیل، مفتی شام علی، مفتی ابو نعیم مٹھانی، مولانا سلطان احمد اصلاقی، مولانا محبوب علی دہلوی وغیرہ لکھتے ہیں: جس طرح پاپورٹ بنوانے کی فیس، ویرا حاصل کرنے کی فیس، لائسنس بنوانے کی فیس، ڈرائنگ کی فیس، اطلاع فیس، آثار قدیمہ کو، لینے کی فیس، رجسٹریشن مرض پر ہی جاتے والی فیس، میڈیکل کی فیس وغیرہ اس کا حارہ اور درست ہے اور اس کے لینے اور لینے پر جو رکاوٹیں لگائی جاتی ہیں وہی حکم ان باتوں کا رد ہے جو ان کے حاصل کرنے کی فیس کا ہوگا کہ یہ حقیقت سہولیات و خدمات، اخراجات اور محنت و سیکٹنس کا معاوضہ ہے۔

ان میں سے چند ایک نے حضرت تھانوی کے اس فتویٰ کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو انہوں نے مبنی آرڈر کے سلسلہ میں دیا ہے، فتویٰ کا متن یہ ہے:

”مبنی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے، دوسرے جارد جو تادم کے لکھنے اور روانہ کرے پر بنام فیس دی جاتی ہے، دونوں معاملے جائز ہیں، جن باتوں کا مجموعہ بھی حارہ ہوگا۔ اور چونکہ اس میں ابتداء عام ہے اس لئے یہ تاویل کر کے جوڑ کا فتویٰ مناسب ہے“ (امداد الہدیٰ ۱۳۶۳ء)۔

مولانا امجد احمد خان مدنی نے بطور دلیل مولانا مفتی عثمانی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی ہے: بینک اپنی جن خدمات پر ادھرت وصول کرتا ہے مثلاً لاکر، لیڈز آف کریڈٹ، بینک ڈرافٹ، بیج ہٹاؤ کی دلائی وغیرہ ان کی ادھرت لینا جائز ہے، البتہ سو کا کاروبار جائز ہے (ہمارے ساتھی نظام ۱۱۵)۔

اس فیس کے بارے میں مولانا خورشید احمد عظیمی کی رائے ہے کہ اس طرح کے کارڈس کو حاصل کرنے کے لئے فیس، امرامہ مری ہے، تاکہ جمع کردہ رقم (قرض) سے جو منفعت بینک کے توسط سے حاصل ہو رہی ہے، وہ بلا عوض نہ رو جائے۔

اسی طرح مفتی محمد نعمت اللہ تاجا کی رائے ہے کہ اس فیس کو دوسرے شہریاء اور ملک میں رقم منتقل کرنے کی اجازت قرار دی جائے، اس لئے اس فیس کا ادا کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ دوسرے شہریاء ملک میں رقم منتقل کرنے کے بواز کے لئے لازم ہے۔

مولانا نیاز احمد بنارسى اس کو دلائل قرض پر حق الحکمت قرار دیتے ہوئے ایک شبہ کا اظہار اس طرح کرتے ہیں: یہ کارڈ اپنی اصل کے اعتبار سے "بیعت" ہے اور یہ بعض صورت استعانت کی بن جاتی ہے اور نہ عام صورت میں حق الحکمت اس قدر صحیح و درست ہوگا جو خالص ذرات پر معنی ہو، اور اجازت کا تعین ذرات کے بعد ہی ہوتا ہے ورنہ ہی زیادتی کا احتمال ہوگا کہ کسی کی صورت فرار کی ہوگی، زیادتی کی صورت رہا کی ہوگی جو شرعاً قطعی حرام ہے۔

تاری ظفر الاسلام صاحب اس کے جواب سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں: ضرورت، حاجت عام، "تعاظم اس کی وجہ سے اس طرح کی فیس" اور نہ اس کی مثالیں سلف و خلف کی کتابوں میں ملتی ہیں، اس کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے۔

انہوں نے مشہور اسلامی محقق و عالم: اکبر وہبہ زحیل کی تالیف "الفقہ الاسلامی وادنیہ" کی مندرجہ ذیل عبارت بطور دلیل پیش کی ہے:

"وتعذر علی المكفول عنه تحقیق مصلحة من طریق المحسن المتبرعین حار دفع الاحرة او الحاجة العامة لما يترتب علی عدم الدفع من تعطيل المصالح كالسفر للخارج....."

؟ اکبر وہبہ زحیل، ؟ اکبر عبد الجبید محمد سوسو وادنیہ فیہ صدیق محمد امین الفری کی رائے ہے کہ کارڈ بنائے، اس کی تجدید "Renewal" رائے اور کارڈ شائع ہو جانے یا ختم ہونے پر نیا کارڈ بنائے کی صورت میں دی جائے، مگر رقم کی حیثیت اتنی عمل لی ہے، نیزہ اکبر وہبہ زحیل سے اس کا بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ فیس بینک کی طرف سے کارڈ بولڈر کو دی جانے والی ہستہ سہویات اور اس کی خدمات سے استفادہ کا عوض ہے۔

سوال: ۴ (الف) کے تحت دریافت کیا گیا ہے کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے "اور وہ فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟" جبکہ یہ کارڈ بینک سے دھار رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد پر "دھار شدہ رقم فروخت ہوتی ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے؟"

اس کے جواب میں مقالہ نگاروں کے "مرمیتیں" طرح کی راہیں پائی جاتی ہیں: پہلی راہ یہ ہے کہ اس کارڈ کو حاصل کرنے، اس کو استعمال کرنے اور بعد میں اس کی تجدید پر ای جانے والی فیس محنت، سہولت، خدمت، اثرت عمل ہے اور کفالت پر آنے والے اثرات کا عوض ہے جو شرعاً جائز ہے۔ اس راے کے حامل مولانا بدر احمد مٹھی، مولانا امجد الدین سیٹھی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا امجد خان ندوی، مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا محی الدین غازی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید مدنی، مولانا ابو العباس، مدینی، مفتی ثناء اللہ، قاسمی، ڈاکٹر و سید زبیر، عبید، مجید محمد سوہو، پی۔ فیسر صدیق محمد امین اللہ، پی۔ مفتی عبدالرحیم قاسمی وغیرہ ہیں۔

"مفتی عبدالرحیم قاسمی نے اس کی دلیل دیتے ہوئے مولانا مفتی عثمانی صاحب کی اس تحریر کو پیش کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ فیصل کے لئے نفس کفالت پر اثرت لینا جائز نہیں ہے میں اگر فیصل (بینک) کو اس کفالت پر کچھ فتنے کی صورت انجام دینے پڑے۔" اس پر کچھ اثرات بھی آئے تو بینک کے لئے مسئلہ اس سے ان تمام امور کی انجام دہی پر اثرت مثل کا مطالبہ کرنا جاری ہے (مفتی مقالات)۔

"میری راے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے حاصل کرنے، اس کے استعمال کرنے اور تجدید کرنے پر جو فیس دی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کریڈٹ کارڈ کے درمیان انجام پانے والا معاملہ سودی ہوتا ہے جو حرام ہے، اس لئے کارڈ ہوانے، اس کی تجدید برائے کے لئے، اس جائے، والی فیس وغیرہ بھی حرام ہوگی، اس راے کے حامل مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا برمان

اللہ بن سبعلی، مفتی عبداللطیف پالپوری وغیرہ ہیں۔

مولانا رحمت اللہ مدنی قاری مختصر الامام مفتی محمد علی قاسمی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ عام حالات و احوال میں اس طرح کے کارڈ کو حاصل کرنے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ کہ یہی ضرورت پیش آجائے جس کے بغیر چارونہ ہوتا ایسی صورت میں اس کی گنجائش ہوتی۔ جب کہ بعض مقالہ نگار حضرات نے سوال نمبر ۴ (الف) کو نہیں چھیڑا ہے۔

سوال: ۴ (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کریڈٹ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم دگرتی ہوتی ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

اس کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کے، رمیں، طرح کی رائیں آتی ہیں؛ پہلی رائے جو اکثر مقالہ نگار حضرات کی ہے، یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے نقد رقم نکالنے یا دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرنے پر اصل رقم سے راجع رقم بانٹا جائز نہیں ہے۔ ان حضرات کے لال یہ ہیں کہ یہ انسانی رقم جو بینک کو دی جا رہی ہے، اس کی حیثیت حدیث: ”کل قرض حر مہما فهو حرام“ کی را سے سوا کی ہے، جو حرام قطعی ہے، اس سے کہ اس معاملہ میں بینک مقرض اور کارڈ ہولڈر مقرض ہے۔

”مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی اصل رقم سے زائد رقم کو سود و ربا ماننے ہوئے واپس پر اس کی شرط نکالے بلکہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے امر اس سے منع اصرانے ہی کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے بطور دلیل مندرجہ ذیل مبادیات پیش کی ہے:

”نہی النبی ﷺ عن ”سلف و بیع“، مثل أن یقرض شخص غیرہ ألف درہم علی أن یبیمہ فارہ أو علی أن یرد علیہ أحوذ مہ فو أكثر والربا حرام إذا كانت مشروطة أو متعارفا علیہا فی القرض، لأن ”کل قرض حر مہما فهو ربا“ (مشکوٰۃ اسلامیہ جلد ۱ ص ۳۷۶)۔

کے تحت منافع کی شرح متعین ہوتی ہے،

آگے لکھتے ہیں: لہذا اس کی روٹنی میں نہ مدت کے تقاضے سے نہ بڑے کارڈ کے ذریعہ بینک سے حاصل کردہ رقم سے زائد رقم بینک کو، انکی جاسنی ہے۔

بیت التمويل الكويتی کا فتویٰ جس میں اس اضافی رقم کو کارڈ بولڈ رکوی جانے والی اس کی اہمیت قرار دیا گیا ہے جو حار ہے۔ اس کی روٹنی میں مولانا محی الدین غازی کی رائے ہے۔ اس رقم کا حیا جار ہے۔

مفتی عبد الرحیم قاسمی اس اضافی رقم کو دلالی کی اہمیت یا حق الخدمت قرار دیتے ہوئے ایک شرط کا اضافہ کرتے ہیں:

۱۔ بینک اس قرض پر کوئی معاوضہ وصول نہ کرے۔

۲۔ وصول یابی کی مدت میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں کمیشن میں کمی پیش نہ کرے۔

۳۔ مہلت کی مدت بھی نہ مانگے۔

انہوں نے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی اس تحریر کو بطور دلیل پیش کیا ہے جس میں یہ ہے کہ بینک بانڈ، مشتہی کے ذریعہ، بحیثیت وکیل و دلال بہت سے امور انجام دیتا ہے جس کے عوض وہ کچھ اہمیت لیتا ہے جو شرعاً جائز ہے۔

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صاحب اس اضافی رقم کو دہن بہورت کی اہمیت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس لئے اس دوسری (اضافی) رقم کی، انکی کو ثابت قابل مان یا جائے تو جو رکی گنجائش نکل سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا رحمت اللہ دی کی تحریر سے دو باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ اصل رقم کے ساتھ مزید رقم کی، انکی بلا عوض ہونے کی وجہ سے سود ہے، اگر اس کو

کارڈ کے اہمیت اس کی تجدید وغیرہ کی فیس قرار دی جائے تو دیگر عیسویوں کی طرح اس کا بھی حکم ہوگا۔

۲۔ جب جائز حق کے حصول کے لئے فقہاء نے رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور

ضرورت پڑنے پر سوئی قرض لے کر چار قمار دیا ہے تو یہاں بھی ضرورت پڑنے پر بقدر ضرورت اس فیس کی "انٹیلی کی گنجائش ہونی چاہئے۔
مولانا شوکت ثناء کا مکی کی رائے بھی یہی ہے کہ بلاشبہ ضرورت شدیدہ اس کی گنجائش نہیں ہونی۔

مولانا امیر خان ندوی کی رائے ہے کہ چھوٹی سطح پر تجارت کرنے والے مسلمانوں کے لئے اس کارڈ کے استعمال کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بلاشبہ ضرورت "ہوتا ہے۔
جب کہ بڑی سطح پر تجارت کرنے والوں کے لئے چونکہ اس طرح کے کارڈ کا استعمال تجارت کے اندر ایک ضرورت بن گیا ہے، اس لئے "الصناعات فیہ الماحظورات" کے تحت ضرورت ہوگا، آگے دیکھتے ہیں: ملت کو اقتصادی بد حالی سے بچانے کے لئے ضرورت کرڈٹ کارڈ کے ذریعہ یہ فروخت کی اجازت دینا نہایت ضروری ہے، ورنہ امت مالی بد حالی، جہالت، "و کاد العقر ان یكون کفر" فرمان نبوی کے مطابق عیسائیت و قادیانیت کے ناپاک عزائم اور مذموم مقاصد کا شکار ہو جائے گی۔

سوال: ۴ (ج) کے ذیل میں یہ رائے مانگی گئی ہے کہ کرڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم "اُترنے کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ زائد رقم اسی صورت میں "اُترنی ہوتی ہے، جب کہ مقررہ مدت تک ادائیگی نہ کی گئی ہو، مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کر دینے پر مزید کچھ نہیں دینا ہوتا ہے، تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں اصل رقم سے زائد ادا کرنی ہوگی؟

اس کے جواب میں مولانا سلیمان احمد املاچی اور مولانا محی الدین غازی کے علاوہ تمام مقالہ نگار حضرات کی رائے ہے کہ اصل رقم ہی ایسی میں ہونے والی تانہ کے عوض مزید رقم

۱۔ گئی جارہیں ہوئی، نہ اُردو پرچہ متعین مدت پر اصل رقم اُکر، یہ سے یہ رقم لازم نہیں ہوتی، بلکہ چونکہ معاملہ میں یہ بات طے رہتی ہے جو فائدہ شرط ہے، اس لئے یہ معاملہ بھی فائدہ ہوگا۔

اس حضرت کے لائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یہ زیادتى اور اضافہ مصرعہ ۱۰۳ ہے۔

۲۔ تاج کی صورت میں عام رُودۂ ماندہ را السید ہے۔ (اگر عبد المجید موسود، پروفیسر

صدری محمد اصفیہ)

۳۔ دو اضافہ وقت کے عوض ہے اور وقت صحت ہے۔ (اگر کارى ظفر الاسلام تاجی)

۴۔ دو اضافہ بلا عوض ہونے کی وجہ سے سو ہوگا۔ (فتی عبد الطیف پالپوری)

ابو القاسم ثناء اللہی تاجی، مولانا حور شید احمد اعظمی، مفتی شامد علی کی رائے ہے کہ چونکہ مقررہ مدت کے بعد رقم اُردو ہونے سے یہ رقم نہیں دینی پڑتی ہے، اس لئے ترتیب کے ساتھ اس کے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

مفتی شامد علی تاجی یہ لکھتے ہیں: تاہم بعض ملکوں میں اس کا جملہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ عموم ہوی کی مثل اختیار کر چکا ہے، اس لئے رقم کی رائے ہے کہ جیسا ہی طور سے کریڈٹ کارڈ کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسے مقررہ رقم اُردو یا جائے اور اگر کوئی بنا لے تو اصل رقم مقررہ وقت کے اندر ادا کر دے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی کے نزدیک اس اضافی رقم کی حیثیت مدرس، اسکول، کالج اور دہرے وقت میں رائٹ فیس کی ہے، جسے عرف عام میں جائز تسلیم کر لیا گیا ہے، آگے لکھتے ہیں: لہذا ”نئی پیمائش“ کے مسئلہ زیرِ نظر میں کریڈٹ کارڈ میں وقت گزر جانے کی صورت میں لی گئی رقم پر اضافی رقم ادا کی جاسکتی ہے۔

عصر مسئلہ:

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام

مولانا خورشید احمد اعظمی *

ہندوستان کے تاریخی شہر میسور میں منعقدہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے چند ہویں میوار کیلئے بینک سے جاری ہونے والے ایسے فی ایم، ڈیٹ اور کریڈٹ قین کارڈوں سے متعلق کینیڈی کے چار سول قائم کے ہیں جن کے بواب میں کل ستائیس علماء کرام کی ترہہ موصوف ہوتی ہیں اور ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: مولانا ابوسبیاں مفتاحی، مولانا قاری خضر الاسلام، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا رحمت اللہ مدنی، مولانا عبدالرحمن مدنی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید، مولانا علی الدین غازی، مولانا تنظیم امام قاسمی، شیخ صدیق محمد انصاری، مفتی عبداللطیف پالپوری، مفتی محبوب علی جبینی، شیخ بہار علی، مولانا محمد نعمت اللہ قاسمی، مفتی شاہ علی قاسمی، قاضی عبدالجلیل قاسمی، مولانا احمد ارباب سسلی، مولانا ابرہان الدین سسلی، مولانا نیاز احمد غازی، مولانا شامہ ثناء قاسمی، مولانا بدر احمد گنجی، مولانا ثناء الہدی قاسمی، مولانا محمد اعظم، شیخ عبدالحمید محمد، مولانا ابو العباس وحیدی، مولانا سلطان احمد اصلاحتی اور رقم سطور خورشید احمد اعظمی۔

پہلا سوال: ایسے فی ایم کارڈ سے متعلق ہے جس کی ذریعہ کھاتہ دار اپنی جمع کردہ رقم سے ہی اپنے شہر یا کسی دھری جگہ میں بھی موجود ایسے فی ایم نظام سے اعتماد کرتا ہے، اور اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے نہیں لیتا پتا، سول یہ ہے کہ ایسے فی ایم کارڈ

☆ استاذ جامعہ تعلیم الدین سکس، یوپی۔

سے استفادہ کا یا حکم ہے۔

جواب میں فقہ یا کبھی مقالہ نگار علماء کرام نے استفادہ کو جائز اور درست قرار دیا ہے، شیخ وہبہ زہیلی اور مولانا ابوالعاص وحیدی نے ”الأصل في المعاملات الاباحية“ کے تحت جابر کہا ہے، اور غائبانی اصل ان تمام حضرات کے پیش نظر ہے جنہوں نے جوڑ کیلئے ہی مصلحت یا ہی قیامت کے نہ ہونے کی صراحت کی ہے۔

مولانا محمد امجد علی خان ندوی اے ٹی ایم کارڈ کو بینک میں جمع شدہ مال کا وثیقہ مانتے ہیں اور اس نظام میں رقم کی منتقلی مشروط نہ ہونے کی وجہ سے استفادہ کو جابر ٹکھتے ہیں اور اگر رقم کی منتقلی مشروط بھی ہو تو ”المصروفات تبیح المحظورات“، ”الحرج مملوع“ نیز: ”المشفقة تحلب التوسیر“ کے مد نظر جابر کہتے ہیں، قاضی عبدالجلیل، مولانا عبد الطیف صاحبان نے اتنا، عام، حواش شدیدہ اور اضافی احکامات کے پیش نظر جابر کہا ہے اور مولانا امجد علی صاحب نے بینک میں رقم جمع کرنے کی طرح اس کارڈ کو بھی امانت دے دیتے ہوئے محافظت مال میں جابر کہا ہے۔

مولانا محمد نعمت اللہ صاحب قاضی نے اس کارڈ سے استفادہ کو دوسروں کے ساتھ جائز لکھا ہے: اول یہ کہ غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو۔ دوم یہ کہ دوسرے شہر یا ملک میں رقم پہنچانے کی اجازت ہو اور دی جائے۔

رقم بطور نے بھی نقل رقم کی منفعت کی باوجود معاملہ غیر مشروط ہونے کی وجہ سے جائز لکھا ہے، اور کسی بینک میں صرف اسلئے کہ اس میں اے ٹی ایم کارڈ کی سہولت فراہم ہے ”المعروف كالمشروط“ کے پیش نظر رقم جمع کرنے اور کارڈ سے استفادہ کو جائز مع انکڑت لکھا ہے۔

سوال: بیٹ کارڈ سے تعلق ہے، اس کارڈ کی ذریعہ بھی کھاتہ دار اپنی جمع کردہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے، نیز اس کارڈ کے ذریعہ شریعہ فرہمت کی حد قیمت کی ادائیگی

وہ اپنے کھانا سے، وہ لے کھانا میں رقم منتقل کرنے کی سہولیات بھی ہیں اور اس کارڈ ایسے فیس بھی دینی پڑتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ڈیجیٹل کارڈ سے استفادہ اور اس کے ریمیڈیہ فزیشنل و غیرہ کا کیا حکم ہے؟۔

اس سوال کی جواب میں بھی فقہ یا سنی مقالہ نگار حضرات استفادہ کی جواب پر متفق ہیں مولانا ابو عیاض عثمانی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، مولانا رحمت اللہ مدنی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا مفتی الدین مازی، مولانا تنظیم عام قاسمی، مفتی محبوب علی، مفتی، مولانا نعمت اللہ قاسمی، مولانا شاہد علی قاسمی، مولانا مہربان الدین سنبھلی، مفتی نیاز احمد بناری، مولانا شوکت ثناء قاسمی، مولانا ابو الحواس وحیدی، مولانا نیاز احمد عبدالحمید، اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاڈباں نے کسی قباحت اور ملت مائع کے نہ پائے جانے کی وجہ سے نیز اس کارڈ کے ذریعہ کافی سہولیات ہونے کے سبب، استعمال اور استفادہ کو جائز لکھا ہے۔

مولانا قاضی عبدالجلیل اور مولانا قاری نظیر الاسلام صاڈباں نے بعض کراہتوں کے باعث، تلاء عام، دعوات شریعہ و نیز "المشقة تجلب التيسير" کے پیش نظر استعمال کی اجازت دی ہے۔

مولانا امیر ارخان ندوی، شیخ الحدیث محمد لائین الغفری، شیخ وہید زحیلی، مولانا عبداللطیف، مولانا محمد اعظم صاڈباں نے اس کارڈ کے ریمیڈیہ فزیشنل کو حلال کی صورت قرار دیا ہے۔

جب کہ شیخ عبدالحمید محمد مولانا امیر ارباق سہیلی اور رقم سطور خورشید احمد نے اس کو کالہ کی صورت قرار دیا ہے، اس لئے کہ وہ معاملہ جو آئی ہو، رہتا ہے، اس کا دوسرے کو دیکھنا اور نامب بھی بناسکتا ہے۔

شریعہ ارباب کا مقصد یہ ہے اور اس نے اس قرض کی ادائیگی کا ذمہ، کارڈ جاری کرنے

• لے بینک کے حوالہ دیا ہے یا اسے وکیل بنایا ہے۔

شیخ وہبہ زحلی نے اس کارڈ کے استعمال کو، شرطوں کے ساتھ جائز ٹھہرایا ہے۔ بل یہ کہ حامل کارڈ اپنی جمع کردہ رقم سے ہی استفادہ کرے، وہم یہ کہ اس سے استفادہ کی صورت میں رہا نہ لازم آئے۔ مولانا امجد علی صاحب نے ان لوگوں کیلئے اس کارڈ کے استعمال کو جائز کہا ہے، جنہیں اس کی خاص ضرورت پڑتی ہے جیسے تجارت پیشہ حضرات۔

مولانا محمد اعظم صاحب نے یہ شرط لگائی ہے کہ رقم اللہ سے لینے کی نیت سے نہ جمع کی گئی ہو۔

تیسرا سوال: یہ کام کیا ہے کہ ان دونوں قسموں کے کارڈ کیلئے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

تمام ہی مقالہ نگار اس پر متفق ہیں کہ فیس دینا جائز نہیں ہے، مولانا عبداللطیف، مولانا نیاز احمد عبدالمہدی، مولانا ابو الحسن مدینی نے شرعی ماحاسنی یا فح یا حرج نہ ہونے کی وجہ سے حرج نہ کہا ہے مولانا ابوسعیان مفتاحی، مولانا سلطان احمد اسحاقی، مولانا رحمت اللہ مدنی نے عام فیس کی طرح جائز قرار دیا ہے، جیسے: ایکہ اور مکلفاتی فیس اور فقیہ بھی حضرات نے کارڈ کا معوضہ، انشائیہ، حرج، اثرت علی العمل، حرج محنت قرار دیا ہے۔

مولانا تاری شکر الاسلام، مولانا تنظیم عام قاضی، مولانا یار احمد بناری، مولانا محمد اعظم صاحبان نے اجرت، حرج یا اجرت، بقدر لاکھت کی صراحت کی ہے۔

مولانا نعمت اللہ قاضی صاحب نے رقم کو دوسرے شہر یا ملک میں منتقل کرنے کے جواز کیلئے فیس کو لازم قرار دیا ہے، اور رقم بطور فیس کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے تاکہ جمع کردہ مال یعنی قرض سے منفعت باغرض نہ دیا جائے۔

چوتھا سوال: کریڈٹ کارڈ سے متعلق ہے اور یہ تین جزو پر مشتمل ہے۔

پہلا جزء (الف) کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کیلئے "رودہ

فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ جب کہ پیکارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے۔
جواب میں مقالہ نگار حضرات کی آراء مختلف ہیں، مولانا ابو سفیان مفتاحی، مولانا
تنظیم عام قاضی، مولانا عبداللطیف پالپوری، مولانا قاضی عبدالجلیل، مولانا برہان الدین
سنبھلی، مولانا محمد اعظم صاحبان نے کریڈٹ کارڈ کی فیس کو سہ ہونے کی جیسا پرنا جارمتر ردید
ہے، اس لئے کہ اس کارڈ کی خدمات سود کو متضمن ہیں، مفتی حبیب اللہ اور مولانا رحمت اللہ
مدنی صاحبان نے ناجارمتر کئے کے ماہیہ وضہ مرت اور عموم بلوی جیسے اصول کو ملحوظ رکھنے کا
مشورہ دیا ہے۔

مولانا قاری ظفر الاسلام، مفتی عبدالرحیم قاضی، مولانا امیر خان مدنی، مولانا نیاز احمد
عبدالحمید، مولانا مفتی الدین عاری، مولانا شام علی قاضی، مولانا سرار الحق سیٹھی، مولانا شاکت ثناء،
قاضی مولانا بدر احمد ٹھٹھی، مولانا ثناء الہدی قاضی، مولانا ابو الحسن مدینی، مولانا سلطان احمد
اصد، جی۔ شیخ عبدالعزیز محمد، شیخ عبد الرحیم، اور راقم۔ بطورے اس میں کو بھی جارمتر کھا ہے۔ اور سے
کارڈ کا معاوضہ اور اہم تر اردیا ہے۔

شیخ صدیق محمد لائمن نے یہ تفصیل کیا ہے کہ اگر کریڈٹ کارڈ کی فیس ”مرہ“ بیٹ کارڈ کی
فیس مساوی ہو تو چارم ہے اور اگر بینک ڈبیٹ کارڈ کی فیس نہیں جتا یا کریڈٹ کارڈ کی فیس زیادہ
لہتا ہے تو اس میں کسی فائدہ مستتر و کا احتمال ہے۔

نوسرا جہء (ب)؛ اس کارڈ کے درمید حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم

کرتی ہوتی ہے شرعا اس کی کیا حیثیت ہوگی۔

مولانا سلطان احمد اصلاحي صاحب اس معاملہ کو فقہ طوقا پر قیاس کرتے ہیں اور لکھتے
ہیں: ”اس کی رہنمائی میں ضرورت کے تقاضے سے کریڈٹ کارڈ کے درمید بینک سے حاصل کردہ
رقم سے زائد رقم بینک کو ادا کی جاسکتی ہے۔“

مولانا امیر ارخان مدنی اس مزید رقم کو بینک کے اس عمل کی اہم تر اردیتے ہیں جو وہ

ہر ماہ حامل کارڈ کو تفصیلات فراہم کرتا ہے۔

مفتی عبدالرحیم صاحب نے فقہی مقالات کی حوالہ سے لکھا ہے کہ بینک بائع اور مشتری کے درمیان بحیثیت دلال یا وکیل بہت سے امور انجام دیتا ہے اور شرعاً دلالی اور وکالت پر اہل سنت عموماً جائز ہے۔ لہذا ان امور کی ”انگلی میں بھی بینک کیلئے اپنے گاہک سے اہل سنت کا مطابقت برقرار ہے۔“

”مولانا مفتی الدین عازمی نے بھی علی اساس احقر الوکالۃ بالذبح اس رقم کے لئے کو جائز کہا ہے۔“

باقی تمام مقالہ نگار حضرات نے اس رقم کو سوئم قرار دیتے ہوئے ناجائز کہا ہے، اس لئے کہ بیفیع مایعوس ہے مولانا مظہر الاسلام صاحب نے سوئم قرار دینے کے باوجود اس نے کہا ”میتق سے بچنے کیلئے ہرچہ مجبوری اس رقم کو غدا کارڈ یعنی رقم نکالنے کی تابوت وغیرہ کا بدنام نہ ہو جائے تو جواری منہا شکر کل حتی ہے۔“

تیسرا جزء (ج): اس کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم ادا کرے کے ساتھ یہ رقم ”اگرنی ہوتی ہے۔“ ماشرقی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ رقم اس صورت میں ”اگرنی ہوتی ہے جب کہ مقررہ مدت تک ادا انگلی نہ کی گئی ہو۔“ ج؟

مولانا سلطان احمد املاچی صاحب لکھتے ہیں ”اس کی حیثیت لیٹ فیس کی ہوگی“، بینک کوئی فیہ لیتی ”ارد میں“ بار بار ”ارد ہے۔“ رقم کے بارے سے اس کو اپنی فیس جلد ہاں مل جاتی ہیں، اسی طرح کی مصلحت سے اسکولوں میں لیٹ فیس کا رواج ہے جسے عرف عام میں جائز تسلیم کر لیا گیا ہے۔

باقی تمام مقالہ نگار حضرات نے اس رقم کو سوئم قرار دیا، اس لئے کہ صورت مسوئم پر ربا سونہ کی تعریف صادق آتی ہے اور اس کی ٹینا نموس قطعاً سے ثابت ہے، اسی لئے کہ لوگوں کی

رائے بھی ہے کہ خواہ مقررہ مدت میں ہی رقم جمع نہ کی جائے، معاملہ سودی ہوگا، اس لئے کہ عقد فاسد ہے، اور مولانا ثناء الہدی قاضی، مولانا اسرار الحق سیلانی، مولانا شاہد علی اور رقم بطور نے مقررہ مدت میں ادا کرنے کی صورت کو مع الکرہتہ جائز رکھا ہے، کیونکہ اس صورت میں زائد رقم نہیں دینی پڑتی، اور تاخیر کی صورت میں جو شرط ہے وہ نافذ مانا جائیگی، انحراف الراجح میں مذکور ہے ”تعیین القروض حرامہ والشروط لا ہلہ“ (۶/ ۳۱۴): فقہ حنبلیہ صاحب نے سوئمہ رینے کے باوجود ”الضرورات بیح المحظورات“ اور عموم بلوی جیسے اصول کے پیش نظر غور فکر کا مشورہ دیا ہے۔

جدید فتنوں تحقیقات

دومراپا ب

تعارف مسئلہ

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - ایک تعارف

محترم احسان الحق صاحب ☆

سے فی ایم، گریڈ ٹی اڈ بہت کارڈ

یہ پلاسٹک ٹائیک کھڑا ہوتا ہے جس پر ٹائیک کا نام، رنگ، نشان، کارڈ ہولڈر کے، تحفظ اور بعض علامات نوٹوں کا کارڈ آرگنائزیشن کا تجارتی نشان (Logo) بھی ہوتا ہے، کارڈ ہولڈر کا نام، کارڈ کا نمبر، اس کی مدت معینہ بھی اس پر کندہ ہوتی ہے، چونکہ اس کو رقم نکالنے، جمع کرنے، سامان کی خرید وری، دیگر معاملات پر قیمت کی، اسٹیبل کے لئے استعمال یا جانا ہے، لہذا اس کو ”پلاسٹک رقم“ کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔

مختلف قسم کے کارڈوں کی خصوصیات

اے ٹی، ایم کارڈ

Automatic Teller Machine ہارڈ بینکوں کی جانب سے اپنے صارفین کو کرنٹ اور سیونگ اکاؤنٹ سے چیک کی ایٹمی مشینوں اور ہارڈ بینکوں (باہمی معاہدے کے تحت) کی ایٹمی مشینوں سے رقم نکالنے کے لیے جاری کئے جاتے ہیں، یہ مشینیں ان مقامات پر نصب کی جاتی ہیں جہاں صارفین چھٹی سہولتیں، اپنے چیک کی ایٹمی مشین یا

☆ ہمزہ زنی جو انکس نامہ کلرو جیکسہ اے اسلامک بینکنگ فائٹس اور اکنو نوکس انشورنس ٹاؤن آف انجمن اسلامک برکری ری۔

استعمال کرنے کے لئے کارڈ ہولڈروں سے عام طور پر کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی ہے، حالانکہ دوسرے بینکوں کی ایسی ایم مشینیں استعمال کرنے کی صورت میں فیس وصول کی جاتی ہے، بالعموم دوسرے بینکوں کی ایسی ایم مشینیں استعمال کرنے کی فیس 50/- روپے بار وصول کی جاتی ہے یہ بینکوں کے درمیان باہمی معاہدے کے ذریعہ کم یا ختم کی جاسکتی ہے۔ ایک اکاؤنٹ ہولڈر کے ذریعہ روزانہ نکالی جانے والی رقم کی ایک حد متعین کر لی جاتی ہے۔

کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ

ایسی ایم کارڈ کے علاوہ کارڈ ہولڈر اس کا استعمال ان دکانوں اور تجارتی مراکز سے سامان کی خریداری اور خدمات پر قیمت کی اسٹیٹگی کے لئے بھی کر سکتے ہیں جن کے ورپینک کے درمیان معاہدہ موجود ہو، تجارتی مراکز پر عام طور پر اس کریڈٹ کارڈ کے تجارتی نشانات (Logo) واضح طور پر ڈسپلے کئے جاتے ہیں جن کو مد قبول کرتے ہیں، یہ بینکوں میں بھی اس کارڈوں کے ذریعہ غیر ملکی رسی میں اسٹیٹگی کی جاسکتی ہے، حالانکہ استعمال کرنے والوں کے سے FERA کے ضابطوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، غیر ملکی روپے میں قومی رسی کی تبدیلی کے لئے صارفین کو فیس، کرنی پڑتی ہے، کارڈس کے نمبرز کی ترجمانی اور شیڈ کے لئے مختلف بینک صارفین کو تہرہ، ریلین، بین کی رقم کی بنیاد پر انسانی سہلیات مثلاً شخصیات ذاتی یہ، سفری سامان اور خریدے گئے سامان کا بیمہ، پولس پوائنٹ جن کو رقم میں تبدیل کیا جاسکتا ہے، اور تحائف وغیرہ بھی مہیا کرتے ہیں، تجارتی مراکز صارفین کو یہ رخصتات کارڈ جاری کرنے والے بینکوں کو بھی خریداری ڈسکاؤنٹ دیتا ہے۔

بینکوں کی جانب سے کارڈس سے متعلق انتظامی اخراجات صارفین کی جیب سے کارڈ جاری کرنے کی فیس، رجسٹریشن فیس اور تجارتی مراکز سے صارفین کی جانب سے لی گئی خریداری کے تناسب میں ڈسکاؤنٹ رقم کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

ریڈیٹ کارڈ

یہ کارڈ ایک طے شدہ ریڈیٹ (اے۔ اے۔) کی رقم کے ساتھ "ورڈز" مقررہ خریداری اور بینک سے "ایک مہ" رقم نکالنے کی ضمانت کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے۔ ریڈیٹ کارڈ سٹیم کے جانے کی شکل میں "اے۔ اے۔" متعین مدت میں کارڈ ہولڈر کی جانب سے بینک کو "کی جاتی ہے، اس مدت معینہ پر اے۔ اے۔ رقم ادا کرنے کی صورت میں اس پر طے شدہ شرح کے حساب سے سود" کرنا پڑتا ہے، حالانکہ سود یا کم سے کم اضافی رقم اے۔ اے۔ لینے کی تاریخ سے وصول کی جاتی ہے، ریڈیٹ کی حد اصولی طور پر ریو لوگ ہے۔

یہ نظام کس طرح کام کرتا ہے؟

ریڈیٹ کارڈ کے "ریو لین" بین میں مختلف پارٹیاں شامل ہوتی ہیں، کارڈ جاری کرے "اے۔ اے۔" اور کارڈ کا استعمال کرنے "اے۔ اے۔" (کارڈ ہولڈر) کے "ریو لین" کے ساتھ ہوتا ہے، جس کے مطابق کارڈ ہولڈر اس کا استعمال طے شدہ تجارتی مراکز (جس میں "مہ" مر "مہ" بھی کہا جاتا ہے) میں سامان کی خریداری اور "مہ" مدت پر قیمت کی "اے۔ اے۔" کے لئے کرتا ہے، اس کے علاوہ کارڈ جاری کرے "اے۔ اے۔" مراکز "مہ" تجارتی مراکز کے "ریو لین" بھی ایک "مہ" مدت معاہدہ ہوتا ہے۔

طریقہ کار

جب کارڈ ہولڈر کسی دکان یا دیگر تجارتی مرکز سے خریداری کرتا ہے تو اس کو اپنا کارڈ Retail Outlets (دکان وغیرہ) میں "مہ" کرنا پڑتا ہے، "اے۔ اے۔" کارڈ کو کارڈ جاری کرے "اے۔ اے۔" مراکز کی جانب سے مہیا کردہ ایک مشین میں "اے۔ اے۔" داخل کرنا ہے جس کو Imprinter Machine کہتے ہیں، مشین کارڈ کے معبر ہونے کی تصدیق کرتی ہے اور "اے۔ اے۔" پر کارڈ ہولڈر کا نام اور "مہ" رقم "مہ" کرتی ہے، کارڈ ہولڈر "اے۔ اے۔" پر دستخط کرتا ہے جس کو دکان دار کارڈ پر کئے گئے دستخط سے ملا کر دیکھتا ہے، "اے۔ اے۔" پر "اے۔ اے۔" کے سامان کے ساتھ خریداری کو

کارڈ ہولڈر کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ کارڈ ہولڈر کو خریداری وغیرہ کرنے کے لئے رقم کالئے کے لئے بینک نہیں جانا پڑتا اور بینک جمع کر کے اس کی رقم لینے کے لئے انتظار میں نہ رہنا پڑتا۔
- ☆ خریداری وغیرہ کے لئے اسے بینک نہیں جانا پڑتا۔
- ☆ ٹریڈٹ کا انحصار اس کے کارڈ کے معتبر ہونے پر ہوتا ہے۔
- ☆ کارڈ ہولڈر کو بینک کے ذریعہ اس کی تاریخ تک ۱۵ سفر کی ٹریڈٹ ملتا ہے۔
- ☆ عام طور پر خریداری پر ۱۰ سالہ وار کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کو ۱۰ سالہ دیا جاتا ہے۔
- ☆ کارڈ ہولڈر کو انسانی فوائد مثلاً مفت انسورنس، پولس پوائنٹ اور تحائف حاصل ہوتے ہیں۔

تجارتی اداروں (دکان دار وغیرہ) کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ ۱۰ سالہ اداروں وغیرہ کو رقم وصول کرنا، اس کی نقدی رہا اور اسے بینک میں جمع کرنا میں بہت اہمیت کی بچت بھی ہوتی ہے اور بینک کو رقم منتقل کرنے میں پیش آنے والے مصدقات و اخراجات سے بچاؤ بھی ہوتا ہے۔
- ☆ کارڈ قبول کرنے سے ان کی فروخت کا ۱۰ روپے بڑھتا ہے۔
- ☆ جس رقم کا سامان وافر دست کر رہا ہے اس کی وصولیابی یقینی ہوتی ہے۔
- ☆ جب ٹریڈٹ (ادھار) کی سہولت ہوتی ہے اور ۱۰ سالہ مل رہا ہے تو خریداری زیادہ سے زیادہ خریداری کرتے ہیں، اس طرح یہ سامان کی فروخت پر حائے کا بھی ذریعہ ہے۔

بینکوں کو حاصل ہونے والے فوائد

- ☆ عمر کو بار بار بینک آنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بینک کے عملے کو ان کی خدمات

نہ انہم نہیں نہ رہا پڑتی، منسلک کو کم کام نہ رہا پڑتا ہے۔

- ☆ بینک ادائیگی کے لئے رکھی جانے والی نقد رقم میں کمی کر سکتے ہیں؟
- ☆ انشورے جانے والے بینک کی تعداد میں شامل قدرتی ہوتی ہے، لہذا اس چیزوں کو وصول نہ رہا اور ان پر رقم کی ادائیگی وغیرہ کا کام بھی کم ہو جاتا ہے۔
- ☆ بینک مختلف سہولتیں مختلف کارڈ وغیرہ کی شہر کر کے اپنے کسٹمر کا دائرہ بڑھا سکتے ہیں۔
- ☆ فیس کی شکل میں اور سود کی شکل میں اضافی رقم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

پہچان خصوصی کارڈ

گوڈ کارڈ

یہ کریڈٹ کارڈ کی ہی ایک قسم ہے جو کہ ریا، دہتمول، شہر کو لاکھوں روپے کی شہری وغیرہ کی سہولت مہیا کرتا ہے۔

مارٹ کارڈ

ریورہ بینک آف انڈیا نے ۱۵ نومبر ۱۹۹۹ء کو جاری رہنما اصولوں میں اس کارڈ کی تعریف اس طرح کی ہے: ”یہ کارڈ یا کارڈ کا قنصلشن ہوتا ہے جس میں الیکٹرانک رقم کی ایک اصل حیثیت ہے جو کہ پہلے سے ادائیگی کی جا چکی ہے یا اس میں مزید فنڈ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جو کہ کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے آن لائن رقم نکالنے کے لئے اور رقم کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جس کا استعمال دیگر ضروریات کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے، اس تعریف میں پری پیڈ موبائل فون کارڈ (جن میں طے شدہ رقم پہلے سے جمع ہوتی ہے) بھی آتے ہیں۔

یہ ممالک میں ان کو چارجڈ کارڈ (Charged Card) کے نام سے بھی جانا

جاتا ہے۔

سویچ کارڈ (Switch Card)

یہ ایک قسم کا کمپ ایکٹڈ کارڈ ہوتا ہے جو کہ تجارتی مراکز وغیرہ میں "اسٹی" کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ "کان" اور "پیپے" کے سامان وغیرہ کی قیمت کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کر لیتا ہے، یہ دراصل ڈیبٹ کارڈ کی ہی ایک قسم ہے۔

کو برنڈڈ کارڈ (Co-branded Card)

بینک اس کارڈ کو کسی اور مایاتی ادارے کے بانہی شدہ اک کی صورت میں لٹو کرتا ہے یہ کریڈٹ کارڈ کی طرح ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

ریزرو بینک آف انڈیا کے رہنما اصول

کریڈٹ کارڈز پر ایس کے تعلق سے ریزرو بینک آف انڈیا کے رہنما اصول جو کہ بینک آف بینکنگ اسسٹنٹ کی جنوری ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں شامل ہوئے ہیں، اس کے مطابق کارڈ جاری کرے والے ادارے یہ یقین دلائیں:

- ☆ مل فوری طور پر کسٹمر کو روانہ کیا جائے۔
- ☆ سالانہ فیصد شرح (Annualised Percentage Rates) + صلیح طور پر کارڈ پر اڈکٹ پر درج ہونا چاہئے (خریداری اور رقم ٹرانزیکشن کے لئے اگر الگ الگ شرح ہو تو ان کو بھی صاف طور پر بیان کرنا چاہئے)، سالانہ فیصد شرح اور دیر سے کی جانے والی ادائیگی کے اخراجات کے تعین کا طریقہ واضح طور پر بیان ہونا چاہئے۔

کسٹمر کے حقوق

- ☆ بے طلب کارڈ رستہ نہیں کئے جائیں گے، اگر بے طلب کارڈ لٹو کیا جاتا ہے اور اس کو

اتنی کے ساتھ سابقہ قرض، اگر کو پابک میں دیکھ لیں گے، تو یہ ٹ کارڈ ہولڈر کے فرد،
خانہ، دوستوں، رفیقین (Referees)، غیرہ کی Privacy کا احترام نہ کرنے کی
اجازت کسی شکل میں نہیں دی جاسکتی، اس سلسلے میں دھمکی آمیز اور نامعلوم فون کالز
کرنے اور جھوٹی اور بے بنیاد عرضداشت پیش کرنے پر بھی پابندی ہے۔

تشویش کا امر

بعض "قاتلینکوں کے" ارمی اسٹورس کی سہولت کارڈ ہولڈر کو بغیر کسی قیمت کے یعنی
مفت مہیا کی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ بھی اسٹورس کے "اجازت، امان" "تجربہ" کی مہیا میں شامل
ہوتے ہیں۔ لہذا اسٹورس سے متعلق غرر (Gharar)، ربا (Maisir) کی شکلیں شرعی
نقطہ نظر سے اسے باعث تشویش بناتی ہیں۔

یہ رہ بینک کے رسما اصولوں کی روشنی میں ہر جانے کی شکل میں حاصل ہونے والی رقم
کو بھی شرعی بنیادوں پر پرکھنے کی ضرورت ہے۔

کریڈٹ کارڈ کے نقصانات

- ۱۔ یہ "حصار" لینے کی عادت بناتا ہے۔
- ۲۔ جب کریڈٹ (ادھار پر سامان لینے کی سہولت) حاصل ہو تو کارڈ ہولڈر عام طور پر نقد
رقم سے کی جانے والی خریداری کی بہ نسبت زیادہ خریداری کرتا ہے اور اپنے بجٹ سے
آگے نکل جاتا ہے۔
- ۳۔ تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسٹمر کی بڑی تعداد وقت پر "انگلی نہیں کر پاتی اور انہیں
سود کی ادائیگی کرنا پڑتی ہے، یہ بعض اوقات مل نہ وصول ہونے یا مل دیر سے وصول
ہونے کی وجہ سے یا کارڈ ہولڈر کی لاپرواہی سے ادائیگی دیر سے کرنے سے ہوتا ہے۔

۴ چونکہ سوئی منیا؛ پر سرٹیت بہ آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، لہذا کارڈ ہولڈر اس کا استعمال بے دریغ کرتا ہے۔

ان کارڈوں کے استعمال کے لئے Pin Codes جو کہ عام طور پر عددی (Numerical) یا حروفی (Alphabetical) ہوتے ہیں دونوں شخصوں کے لئے ہیں۔ بل لڈر سرٹیں کسی مدینست شخص پر انکشاف ہو جائے تو وہ ان کا ناجائز استعمال کر سکتا ہے وہم ہا خواہہ اشخاص ان کارڈوں کا استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔

لہذا ضرورت اس بات کی محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جائے جو ان نقص سے پاک ہو ان سلسلہ میں غور فکر کے نتیجہ میں یہ طے پایا کہ وہ PIN کا بدل قدرتی پن جو کہ ہر شخص کو اس کے پوروں کے نشان کی شکل میں ملا ہے سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

لہذا زمانہ قدیم سے استعمال ہونے والے نشان انگوٹھے کو پن کو کارڈ پر یہ دیکھا گیا۔ بل لڈر شخص کو پاک رے کے لئے ICICI Bank پہلے ہی B ometric Cards (بیومیٹریک پیٹرن کارڈ) جاری کر چکا ہے۔ جن کے استعمال کے لئے PIN Code کی جگہ نشان انگوٹھے سے کام لیا جاتا ہے۔

آخر اللہ کر نقص کو کسی حد تک دور کرنے کے لئے City Bank نے Micro Finance خفیف معیشتی گروہوں کے لئے B ometric- ATMs حیاتیاتی پیمائش والے اسے پی ایم کھڑے کئے ہیں۔

یہ ATM ہانگ اور پڑھنے کے بجائے آواز پر کام کرتے ہیں اور مختلف زبانوں کی استعداد رکھتے ہیں، اس میں لگے دویشن (پہلے جمع کے لئے اور دوسرے نکالنے کے واسطے) گراہک کی رہنمائی رقم جمع رے نکالنے کی بابت کرتے ہیں، گراہک کے زبانی (آوازی) حکم کی تائید کے لئے نشان انگوٹھے کو بالکل صحیح پچھتے ہیں۔

یہ ATMs خفیف معیشتی ادارے کے دفتری یا ایسی جگہ جہاں اس طرح کے گراہک

رہتے یا کام کرتے ہیں واقع ہیں۔

City Bank کا کہنا ہے کہ فی الحال اس اسکیم سے منافع کمایا مقصود نہیں ہے، مستقبل میں اس کا کثیر پیمانے پر استعمال اس کی کفایت نرستا ہے۔

-(Source - the Journal of Baubuy, February 2007 P 122)-

اسلامک کریڈٹ کارڈ

اسلامی اداروں کی جانب سے پیش کردہ مصنوعات میں جدید ترین اسلامی کریڈٹ کارڈ ہے۔ البیع بنمس محاصل (Al Bai Bithaman Ajil) کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بینک ایک بلا سودی اور بلا عائد کرڈٹ کارڈ پیش کرتا ہے، اس نظام کے تحت کریڈٹ کارڈ ہولڈر کے ذریعہ بینک کی طرف سے سامان خریداجاتا ہے، یہ سامان بینک کے ذریعہ کریڈٹ کارڈ ہولڈر کو ایک مقررہ اضافی فیصد رقم کے ساتھ (جیسے مارک اپ کتنے میں) اخذ کردیا جاتا ہے، یہ رقم کارڈ ہولڈر کو بعد میں کبھی بغیر کسی ہرجانے کے بینک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

اسلامک کریڈٹ کارڈ کی خصوصیات

- ☆ یہ پروڈکٹ مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لئے ہے۔
- ☆ ایک قلیل رقم سالانہ فیس کے طور پر وصول کی جاسکتی ہے۔
- ☆ روایتی کریڈٹ کارڈ کی اضافی سہولیات اسلامک کریڈٹ کارڈ میں بھی ملتی ہیں، مثلاً، دس پوائنٹس، تحائف خریدیاری، نامزد خریداریچیک وغیرہ۔
- ☆ کارڈ طلب کرنے والے کے پاس کسی قسم کی ضمنی ضمانت (جس کا ذکر معاہدے میں مالی ادارے کی جانب سے وضاحت موجود ہو اور جس پر دونوں پارٹیوں کی رضامندی ہو) ہونا لازمی ہے۔

- ☆ ٹریڈٹ کی حد ضمانت کی رقم کے تناسب میں ہوگی۔
 - ☆ عمومی تکفل (Takaful) حاصل کرنا ممکن ہوگا۔
 - ☆ کچھ بینک دیگر خدمات مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی ان ٹریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ مہیا
راہتے ہیں۔
 - ☆ ضمنی (Supplementary) کارڈ کے لئے درخواست دینا ممکن ہوگا۔
- یہاں ذہن نکات کا ذکر کیا گیا ہے، دو عام معلومات اور پرومٹ کے لئے درخواست
کرنے کے طریقوں کے عمومی طریقے سے متعلق ہیں۔ طریحہ کاربندہ، ریات اور ساخت وغیرہ
میں مختلف ملکوں اور مختلف مالی اداروں اور بینکوں میں فرق پایا جاسکتا ہے۔ یہ فرق بازار اور کرنسی
بینکوں کے اصول و ضوابط کے مطابق ہوتا ہے۔ میرا مقصد شمرا ان رجسٹریشن مہیا کرنا ہے کہ کارمین
کے لئے مالی مشیہ کی شہیت سے یا مالی اداروں کے برائے شہیت سے معلومات مہیا کرنا ہے۔
ہی کے ساتھ ساتھ اسلامی کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ فروخت کے عمل کی مائدانہ
جانچ ضروری ہے۔

جدید فقہی تحقیقات

تمیز اباب

فقہی نقطہ نظر

مصلحت مقالات

کریڈٹ کارڈ اور شریعت اسلامی

پروفیسر + سید مصطفیٰ رحیمی

تمہید

دور حاضر میں کریڈٹ کارڈ کا استعمال مشرق و مغرب میں زیادہ تر اور اسلامی اور عرب ممالک میں ایک حد تک یہ مہم دست کی رقم ادا کرنے پر قرض، مل، فیس اور ٹیکس کی ادائیگی، رہا یہ سامان نہ دست حاصل کرنے کے لئے یا جاری ہے۔ اس کا استعمال مقامی کرنسی کو یک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے یا سے غیر ملکی کرنسی میں تبدیل کرنے یا بینک وغیرہ سے ادائیگی کی جگہ پر ہو رہا ہے تاکہ چوری، غصب، یا حوالہ دلوں مار جیسے خطرات سے بچا جاسکے۔ اس بات کا امکان ہے کہ مستقبل قریب میں کریڈٹ کارڈ نقد رقم کی جگہ لے لے۔ یہ ایک واضح معاشی و سماجی انقلاب ہے۔

یہ بینکوں کی طرف سے کریڈٹ کا ایک عمل ہے جو قرض، کمائی وصولیات و سودی ضامنہ کی شرط پر اکاؤنٹ سے رقم نکالنے کی صورت میں ختم ہوتا ہے۔ یہ دراصل بینک کا تیسرا عمل ہے۔ بینک کا ایک عمل نقد سے متعلق ہے یعنی نقد رقم، کرنسیاں اور پارٹ قبول کرنا، اس کا دوسرا عمل سرمایہ کاری سے متعلق ہے۔

جب یہ صورت حال اسلامی شریعت کی رو سے حرام سودی انٹرسٹ کے نظام پر مبنی رہا یہ امرانہ سسٹم کی پیروی کرنے والے ممالک میں عام ہے تو ایسے وقت میں اسلامی کریڈٹ

پروفیسر شعیبہ فقہ اسلامی دہلہ یونیورسٹی۔

کارڈ کا جاری نہ کیوں نہ ممکن ہے۔ بعض اسلامی مالی ادارے بغیر حرام میں پڑے ہوئے اور سودی نظام سے بچتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ایک مسلمان کو یہ اطمینان ہو جائے کہ وہ اپنے معاملہ میں حرام کے ارتکاب سے محفوظ ہے۔

اس موضوع پر مندرجہ ذیل پہلوؤں سے تنگوار کے بعد ہی کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے:

☆ کریڈٹ اور ریڈیٹ کارڈ کی تعریف۔ اس کی عمومی اور خصوصی حیثیت، نیز اس کے احکامات

☆ کریڈٹ کارڈ کی اقسام اور ہر قسم کا شرعی حکم

☆ کریڈٹ کارڈ کی اصل صورت کی شرعی حیثیت اور اس کے مختلف فریقوں کے مابین تعلقات کی شرعی نوعیت

☆ کریڈٹ کارڈ کا شرعی متبادل

☆ بعض اسلامی بینک سے جاری ہونے والے موجودہ کارڈ کا شرعی حکم

کریڈٹ کارڈ کی تعریف

معاشیات میں کریڈٹ کا اصل معنی ہے قرض، بے کی صلاحیت۔
 اس کا اصطلاحی معنی ہے: ایک فریق کا دوسرے فریق کو قرض، بے کا پابند ہونا۔
 جدید معاشیات میں اس کا مطلب یہ ہے کہ قارض مقرض کو ایک مہلت دے جس
 کے تم ہوئے تک مقرض اپنے قرض کی ادائیگی کرے (الموسم والاقتصادی ڈائلکٹ ص ۱۷۷ طبع چارم
 مصر ۷۱)۔ یہ مایہ کاری لی ایک شکل ہے جس کا رول تمام طرح کے بینکوں میں ہے۔

کریڈٹ کے معنی کی دقیق تعریف

مستقبل میں ادائیگی کے عوض حال میں ایک قیمت یا کیت والی چیز کا تبادلہ۔
 اس پر دو پناوئیں سے نظر ڈالی جاتی ہے (بیم المصطلحات والاقتصادی ڈائلکٹ ص ۱۷۷ طبع
 چارم مصر ۷۱، مکتبہ عربیہ مصر)۔

۱۔ اس مہلت کے پہلو سے جو فروخت کنندہ خریدار کو سامان کی خریداری پر قیمت کی
 ادائیگی کے لئے دیتا ہے، اس میں قیمت کے احراز ہونے کی وجہ سے نرخ زیادہ کا دیا جاتا ہے،
 اس کو تجارتی کریڈٹ کہتے ہیں۔

۲۔ دوسرے پہلو سے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بموجب ایک شخص دوسرے کو اس
 امید کے ساتھ قرض دیتا ہے کہ آئندہ دوسرا سے قرض نہ عام ہونے والے اضافی سود کے ساتھ
 واپس کرے گا۔

کریڈٹ کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں:

☆	مختصر المدیعا کریڈٹ	(۱۸ ماہ سے کم مدت کے لئے)
☆	متوسط المدیعا کریڈٹ	(۵ سال کی مدت کے لئے)
☆	طویل المدیعا کریڈٹ	(۵ سال سے زیادہ کی مدت کے لئے)

درحقیقت یہ کارہ قرض دینے کے کارڈ ہیں۔

اگر برادر راست محفوظ سرمایہ سے رقم نکالی جائے تو اسے قرض دینے سے تعبیر نہیں کریں گے، ایسے کارڈ کو ادائیگی کا کارڈ یا مالی معاملات کا کارڈ کہا جائے گا (بحث ابلاغات انکسہ لقرآنہ و احب الہامین المصنف ڈاکٹر عبدالوہاب ابو یوسف ۲۶۱ اور اس کے بعد کے صفحات)۔

ماہرین اقتصادیات کے نزدیک کریڈٹ کارڈ

اس کے برعکس یہ ایک مخصوص کارڈ ہے جسے بینک اپنے کھاتے دار کو دیتا ہے، وہ اسے کھانے کر متعین مقامات سے سامان خرید سکتا ہے۔ یہ ادائیگی کر سکتا ہے اور بعد میں ناجرم صارف کا دستخط کر دے، یہ بینک کو پیش کر کے اپنی رقم حاصل کر لیتا ہے، بینک اپنے کھاتہ دار کے پاس ماہانہ لسٹ بھیجتا ہے جس میں اس کے ۶ احاطات کی تفصیل ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی قیمت کے بقدر رقم اس کے کرنٹ اکاؤنٹ سے وضع کر لے (مجموع المصطلحات الفقاریہ النصابیہ ڈاکٹر احمد زکی بدوی)۔

دوسرے لفظوں میں: یہ ایک سطح سونے کاغذ یا پلاسٹک کی ایک دستاویز ہے جسے بینک وغیرہ اپنے کھاتہ دار کے لئے جاری کرتے ہیں اور اس پر کھاتہ دار کی بعض مخصوص تفصیلات ہوتی ہیں، اس کارڈ کا جاری کرے۔ ملایا تو کوئی بینک ہوتا ہے یا کوئی مالی ادارہ جو عالمی تنظیم کی طرف سے اس کارڈ کے اجراء کا لائسنس یافتہ ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر وہ کارڈ جاری کرتا ہے۔

میں ملاوہی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اس کی تعریف یہ کی ہے: یہ ایک دستاویز ہے جسے بینک حقیقی یا متباری شخص کے لئے بائمی محلہ دہی بنا کر جاری کرتا ہے، اس سے وہ فوراً قیمت ادا کے بغیر ان مقامات سے سامان لی خرید سکتا ہے جہاں یہ دستاویز تسلیم شدہ ہوتی ہے، کیونکہ قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار بینک ہوتا ہے (نمبر ۳۳ (۸۷) دلفر چارم)۔

اس دستاویز کی ایک قسم ایسی ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد رقم نکالی جاسکتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی مختلف صورتیں ہیں

اس کی ایک قسم وہ ہے جس میں رقم نکالنے یا اس کی ادائیگی کرنے کا عمل بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ہوتا ہے، کارڈ جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ سے نہیں۔
ایک قسم وہ ہے جس میں بینک کے اکاؤنٹ سے ادائیگی ہوتی ہے، پھر اتنی ہی رقم کی ادائیگی متعین مدت میں کارڈ ہولڈر کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔
ایک قسم وہ ہے جس میں مطالبہ کی متعین مدت کے دوران رقم ادا نہ کرنے پر کل سرمایہ پر اضافی سود لازم ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اضافی سود عائد نہیں ہوتا۔
ان میں سے پیشہ صورتوں میں کارڈ ہولڈر کے ذمہ سالانہ فیس کی ادائیگی ہوتی ہے، بعض قسمیں ایسی ہیں جن میں بینک فیس عائد نہیں کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی اہمیت

کریڈٹ کارڈ بے حد وقتی اہمیت پہنچاؤں سے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔
اس بے عملی طور پر کارڈ ہولڈر کو رقم کی پوری یا نیوٹ سے محفوظ رکھا ہے، یہ تکہ صرف کارڈ رکھنے والے کے لئے کافی ہوتا ہے، اس کا حجم ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ روپے تک ہوتا ہے۔ وہ مقناطیسی ہوتا ہے جس پر ملائی نمبر ۱۰ دیا جاتا ہے۔
یہ کارڈ پیپیر کے، ریمیڈ کارڈ ہولڈر کی مالی حیثیت کی تحقیق کر کے بینک کی خاص طاعتی مشین سے اس کے اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم کی تفصیل حاصل کر لینے کے بعد مستحقین کو اس کے حقوق کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔
اس کارڈ کے استعمال کو تجارت، ہوٹلوں، ریسٹوران، غیر ذمہ نقد رقم کے مقابلہ میں ترجیح دی جاتی ہے۔

تجارتی منڈیوں میں اس کی وجہ سے خرید و فروخت میں اضافہ ہوا ہے، اسی طرح کارڈ

جاری کرنے والے اداروں کو اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا ہے۔

یہ سب کام میں اس کی برقی رفتار اور حقوق ادا کرنے کی ضمانت کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اس میں ہوتا ہے کہ تاجر مل بناتا ہے، اس پر کارڈ کی اہم تفصیلات درج کر دیتا ہے جس پر حامل کارڈ کے تحفظ کے ساتھ وہ لگا دیتا ہے۔ پھر اسے کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو بھیج دیتا ہے جو اس پر لکھی ہوئی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوتا ہے یا تو کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے یا پھر اس کے دیگر قرض چڑھا کر جس کی ضمانت کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے پاس اس کے اکاؤنٹ میں ہوتی ہے۔

ایمرنیشنل کارڈ جاری کرنے کی ذمہ داری دو اہم اداروں کی ہے، یہ دونوں ”امریکن کسپیئرس“ اور ”ویزا“ ہیں، کارڈ جاری کرنے والے کو کارڈ کا سرپرست کہتے ہیں (طعامات المراد المعاصرہ از مقالہ نگار ۵۳۸ اور اس کے بعد کے صفحات)۔

کریڈٹ کارڈ کے خطرات

اقتصادی کاروبار میں عام طور پر کریڈٹ کارڈ سے ان لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا جو بینک سے سودی کاروبار کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے بینک اکاؤنٹ میں سرمایہ تاخیر سے ڈالنے کی صورت میں اضافی رقم دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

لیکن اس مسلمان کے لئے خطرہ بالکل واضح ہے جو اصول دین کا پابند ہے، اور سودی کاروبار کرنے یا بینک کی اضافی رقم کو استعمال کرنے سے دو گنا دیکیر و کامرتاب ہوتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”لن الله اكل الربا و موكله و شاهده و كاتبه“ (اس کی روایت احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کی ہے یہ حدیث صحیح ہے) (اللہ کی عنت ہو سود کھانے والے، اس کے کھلانے والے، اس کی کوئی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر) اور رباعی طرح بینک اسے مستحق ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا اصول

تھا کہ رقم ادا کر دیا اس پر سو...۔

جس معاہدہ پر کارڈ ہولڈر اور بینک دستخط کرتے ہیں وہ قاسد ہے کیونکہ اس میں قاسد شرط پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ بقت متعیرہ پر رقم کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اضافی رقم دینی ہوگی۔ جس نے قاسد معاہدہ طے کیا وہ صرف طے کرنے ہی سے نادمہ گار ہو جاتا ہے، چاہے حاصل کارڈ سو... یا نہ... اس لئے کہ جمہور کے ایک مالی لین، یں میں قاسد شرط اس کو قاسد کر دیتی ہے۔ حنا بلہ کے نزدیک اقتضاء عقد کے منافی قاسد شرط عقد کو قاسد نہیں کرتی ہے، جیسے کہ یہ شرط کا مالک اس میں نقصان کا دہرا نہیں ہو گا یا یہ کہ وہ حق کفر دست نہیں کرے گا۔ کسی دوسرے کو وہ چیز بطور بیہ نہیں دے گا۔ لہذا یہاں صرف شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا (۱۵۱ المسئلی البصر ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸)۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ”من اشترط شروطا لم یس فی کتاب اللہ فہو باطل وان کان عامۃ شرط“ (اس حدیث کی روایت مالک، احمد بخاری اور مسلم نے کی ہے) (جس سے کوئی ایسی شرط عامہ نہ ہو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو وہ باطل ہے تو وہ ایسی سو شرطیں ہی ہیں نہ ہوں)، اسلامی بینکوں کے سلسلہ میں بعض فتویٰ بینوں کی رے سے اس رقبان کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ اگر کارڈ ہولڈر یہ شرط ہونے کے باوجود حرام شرطوں کو تسلیم کرنے سے احتیاط نہ تائب تو اس پر کارڈ کے استعمال اور اس کے معاہدہ پر دستخط کرے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لئے کہ شرطیں بطور پر مد باطل کے حکم میں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیحین کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت بریرہ کے تعلق حضرت عائشہ سے فرمایا کہ، سے لئے لو اور ان لوگوں سے ملا، ان کی شرط کا... اس لئے کہ ملا، اسی واقع ہے جس نے آزاد کیا، ایک روایت میں ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر... اور ان لوگوں سے ملا، ان کی شرط کا... اس سے مراد یہ ہے کہ حق اور شریعت کے مخالف اس شرط کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ملا، آزاد کرنے والے کے حق میں باقی رہے گا (بحث فی معاملات ولا سالیب البحر فیہ الاسلام، ڈاکٹر

کریڈٹ کارڈ کی اقسام اور ہر قسم کا حکم

کارڈ دکھانے پر، تحفظ کر کے اور بینک میں اپنے اکاؤنٹ کی پوزیشن کی اطلاع دے کر کارڈ بولڈر اپنے بینک بیلنس سے نقد رقم بذریعہ ATM نکال سکتا ہے، یا قرض حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح وہ ذریعے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض ادا کر سکتا ہے، کارڈ جاری کرنے والا اور حسب اتفاق مالا یا سالانہ نوٹی کے ذریعہ «حصاری ہونی رقم حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور بعض ادارے اپنے گاہکوں کو بعض تجارتی خصوصیات فراہم کرتے ہیں جیسے بعض تجارتی معاملات پر پیشکش یا یہ دے دے سامان کی گارنٹی۔

کارڈ تین قسم کے ہوتے ہیں: ڈیبٹ کارڈ، چارٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ۔

ان تمام اقسام کا حکم مندرجہ ذیل ہے (معاہدات اہلیہ طعمرہ از مقالہ کارڈ ۵۳۹، ۵۳۲):

پہلی قسم - Debit Card

اس کارڈ کے حامل کا بینک میں بیلنس موجود ہوتا ہے جس سے وہ اپنے دستخط کردہ کاغذات کی بنیاد پر اور اس کے ذریعے نوئے سامان کی قیمت اور اسے پیش کی گئی خدمت کا عوض نکال لیتا ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کا بینک میں پہلے سے بیلنس موجود ہوتا ہے، جس میں سے وہ سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض اپنے موجودہ بیلنس کے حدود میں ادا کرتا ہے اور اس سے فوری طور پر اتنی رقم وضع ہو جاتی ہے، وہ قرض نہیں لیتا ہے۔

یہ کارڈ عام طور پر مفت دیا جاتا ہے لہذا عام طور پر اس کارڈ کے لئے گاہک کو کوئی فیس نہیں دینی ہوتی ہے مگر اس وقت جب وہ رقم نکالتا ہے یا کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے ادارے کے توسط سے کوئی دوسری کرنسی خریدتا ہے، چنانچہ یہ کارڈ نہیں لے کر جاری

یا جاتا ہے یا بغیر فیس کے۔ اس حال میں جب گائب نقد رقم نکالتا ہے یا کارڈ جاری کرنے
 ۱۰۔ لے اور دے کا وہ فی دوسرے ادارہ کے توسط سے کوئی دوسری کرکسی خریدتا ہے۔

عام طور پر یہ کارڈ ملک کے اندر علاقائی طور پر یا بینک کی ان شاخوں کے علاقوں میں
 جن میں میسرور کی ہوسٹ ہوئی ہے، استعمال کیا جاتا ہے جس میں گائب کا اکاؤنٹ ہے اس کا بیلنس
 معلوم ہو جاتا ہے۔

بعض ادارے کارڈ تسلیم کرنے والوں سے خریدے گئے سامان یا خدمات کا ایک متعین
 فیصد لیتے ہیں (معلقہ الشریعہ لہذا الامامہ والبرہہ فی المکرمین، ص ۴۱، سن ۱۳۳۳ھ/۲۰۰۲)۔

ڈیٹ کارڈ جاری کرنے کے جواز کی دو شرطیں ہیں:

۱۔ صاحب کارڈ اپنے بیلنس یا ڈپازٹ سے رقم نکالے گا

۲۔ اس کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے پر کوئی انسانی سود مرتب نہیں ہوگا۔

اس کارڈ کا فائدہ

اس کا فائدہ یہ ہے کہ صاحب کارڈ باسانی نقد رقم نکال سکتا ہے، سامان خرید سکتا ہے اور
 خدمات حاصل کر سکتا ہے۔ اسے نقد رقم ساتھ رکھنے یا اسے لئے رسد کرنے کا کوئی خطر نہیں تھا
 پڑتا ہے، لیکن اپنے مقصد کے لئے وہ اس کارڈ کے ذریعہ قرض نہیں لے سکتا ہے۔
 کبھی کبھی یہ کارڈ لون دینے کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس وقت یہ کارڈ اپنی تنظیم
 کے قانون کے خلاف لون دینے کا ذریعہ شمار کیا جاتا ہے۔

اس کا شرعی حکم

یہ جاز ہے بشرطیکہ اس کا حامل اپنے بیلنس یا اپنی ڈپازٹ سے رقم نکالے اور اس پر کوئی
 ضامنی سود مرتب نہ ہو، اس لئے کہ وہ اپنے مال ہی میں سے نکالتا ہے، نیز بینک سے اپنے بیلنس

سے زیادہ نکالنا اس کے لئے جائز ہے اور بینک اس کی اجازت دیتا ہے اور اس پر اضافی رقم کی ٹکڑیاں رہتا ہے، اس لئے کہ یہ قرض ہے جس کی بینک نے اجازت دی ہے اور بینک کے لئے جائز ہے کہ وہ کارڈ کو تسلیم کرنے والے سے فروخت کئے گئے سامان کی قیمت کے لحاظ سے ایک متعین تناسب لے۔

یہ تمام معاملات ایسے ہیں جن پر شرعی ممانعت مرتب نہیں ہوتی اور اصل اس طرح کے معاملات مباح ہیں۔

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے درمیان فرق

اس میں قرض سے بینک کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ قرض براہ راست صاحب کارڈ کے بینک سے کٹ کر بغیر کسی مدئی بارروانی کے تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جب تک کریڈٹ کارڈ کا تعلق ہے تو بینک کا تدارک میں بیان کی گئی رقم کی ادائیگی کا ذمہ دہ رہتا ہے جبکہ متعلق عدیہ اضافی پر کام کرے۔ ملاقات بینک کو پیش کرتا ہے، یہ صورت غیر شرعی ہے۔

علامہ کلام یہ ہے کہ سائبہ شرائط کے ساتھ ملاقات ادائیگی کارڈ جاری کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ اس کا معاملہ صاحب کارڈ کو کریڈٹ کی سہولیات مہیا نہیں کرتا ہے جس پر اضافی سہ مرتب ہوتا ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے بینک اور تاجر سے اس کے تعلق کے حوالہ سے اس کی حیثیت یہ صورت حوالہ کی ہے اور حوالہ اسلام میں بالاتفاق جائز ہے لہذا یہ صاحب کارڈ کی طرف سے اس بینک کے ساتھ حوالہ ہوتا ہے جس میں کھاتے اور اکاؤنٹ ہوتا ہے تو بینک محض کے گئے تاجر کی طرف رقم کو منتقل کرتا ہے اور محال علیہ بینک سے حوالہ قبول فرماتا ہے، خلیفہ احمدی صہبائی کے نزدیک واجب ہے (المعنی لابن قدامہ ۵۲۷، المعجم الکبریٰ للشمسینی ۸۰/۲)۔

دوسری قسم - چارج کارڈ (Charge Card)

یہ وہ قسم ہے جس میں بینک صاحب کارڈ کو ایک متعین حد تک قرض لینے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ مفید یا سٹرنس کارڈ کے حساب سے ہوتا ہے اور ایک متعین مدت کے لئے ہوتا ہے جس کو پوری طرح اس متعین مدت پر ادا کرنا ہوتا ہے جس پر ادا کے وقت انہوں کا اتفاق ہوتا ہے، انگی میں تاخیر کی صورت میں اس کے حامل پر سو کی اضافی رقم مرتب ہو جاتی ہے اور کریڈٹ کارڈ کی اصل صورت یہی ہے۔

یہ کارڈ سو یا ت پر مشتمل نہیں ہوتا ہے، یعنی مطلوبہ رقم قسط وار نہیں دی جاتی۔ یہ طریقہ بری حد تک قرض لینے کو آسان بناتا ہے، جسے مفید یا یا جاتا ہے یعنی یہ متعین مدت کے سے متعین حد تک قرض لیتا رہتا ہے نیز یہ انگی کا رویہ بھی ہے۔

اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں (المعیر المشرع جلد ۲۱ ص ۲۲):

الف۔ اس کا استعمال خریدے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض دینے اور متعین حد تک نقدی رقم نکالنے کے لئے ہوتا ہے جس کی مدت محدود ہوتی ہے اور اس میں قسط نہیں ہوتی ہے۔

ب۔ اس میں صاحب کارڈ کو ایک متعین مدت کے اندر خریدے گئے سامان یا سروسز کی قیمتوں کی انگی کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح قرض دینے کی قیمت کی انگی کا ایک وقت درمیان ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے حامل پر مہلت کے دوران کسی قسم کی اضافی رقم عائد نہیں ہوتی ہیں جب وہ متعین مدت میں انگی میں تاخیر کرنا ہے تو پھر اس پر اضافی رقم مرتب ہو جاتی ہے اور یہ روایتی تجارتی بینکوں میں ہوتا ہے۔ جہاں تک اسلامی بینکوں کا تعلق ہے تو اس میں اس پر اضافی رقم عائد نہیں ہوتی ہے۔

عملی نتیجہ یہ نکالنا کہ اس کارڈ کا حامل خریدے گئے سامان کی قیمت ادا کرنے اور خدمات

کاغوض ادا کرنے کے لئے ایک عملی مدت پاتا ہے، اسی لئے اس کارڈ کو بانٹا خیر ہو۔ نیگی کا کارڈ کہا جاتا ہے۔

د- صاحب کارڈ سامان کی خریداری اور حصول خدمات کی قیمتوں سے زیادہ بینک کو ادا نہیں کرتا ہے اور بینک ان کے تاخروں سے اس کے فروخت کردہ سامان یا خدمات پر کمیشن لیتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی صاحب کارڈ سے کچھ نہیں لیا جاتا ہے۔
 ہ- اور وہ کارڈ کو تسلیم کرنے والے تاخروں کو کریڈٹ کی حد تک سامان کی قیمت اور خدمات کاغوض ادا کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے درمیان فرق

اول الذکر کارڈ دوسرے سے کئی ماحیوں سے مختلف ہے، اس میں تعین بہت کم ہیں:
 ۱- تمام بینک اس کارڈ کے اجراء اور تجدید پر فیس لیتے ہیں اور کریڈٹ کارڈ کی تجدید پر فیس نہیں لیتے اور نہ اس پر عام طور سے سالانہ فیس ہوتی ہے۔
 ۲- کارڈ استعمال کرنے والوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مہینہ کے آخر میں ان پر عائد ہوئے مالی ساری رقم ادا کریں۔ جہاں تک کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے والوں کا تعلق ہے تو نہیں بینک سے قرض ملتا ہے، صاحب کارڈ کو اختیار ہوتا ہے کہ جس طرح چاہے ادا کرے۔
 ۳- پہلے کارڈ میں قرض داری کی حد بہت کم ہوتی ہے، صاحب کارڈ پر مہینہ کے آخر میں اس کی نیگی لارم ہوتی ہے یا چھ ایک مہینہ کی مدت میں، کریڈٹ کارڈ میں قرض داری کی حد بڑی نہیں، اس کے حامل کو تجدید مدت کے مابین اضافی رقم کے ساتھ نیگی کی مہلت دی جاتی ہے۔

چارج کارڈ کا شرعی حکم

اس کا استعمال شرعاً ممنوع ہے، کیونکہ اس میں سودی لین دین ہوتا ہے۔

بین مندرجہ ذیل شرائط پر اس کارڈ کا جاری کرنا شرعاً جائز ہے:

- ۱- صاحب کارڈ پر "انٹلی کی تاشیہ کی صورت میں انسانی سو کی شرط نہ رکھی جائے۔
- ۲- شرعی طور پر حرام کاموں میں کارڈ استعمال نہ کیا جائے اور نہ کارڈ ضبط کر لیا جائے گا۔
- ۳- صاحب کارڈ بطور ضمانت نقدی رقم جمع کرتے وقت اس بات کی صراحت لازماً کرے کہ ادارہ مضاربیت کے طریقہ پر اس کے مال کی سرمایہ کاری کرے گا اور منافع دونوں کے درمیان متعین تناسب سے تقسیم ہوں گے۔

تیسری قسم- کریڈٹ کارڈ

یہ ایسا کارڈ ہے جسے بینک گاہکوں کے لئے جاری کرتا ہے، اس طور پر کہ انہیں خریداری کرنے اور متعین شرح میں رقم نکالنے کی اجازت ہے اور انہیں قرضہ موجود قسط وار "کرنٹ کی سہولت دی جاتی ہے اور مدت بوقت بہت حد تک بڑھنے والے قرضہ کی "انٹلی میں بھی، بین اس پر ۱۳ کی صورت میں انسانی رقم مرتب ہوتی ہے، اس قسم کا کارڈ یا اس میں بہت عام ہے۔ اس میں sa v اور Master Card سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

اس کی تین قسمیں ہیں:

- ۱- سلور کارڈ یا عام کارڈ: اس میں صاحب کارڈ کو ایک بڑی حد سے اوپر قرض لینے کی اجازت نہیں ہوتی، مثلاً اس پر ۱۰ لاکھ روپے۔
- ۲- گولڈ کارڈ یا ممتاز کارڈ: اس میں صاحب کارڈ کو حد سابق سے بڑھ کر قرض لینے کی اجازت ہوتی ہے اور کبھی کبھی تو اس میں شرح رقم قرضہ کی نہیں ہوتا ہے، جیسے امریکن ایکسپریس کارڈ جو صرف بڑے بڑے مالداروں کو بھاری فیس پر دیا جاتا ہے۔
- ۳- پلاسٹک کارڈ: کماتے ۱۰ لاکھ روپے مالی حیثیت اور بینک کے اس پر اعتماد کے حساب سے اس کارڈ کی کچھ انسانی خصوصیات اور امتیازات ہیں، یہ کارڈ معمولی قرض اور بھاری قرض

۱۔ بے حادثات کے خلاف انشورنس، اس کے غائب ہونے پر مفت بدل، بے بیڈوں میں رہ کر یہ پرگازیاں لینے میں ڈکاءت کرنے سے بغیر کمیشن کے سیاقی چیل بے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں ہیں: اساتذہ کار، امریکن ایکسپریس ہیں۔ اس وقت بھی زیادہ تر ہیں۔ اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

الف۔ یہ متعین شرح کے اندر وقت کے اعتبار سے بڑھتے رہتے ہیں، اس لیے قرض کا حقیقی ذریعہ ہے جس کا تعین کارڈ جاری کرنے والا ادارہ کرتا ہے، یہ ادائیگی کا بھی ذریعہ ہے۔

ب۔ اس کا حامل شرع سے گئے سامان کی قیمت اور خدمات کا عوض "اگرچہ اس حد تک قرض لینے کی اس کو اجازت ہوتی ہے اتنی رقم نکال سکتا ہے۔ اگر اس کی کوئی حد متعین نہ ہو تو جتنی رقم چاہے نکال سکتا ہے۔

ج۔ اس کے حامل کو بغیر کسی اضافی سود کے مطلوبہ رقم جمع کرنے کی مہلت ملتی ہے، جیسا کہ اس کو ایک متعین مدت دی جاتی ہے کہ وہ اس کے اندر اضافی سود کے ساتھ باقی "اگرچہ کر دے لیکن نقد رقم نکالنے کی صورت میں اسے مہلت نہیں دی جاتی ہے یعنی قرض کی ادائیگی فوراً نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک متعین مدت کے درمیان "اگرچہ" ہوتی ہے۔

د۔ یہ کارڈ بھی کبھی ان کو دیا جاتا ہے جن کا پہلے سے بینک بیلنس نہیں ہوتا ہے یا ان کے مالی بیلنس کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔

۲۔ کبھی کبھی اس کارڈ کے اجراء پر سالانہ فیس نہیں لی جاتی ہے جیسا کہ برطانیہ میں ہے یا اسے مام فیس لی جاتی ہے جیسا کہ امریکہ میں ہے اور بینکوں کی پوری آمدنی کا "اگرچہ" رٹا "اگرچہ" سے لی جانے والی رقم پر ہوتا ہے۔

اس کا شرعی حکم

اس کارڈ کے ذریعہ لین دین حرام ہے، اس لیے کہ یہ سودی قرض کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے، اس کا حامل "اگرچہ" سود کی فائدہ سے لے کر ساتھ "اگرچہ" ہوتا ہے۔

ہے، اس لئے کہ یہ فیس صاحب کارڈ کو کارڈ رٹنے کی اجازت دے گا، اس کی خدمات سے استفادہ کرنے کے عوض ہے۔

۳- کارڈ کے ذریعہ نقدی رقم نکالنے کی فیس

الف- صاحب کارڈ کے لئے (ATM) منیو کے ذریعہ اپنے بینک سے نقد رقم نکالنا جائز ہے اور وہ رقم اس کے بینک کے حد میں ہو یا بینک سے زیا، وہ جس پر کارڈ جاری کرنے والا اسلامی بینک بغیر سودی قاعدے کے راضی ہو۔

ب- کارڈ جاری کرنے والے اسلامی بینک کے لئے نقدی رقم نکالنے کی خدمت فراہم کرنے پر مناسب کمیشن عام رسوا، درست ہے جو کہ نکالی گئی رقم سے مربوط نہ ہو یا اس کی کوئی متعین شرح نہ ہو۔

یہ کمیشن درست میں، اس لئے کہ اسے متعین ہے اور نکالی گئی رقم کے تناسب سے مربوط نہیں ہے جس پر شریعت میں ممنوع بینک سود کا حکم مطبق ہوتا ہے۔

ج- اگر بینک صاحب کارڈ پر یہ شرط عائد کرے کہ اس کارڈ کے استعمال کے لئے سے کچھ بینک جمع کرنا ہوگا تو بینک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس کارڈ ہولڈر کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کردہ رقم کی سرمایہ کاری سے روکے، اس لئے کہ اس سے یہ رقم بینک کے پاس شریعی منافع کی بنیاد پر رکھی ہے۔

۴- کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے عطا کردہ امتیازات

الف- صاحب کارڈ کو ایسے امتیازات فراہم کرنا جو شرعاً جائز ہوں، درست ہے جیسے کہ خدمت کے حصول میں ترجیح دینا اور ہونٹوں، ریستوران وغیرہ اور ہوائی مہینوں میں رعایتیں دینا۔

رے گا اس لئے کہ وہ قرض جس میں اضافہ کی شرط ہو حرام ہے، جہاں تک کارڈ جاری کرنے کی فیس ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ نکتہ و ذریعہ اور ملازمین کی خدمت کے بدلے ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے کو جس وقت وہ چاہے منع کرنے اور معاہدہ توڑنے کا حق حاصل ہے، چنانچہ کارڈ کی ملکیت کا حق اس کی طرف لوٹ آئے گا، وہ وہ جب چاہے پھر اس کو واپس لے سکتا ہے، یہ احکام شریعت کے موافق ہے، اس اعتبار سے قرض دینے والے کے لئے فی الحال یا مستقبل میں قرض کے بدل کا مطالبہ جاری ہے، یہ قرض کو فتح نہ رہا ہے۔

صاحب کارڈ یہ قرض فی اس مشتہ مقدمہ کو مستعین وقت میں کارڈ جاری کرنے والے کو واپس نہ دے گا، یہ قرض کا بدلہ دینے میں یہ اس کے پر اثر عائد ہے۔ صاحب کارڈ ناجائز کو سامان یا خدمت کی قیمت لینے کے لئے کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف محمول کر دے گا اور صاحب کارڈ شرعاً قرض کے ذمہ سے بری ہو جائے گا اور پورے قرض کا ذمہ دار بینک ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے صاحب کارڈ اور کارڈ جاری کرنے والے کے درمیان مطلق حوالہ کا تعلق ہے اور وہ ایسے کہ ایک شخص دوسرے کو اپنے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار بنادیتا ہے۔ اپنے اوپر عائد ہونے والے قرض سے اس کو مقید نہیں کرتا ہے اور بحال علیہ حوالہ کی ادائیگی منظور کر لیتا ہے، یہ صورت احناف کے نزدیک جائز ہے (بیوع المصاع ۱۶/۱، الدر المختار و رد المحتار ۳/۶۲۳، مجمع المصنفات للشیخ ابی یوسف ۲۸۳) اور فرقہ امامیہ اور یہ یہ اپنے رائج قول کے مطابق اس سلسلہ میں احناف سے اتفاق کرتے ہیں۔

یہ حوالہ اس حدیث نبوی کے عموم میں داخل ہے: جو شخص غنی پر محمول کیا جائے تو چاہئے کہ وہ اس کی اتباع کرے (اس حدیث کی روایت طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابی ہریرہ سے کی ہے) وراحمہ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: جو شخص غنی غنی پر محمول کیا جائے اسے حوالہ کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

اس حوالہ کی شریعت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ شخص واحد پر ہوا کی "رد" پر یا یہ فرق پر جوتہ کی "انگلی پر راضی ہو۔"

درحقیقت یہ کارڈ جاری کرنے والوں کے حق میں کفالت کا تعلق ہے، یعنی کارڈ جاری کرنے والا صاحب کارڈ کے مال کا کفیل ہے جو تاجر وغیرہ کا قرض ادا کرتا ہے اور ان دونوں کے درمیان ضمانت کا تعلق ہوتا ہے۔

بعض کاروباران اس طرف سے، یعنی یہ کہ کارڈ جاری کرنے کے فوراً بعد اس چیز کی ضمانت عام ہو جاتی ہے جو ابھی واجب علی نہیں ہوا ہے۔ یہ صورت شافع کے علاوہ جمہور کے نزدیک شرعاً جائز ہے (تقدیم ماحرر فی المال والاقتصاد از الکلیز یہادہ ۱۳۳)۔

یہ سرمایہ دارانہ نظام میں یا قانونی رہنما میں صحیح موقف ہے لیکن شرعاً یہ ایک ایسا موقف ہے جو اگرچہ ظاہری طور پر درست معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت جو بعد میں پیش آتا ہے وہ ہماری شریعت کے اعتبار سے درست نہیں ہے، اس لئے کہ ضمان یا کفالت بالکل مفت معہدہ ہوتا ہے، یہ ضمانت دینے والے کو کوئی فائدہ نہیں دیتا، بلکہ یہ شیعہ "فائدہ کی خواہش رکھتے ہیں، خواہ صاحب کارڈ پر عائد ہونے والی رقم پر متعین مدت کے اندر جمع نہ کر پانے کی صورت پر، انسانی سہ مرتبہ کر کے یا تاجر کے مستند شخص سے متعین فیصد حاصل کر کے، پھر کارڈ جاری کرنے کے وقت یا سالانہ تجدید کے وقت بھاری کمیشن حاصل کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں شریعت اسلامیہ کی ضمانت اور کفالت کے اصول سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔

اسی طرح صاحب کارڈ کے حوالہ سے اس تعلق کو ماحرر علی ملائقہ بتاتا، درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں صاحب کارڈ کی طرف سے ضمانت اپنے خالص معنی میں صادر نہیں ہوتی۔ وہ کارڈ جاری کرنے والے کو وکیل کی بنا پر قرض کی "انگلی کا تہ نہیں دیتا ہے بلکہ کفالت کا معنی اس وقت واضح ہوتا ہے جب بینک اپنے وکیل کی طرف سے مطلوبہ رقم کی "انگلی کرتا ہے، بشرطیکہ وہ رقم کھاتے اور کی طرف سے موجود ہو اور اس سے نکالی گئی رقم کی "انگلی ہو جاتی ہو۔

چنانچہ میرے نزدیک رائج یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں کارڈ جاری کرنے والے اور صاحب کارڈ کے درمیان تعلق صاحب کارڈ کے اعتبار سے حوالہ کا ہے۔

۲- کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے درمیان تعلق

یہ شخص تجارتی تعلق ہوتا ہے جس کی بنیاد بلا تہ پر ہوتی ہے، اس طور پر کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر کا وکیل ہوتا ہے کہ وہ صاحب کارڈ کی ذریعہ اری کے بدلے عائد ہونے والی رقم کو قبضہ میں لے رہا ہے، اس میں بدلہ ہے، اسی طرح بینک حامل کارڈ کے بینکس سے رقم نکالنے میں بھی تاجر کا وکیل ہوتا ہے۔

فقہاء نے نکات بالائے اور بہ من اثبات کو بالاتفاق جاری قرار دیا ہے، نکات بالاجرة کا حکم اجارات کے حکم کی طرح ہے اور بہ من اثبات نکال وکیل کی طرف سے معروف ہے (القوانين الفقهية لابن جزي ۳۲۹، طبع کاس ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء)۔

کارڈ جاری کرے والا ذریعہ اری کے لئے کارڈ سے لینے، نیز سامان کو روک دے، مار بینک کرے، تجارتی مقام، بھل، غیہ دیکر تشوہ کرنے اور اشیاء کی قیمتیں لانے کے عرصہ میں لے سکتا ہے، یہ فقہی احکامات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ معی میٹھن ہے جس کی تہ پر کارڈ جاری کرنے والے ذریعہ کی طرف سے شرط ہوتی ہے، یعنی اشیاء بہرہ صحت کی قیمتوں سے سکتی، سوئیس امریکہ تصع و تعحل جیسی کوئی ضابطہ رقم (المکات المکلیہ الاقرامیہ از ذاکر عبد الوہاب ابولیمان ۲۲۷، ۲۲۸)۔

۳- صاحب کارڈ اور تاجر کے درمیان تعلق

یہ اشیاء کی خرید و فروخت اور ہونوں میں استعمال ہونے والی چیزیں ہیں جس سے تعلق ہے، یا ہونوں میں کرایہ پر لینے اور دینے کا تعلق ہے، اور صاحب کارڈ تاجر کو ٹکس یا اجرت حاصل کرنے کے لئے بینک پر محمول کر دیتا ہے، یہ شرط عامہ نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ میں ممانعت کی وجہ سود کا پایا جلا یا قرض پر سودی اضافہ کی شرط ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں شرعی ممنوعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔

دینی بات اس کارڈ کی جس سے برہنہ راست بیٹنس سے رقم نکالی جاتی ہے تو اس کا شمار قرض و لئے کارڈ میں نہیں ہوتا ہے اور اس پر فقہ اسلامی میں ثابت شدہ قرض کے احکام مطبق نہیں ہوتے ہیں۔ سب صاحب کارڈ ہی دہرے بینک سے قرض لئے جس کی ادائیگی اس کے بینک سے کی جائے اور وہ بینک اس پر قرض ہونے کی حیثیت سے کمیشن عائد کرے، چنانچہ اس وقت یہ قرض کے باب سے ہوگا اور اس پر قرض کی حلت و حرمت کے احکام جاری ہوں گے۔

”چونکہ اس کارڈ میں تعلق قرض کا نہیں ہوتا ہے، لہذا خرید کی قیمت میں اضافی رقم کی ممانعت نہیں ہے یا یہ ملکی رسیاں نکالنا سودی اضافہ کے قبیل سے نہیں ہے، اس لئے کہ ممنوع قرض میں پایا جاتا ہے، چنانچہ سودی اضافہ بھی نہیں ہوگا۔“ یہ نئے افی کام یا قرض دس کے قبیل سے ہے اور ایسا کارڈ شرعاً مباح ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا شرعی متبادل

۱۔ دینی تجارتی بینکوں کی طرف سے جاری کردہ کریڈٹ کارڈ کے شرعی بدل پر غماز کرنا ممکن ہے، اس طور پر کہ کارڈ کے نظام میں ترنیم کی جائے اور ان میں شرعی ممنوعات سے خالی کر دیا جائے، اس میں سب سے اہم مسئلہ سٹ سے پرہیز کرنا ہے۔

یعنی ان ترنیم شدہ کارڈ کو روکنا، یعنی میں عملی عمل کی ضرورت ہوئی اور یہ بھی مکمل اشیاں ہے۔ اس کا عمل اس طرح ہو سکتا ہے کہ مامانہ کارڈ سٹ کارڈ اور دوسرے کارڈ جاری کیا جائے۔

۱۔ مامانہ فیس کارڈ (Charge Card)

یہ ایسا کارڈ ہے جس کو اسلامی بینک اس شرط پر جاری کرتا ہے کہ وہ بعض بینکوں میں مامانہ تنخواہ کی مقدار سے کارڈ کے ذریعہ رقم نکالنے کی شرح متعین کر دیتا ہے اور بعض دوسرے

بینکوں میں اس کا تعین تنخواہ کے اسی فیصد سے ہوتا ہے، ایسا یا تو تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا بینک کے نزدیک کسی دوسری ضمانت کی بنیاد پر، شرطیکہ بینک اس پر کوئی اخراج نہ لے۔

اس کارڈ کی صورت یہ ہے کہ یہ وکالہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم موجود ہو جتنی اس سے ٹریڈ کارڈ کے ذریعہ نکالی گئی ہے اور وکالہ بالاجہ اسلام میں جائز ہے جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔

لیکن اگر کھاتے دار کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہو تو بینک اپنے کھاتے دار کے قرض حسن کے طور پر اس کی ادائیگی کرتا ہے۔ ایسا یا تو امانت تنخواہ کی ضمانت پر ہوتا ہے یا کسی دوسری مناسب اور کفایت کرنے والی ضمانت کی بنیاد پر اور یہ جائز اور مستحب ہے۔

لہذا ایسے اسلامی بینک منافع سے خالی خدمت انجام دیتے ہیں اور ان کے مالک وہ ہیں جو ان کی شراعتاً مطلوب ہے، اس لئے کہ سرمایہ کاری پر عامہ ہونے والا مال مستحرام ہے، ایک قسم ہے، کیونکہ وہ سودی قرض کی طرح ہے اور یہ قرض جو فحش کا باعث ہو رہا ہے۔ یہ طریقہ بڑی آسانی سے قابل عمل ہو سکتا ہے۔

۲۔ سراج کارڈ

یہ وہ کارڈ ہے جس کی بنیاد پر یہ فروخت ہوتی ہے۔ یہ اس طرح کہ صاحب کارڈ اس بینک کی طرف سے جوئی انخور قیمت کی ادائیگی کرتا ہے جو چاہے شریعتاً جائز ہے اور شریعتاً ہی نہیں کا مالک ہوتا ہے، جس پر اس کی جانب سے اس کا مکمل قبضہ رہتا ہے پھر وہ اس سے اپنے مکمل سے نفع پر فروخت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ نفع ملو کہ ٹھنی ہوئی ہے اور یہ شریعتاً نے کا حکم دینے والے کے لئے مباح کی صورت ہے۔ بین الاقوامی اسلامی دنیا اکیڈمی نے اس معاملہ کو طہارت اور قبضہ کی شرط کے ساتھ درست قرار دیا ہے۔

لیکن اس مباح کا اختیار کرنا عملاً دشوار ہے۔ اس لئے کہ صاحب کارڈ اپنا کارڈ لے کر

مختلف شہروں اور ملکوں میں جاتا ہے اور کسی متعین شہر میں بینک کے ساتھ ہر معاملہ میں اتفاق اس کے لئے مشکل ہے، یہ صورت معاملہ خریداری کے باقی وعدے کو یقین کے لئے قضاء لازم کرنے پر موقوف ہے جسے دیا جاتا ہے لازم وعدہ پر قیاس کیا گیا ہے جو اشلاء کے نزدیک محل نظر ہے، اس میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ صاحب کارڈ کو بیٹوں اور رہنماؤں میں خدمات کی ضرورت ہوگی جو یہ کارڈ سے فراہم نہیں کرتا۔

بعض اسلامی بینکوں کی طرف سے جاری کئے جانے والے کریڈٹ کارڈ کا حکم بعض اسلامی بینکوں سے جاری ہونے والے کریڈٹ کارڈ کی اس وقت، متمتعین اپنی حالت میں یہ دونوں حسب ذیل ہیں (مقارنہ جلالہ پاکستان بین المصارف اسلامیہ والمصارف العربیہ راکر عبداللہ التار ابو صہ، جلد ۲۲۲، ۲۲۳)۔

پہلی مثال سرمایہ کاری ویزا: اسے کویتی فائنانشیل ہاؤس اس نام سے جاری کرتا ہے۔ کویت کے اس ادارہ کی فتویٰ کمیٹی اور شرعی رہنمائی بورڈ نے مروجہ کریڈٹ کارڈ میں کچھ شرائط مہمات کی ہیں۔ اس میں سب سے اہم تائید کی صورت میں نہ سٹ کوئی رقم دینا ہے اور کارڈ کو کھاتے ۱۰ کے اکاؤنٹ سے مروجہ طرک سے نئے حامل کارڈ کے اکاؤنٹ سے خریداری کی قیمت کی ۱۰۰ فیصدی یا تو تین فی صد یا ۱۰ فی صد پائے پڑے ہیں کہ جب اکاؤنٹ کھلے تو کھاتے دار کو باغیر سود دیا جائے کہ اس قرض کی ادائیگی کے لئے بیلنس مہیا کرنا ضروری ہے۔

یہ سناٹے اس لیے اکاؤنٹ ہولڈر کے مشاہدے سے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں قرضوں کی ادائیگی صاحب کارڈ کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، البتہ لاغاب انشورنس کا متیار اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس مسئلہ کا حل ابھی نہیں ہو سکا ہے۔

اس کارڈ کی تمام کارروائیاں یا تو نکال بلا تخریر پر مشتمل ہیں یا مفت نکال پر یا ایسے معمولی قرض پر جو بعض اوقات بغیر سروسٹ کے ہوتا ہے۔

دوسری مثال رائٹی ویزا: اس کو سرمایہ کاری کی رائٹی بینکنگ کمپنی جاری کرتی ہے، حقیقت میں کمپنی نے اس کارڈ کو قانون کی ایک دفعہ حذف کرنے کے بعد پاس کیا ہے۔ دوسرا نمونہ سٹ ہے، اس طرح کے بلوں کی، ان کی کٹاوتی، ان کے کرنٹ اکاؤنٹ سے کی جائے گی اور اس میں کافی رقم موجود ہے، یہ وہ نقد اسٹورفیس سے کی جائے گی اس طرح پرک ہو اپنے ویزا اس وقت عام ہونے والی اسٹورفیس کی رقم ڈرامیبا کرے اور صاحب کارڈ کو پے لسٹ کی جیہ پر رقم نکالنے یا قرض دینے کی سہولیات حاصل نہیں ہوں گی۔

کمپنی نے ان اصولوں کو اس طرح پاس کیا ہے کہ رائٹی کمپنی کی طرف سے کارڈ جاری کرنے پر کسی قسم کا خلاف یا تفتیش نہ یا جائے گا نہ یا جائے گا، چاہے معاملہ اس کے کارڈوں سے ہو یا نہ تفتیش ہو، کمپنی سے یا پھر معاملہ کی رینڈیشنل میرٹ کمپنی اور رائٹی کمپنی کے درمیان کوئی کمپنی ہو۔

کمپنی نے غیر ملکی کرنسیوں کی تبدیلی کا مرکز اس کارڈ استعمال کرنے والوں کے لئے رائٹی کمپنی کی جانب سے اعلان کئے گئے نرخ کے اعتبار سے مقرر کیا ہے۔

کمپنی نے نقدی رقم نکالنے پر کمیشن لینے سے منع کیا ہے اور کارڈ جاری کرنے سے متعلق فیس، سالانہ فیس اسی طرح تاتہ اور مدت پیش کرنے والوں کی رقم کا ایک حصہ کاٹ کر ان کے بلوں کی، ان کی کرے کی اجازت دی ہے۔

یہ دونوں مثالیں عام تجارتی بینکوں کے کارڈ کا صحیح اسلامی بدلہ کی جاتی ہیں بشرطیکہ کارڈ استعمال کرنے کی مدت عام حالات میں اجازت یافتہ ہو۔

اسی سے ملتی جلتی ایک مثال بحرین میں عربی بینکنگ ادارہ بھی ہے، جو ابھی تجربہ کے دور سے گزر رہا ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی *

ذرائع مواصلات کی تیز رفتار رفتاری نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے، دور دراز فاصلوں پر محکمہ لوگوں سے رابطہ قائم کرنا آسان ہو گیا ہے، اور اس نے تجارت اور کاروبار کی دنیا کو وسیع کر دیا ہے، فاصلے جس قدر رستے جاتے ہیں، تجارت کا دائرہ اسی قدر پھیلتا جاتا ہے، اس کی وجہ سے پیسوں کی حفاظت، لین، دین، رقم کی تہل میں بینکوں کی اہمیت بھی بڑھتی جا رہی ہے، بینک اب نہ صرف کمائے داروں کی رقم کی حفاظت کرتے ہیں، بلکہ بعض صورتوں میں ان کی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ انہیں واپس کرتے ہیں، بلکہ بہت سے ایسے کام بھی انجام دیتے ہیں جن کے لئے ماضی میں بہت تک و دو کرتی پڑتی تھی اور کثیر افرادی اور مالی وسائل کی ضرورت پڑتی تھی۔

اسی سلسلہ میں بینک مختلف قسم کے کارڈ بھی جاری کرتے ہیں، اور مقررہ قواعد کے مطابق کارڈ ہولڈرس کو ہوتی ہیں مہیا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں تین قسم کے کارڈ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اسے ٹی ایم کارڈ (ATM Card)، ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) اور کریڈٹ کارڈ (Credit Card)۔

اسے ٹی ایم کارڈ

اسے ٹی ایم کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ اس کے

فریہ وہ اپنے شریک یا ملک یا بیوی جگہ نہیں ہو جو اس کی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں، اس کا رہا کے فریہ آئی اپنی جمع کردہ رقم سے استفادہ کرتا ہے، اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جہاں تک رقم کی حفاظت اور بوقت ضرورت رقم کی واپسی کی بات ہے تو اس کے بارے میں کوئی شبہ نہیں، یہ کہ اس کی حیثیت قرض کی ہے، بینک لوگوں سے خونا نش کرتا ہے۔ لوگ اس سے پیسے دیں، وہ پیسے اپنے والے کے حسب خونا نش اس سے واپس لے گا، اس طرح بینک کی حیثیت قرض لینے والے کی ہوتی اور کھانا دار کی حیثیت قرض لینے والے کی نیز۔ فی ایم کارہ کی حیثیت قرض کے ہیکہ کی ہوتی کہ قرض دہندہ جب چاہے کارہ لکھا کر اسے حاصل کر لے اور یہ جائز ہے، البتہ ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس شرط کے ساتھ کسی کو قرض دینا کہ "موتوں دہرے شبہ میں اس کا قرض لو"۔ "کوئی ماہ کی اصطلاح میں مستحبہ کہتے ہیں، مستحبہ کو ثامنیہ تو مطلقاً حاکم کہتے ہیں (المروءۃ ۳۰۴)۔ فقہاء مالکیہ نے بھی وضع کیا ہے، لیکن بحالت ضرورت سرمایہ کی حفاظت اسی طرح ہو سکتی تو اس کی اجازت دی ہے (حاشیہ خرقی علی مختصر طیل ۱۳۱/۲)۔

فقہاء حنابلہ کے یہاں اس کی اجازت ہے، اگر دوسرے شہر میں ادائیگی کا کوئی معاوضہ نہیں پایا جائے (المغنی ۳۲۱/۳)، لیکن اسے مالکہ ان قیم کی بھی ہے (الاعلام بالمعنی ۳۹۱/۱)، ورنہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک اس طریقہ پر معاملہ کرنا مکرہ ہے (المبسوط ۱۲/۷۳)۔

ان حضرات نے اسے ناجائز یا مکرہ قرار دیا، بوقت ضرورت ہی جائز قرار دیا ہے، انہوں نے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض پر کسی بھی قسم کے نفع اٹھانے کو منع فرمایا ہے، کیونکہ قرض پر کسی بھی قسم کا نفع اٹھانے میں سوا کا شبہ پیدا ہوتا ہے اور مستحبہ کے فریہ رستہ کے احکامات سے حفاظت کا قاعدہ انہما جارہا ہے، لیکن مستحبہ کی حقیقت کے سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس فی ایم کی صورت مستحبہ کے بارے

میں نہیں آتی ہے، چونکہ مستحبہ میں یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اس قرض کو دہرے میں ہی ہموں
رے گا اور خاص طور پر یہ مقصد کے لئے قرض لینے والے کو یہ رقم حوالے کی جاتی ہے چنانچہ
علامہ سرخسی (متوفی ۱۲۸۳ھ) فرماتے ہیں:

”والسماح التي تتعامله الناس على هذا إن كان اقراضه بغير شرط
وكتب له سميحه بذلك فلا بأس به“ (الموطأ ۱۲/۳۷۷) (مستحبہ جس کا معاملہ لوگ کرتے
ہیں اس اصل پر اگر اسے بغیر شرط کے بطور قرض دیا اور اس کے لئے اس کا مستحبہ (بشیرہ) لکھی
لکھ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔

مشہور حنفی فقیہ قاضی محمد بن محمد جندی رقم طراز ہیں:

”ونكره المستحبة إلا أن يستقرض مطلقا ويوفى بعد ذلك في بلدة
اخرى من غير شرط“ (رد المحتار ۱۲/۱۷۲ بحوالہ خانہ) (مستحبہ مکروہ ہے مگر اس کے قرض کو
مطلق لے اور وہ اپنی کسی دوسرے شہر میں ہو جس کی شرط نہیں ہو)۔

اسے فی ایم کارڈ میں دوسرے شہر میں ہی رقم وصول کرنے کی شرط میں ہوتی، چونکہ اسے
فی ایم کارڈ مختلف جگہ موجود ہوتا ہے، حالانکہ اس میں بھی رقم وصول کر سکتا ہے، نیز یہ مرکز
چوبیس سمئے کھلے رہتے ہیں، اس سے بھی کارڈ ہولڈر کو سہولت ہوتی ہے، انہی طور پر ایک سہولت یہ
بھی ہو جاتی ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے شہر میں گیا ہو اسے اس رقم کی ضرورت پڑی تو وہاں بھی
رقم مل جاتی ہے، اس لئے اس میں دوسرے شہر میں حاصل کرنے کی سہولت شرط کے درجہ میں نہیں
ہے، لہذا یہ سلتجہ کی ممنوع صورت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، پس اسے فی ایم کارڈ کے حاصل
کرنے اور اس کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا، بالخصوص موجودہ حالات
میں جبکہ ہماری رقم کا ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جانا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا اور اس میں
جان و مال دونوں کا تخمینہ مشکوک ہوتا ہے تو یقیناً بہت سے لوگوں کے لئے اس طرح کی سہولت کا
حاصل کرنا ضرورت کے درجہ میں بھی ہے۔

ڈیٹ کارڈ

اس کارڈ کے ریوٹین قسم کے قاعدے حاصل کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی "انگی"، "کام" اور اس کارڈ کے واسطے سے پتی مظلہ پر رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچا دیتا ہے۔

۲۔ ضرورت پر رقم کا نکالنا۔

۳۔ ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا جس کے لئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

ڈیٹ کارڈ کا حامل اپنی جمع کردہ رقم حاصل کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں اور بینک اسے جو خدمات مہیا کرتا ہے اس کے لئے الگ سے کوئی اجرت نہیں لیتا، صرف کارڈ بنانے کے وقت اس کی فیس لی جاتی ہے۔

جہاں تک بوقت نہ مرت رقم نکالنے کی سہولت ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اب رہ گیا بینک کا اس کی طرف سے قیمت اور آرمایا کسی اور وجہ سے کسی دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنا تو یہ بھی درست ہے، اگر کارڈ ہولڈر پر کسی قرض باقی ہو "بینک کے ذریعہ قرض ادا کیا جائے تو قرض کی اصطلاح میں یہ حوالہ ہوگا جو اس سے "یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ دین ہو وہ کسی اور کو اپنی طرف سے دین کی ادائیگی کا ذمہ دار بنادے اور وہ دوسرا شخص اس کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کر لے۔

"تحويل الدين من ذمة الأصیل الى ذمة المحتال عليه" (انتاری علی ہدایہ مع

ج ۲۳۸)۔

"جس شخص کو "ایا جارہا ہے اگر کارڈ ہولڈر کے ذمہ پہلے سے اس کی رقم باقی نہ ہو تو بینک کی حیثیت اس کی طرف سے وکیل کی ہوگی اور یہ بھی جائز ہے۔

"قال المؤکل خذ هذا الألف يا فلان وادفعه إلى فلان فأبهما فصي

جاء قیاماً واستحساناً“ (تاوی خانیہ مع الہندیہ ۵/۲۶۹)۔

روگنی فیس کارڈ کی بات، تو اس میں بھی کوئی قباحت نظر نہیں آتی، یہ تک یہ رقم کی منتقلی وغیرہ کے سلسلہ میں جو ضروری کارروائی کرنی پڑتی ہے اس کی اہمیت ہے اور فقہاء نے یہ فیس کا سوں کے لئے اہمیت کو حارۃً اور یا یہ: معروف خفی نتیجہ حاصل فرماتے ہیں:

”لستحق القاصی الاجر علی کتب الوثائق لو المحاضر لو المسجلات
قد ما یجود لغيره کالمعنی“ (درجہ مع الرد ۱۲/۱۳) فاضل یشیہ، محضہ وغیرہ کے نکتے پر اس
مقدار اہمیت کا مستحق ہوگا جو دوسرے کو جیسے مفتی کو دی جاتی ہے)۔

لہذا بیٹ کارڈ کا حاصل کرنا اس سے استفادہ کرنا بھی درست ہے۔

کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ، طرح کے لوگوں کو جاری یا جاتا ہے، ایک اس شخص کو جس کا پیسہ بینک میں جمع ہے، البتہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے رآمد کا نام دیکھنا چاہتا ہے، دوسرے وہ شخص جس کی رقم بینک میں جمع نہیں ہے، بینک اس کے حالات معلوم کر کے اس کی مالی حیثیت متعین کرنا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی ماہانہ اور سالانہ آمدنی کیا ہے؟ اسی مناسبت سے اس کے لئے کارڈ جاری کرتا ہے، اس کارڈ سے وہ فائدہ حاصل ہوتے ہی میں جو بیٹ کارڈ سے آتے ہیں، اس کے علاوہ اس سے مزید ایک سہولت قرض حاصل کرنے کی ہوتی ہے، ایک متعین حد تک کارڈ ہولڈر اپنے کھاتے میں پیسہ نہ بونے کے باوجود رقم لے سکتا ہے، اب اگر اس نے چند روپوں کے اندر رقم ہوا کر دی تو اسے کوئی رآمد رقم دینی نہیں پڑتی، اگر چند روپوں سے مدت بڑھانی تو یومیہ شرح کے لحاظ سے مزید رقم، اگر فی ہوتی ہے، نیز اس کارڈ کے حصول اور کارڈ کی مدت گزر جانے کے بعد اس کی تجدید کے لئے فیس بھی، اگر فی ہوتی ہے۔

اب جہاں تک بیٹ کارڈ، ملی سہولتوں کے حاصل کرنے اور کارڈ کی فیس اور کرنے

ی بات ہے تو اس میں تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ اوپر ذکر آیا، لیکن قرض کی سہولت اور اس پر زائد رقم کی "انگلی" نے اس کو کامل غور مسئلہ بنایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ پندرہ روز کی مدت کے بعد "انگلی" کی صورت میں جو زائد رقم "انگلی" جاتی ہے وہ سود ہے اور سود ثوری کی نفسیات یہی رہی ہے کہ پہلے قرض دہانہ لوگ ہنسی خوشی غفلت غیر متوجہ سمجھ کر اسے لے لیں، اور جب وقت پر ادا نہ کرتے تو زائد "انگلی" کی شہ طرہ سہلت، ہے، ورنہ جاہلیت میں رہا ناگہبی طرہ قرار دیا، ورنہ تو جسے ہانسید سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ امام فخر اللہ یزدی فرماتے ہیں:

"ثم اذا حل الدين طالبوا المدين بمرأس المال فإن تعذر عليه الأداء رادوا في الحق والأجل فليدا هو الربا الذي كانوا في الجاهلية يتعاملون به" (تفسیر کبیر ۷/۹۱) (پھر جب دین کی "انگلی" کا وقت آجاتا تو قرض دینے والے اصل رقم کی "پس" کا مطالبہ کرتے، اب اگر اس کے لئے "اس" کا مسئلہ ہوتا تو رقم میں بھی اضافہ کر، دیتے یعنی زائد رقم کا مطالبہ کرتے "مرہلت" بھی، ہے، دیتے رہا ناگہبی صورت ہے جو زائد جاہلیت میں مرہلت تھی)۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ قرض پر لی جانے والی زائد رقم سود میں داخل ہے، سود کا بیجا بھی حرام ہے، "مرہلت" بھی، اس لئے ربریت کارہ کا حاصل کرنا اصولی طور پر جائز نہیں ہے، "مرہلت" سے جو جائز سہولتیں متعلق ہیں وہ بیٹ کارہ سے حاصل ہو جاتی ہیں، اس لئے عام حالات میں اس کارہ کے حصول کو نہ درست قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر پندرہ دنوں کے بعد ہی رقم "مرہلت" جاتی ہے جس پر کوئی سو نہیں لیا جاتا ہے تو اس لحاظ سے اسے جائز ہونا چاہیے، میں یہ بات درست نظر نہیں آتی، کیونکہ کسی معاملے کے جائز ہونے "مرہلت" ہونے کا ر صرف نتیجہ پر نہیں ہوتا بلکہ معاملہ طے پانے کی رعیت پر ہوتا ہے۔

یہاں صورت حال یہ ہے کہ ربریت کارہ کا حاصل "مرہلت" آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ ایک خاص مدت کے بعد قرض واپس کرتے ہوئے سود بھی ادا کرنا ہوگا، گویا معاملہ میں سود کا لین دین شروع سے شامل ہے، اس لئے یہ معاملہ اپنے آغاز ہی سے درست معاملہ قرار پائے گا۔

ماں فقہاء نے سو لینے اور سو لینے کے حکم میں اس حد تک فرق کیا ہے کہ سود دینا تو بہر حال حرام ہے ہی مین سود دینا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے، لہذا اسلامک بینکوں کے لئے اس نوعیت کے کریڈٹ کارڈ جاری کرنا تو کسی صورت میں جائز نہیں، اسی طرح کاروبار کلفروٹ لینے نفع حاصل کرنے اور عام قسم کی ضرورتوں کے لئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص شدید مجبوری سے دوچار ہو، مثلاً یہ کہ اگر فوری طور پر اتنی رقم نہ حاصل کر پائے تو اسے شدید مالی نقصان ہی مار پڑے گا، یا کسی جسمانی ضرورت سے بچنے کے لئے فوری طور پر خطیر رقم مطلوب ہو اور اس رقم کے حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں تو ایسی غیر معمولی مجبوری کی صورتوں میں کریڈٹ کارڈ بنوایا جاسکتا ہے، لیکن بقدر ضرورت قاعدہ اٹھانے اور اس پیش آمدہ ضرورت کے پورے ہو جانے کے بعد اس کی مزید تجدید جائز نہیں ہوگی۔

آج کل کاروبار کے دائرے کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے بینک کے مختلف کارڈ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں شرعی احکام و حدود کو ملحوظ رکھیں۔

کریڈٹ کارڈ کے فقہی احکام

پروفیسر عبد المجید محمد سوموہ *

کریڈٹ کارڈ کی تعریف

کریڈٹ کارڈ موجودہ زمانہ کا تصور ہے جس کا مرکز یورپ ہے۔ فقہیم فقہاء اسلام کے وقت یہ غیر معروف تھا اس کا معاملہ اس مسائل اور معاملات جیسا ہے جو موجودہ میں پیش آئے اور سابقہ مسائل میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اسی وجہ سے میں نے اس کے معنی و مفہم کی وضاحت کے لئے بعض مغربی قول پر اختیار کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- آئینہ شریعتی میں ہے: اس سے مراد وہ کارڈ ہے جو جاری کیا جائے تاکہ اس کا حامل اس کے ذریعہ اپنی ضرورت کا سامان خرید سکے اور قیمت اس کے ذمہ قرض رہے۔

۲- امریکی وفاقی حکومت کے قانون میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے: کریڈٹ کارڈ کا مطلب قرض دینے والے کا ایک شخص کو ایسا قرض دینا ہے جس کی ادائیگی میعاد ہی ہو، یا وہ ایک ایسے بین کو وجود میں لانا ہے جس کی ادائیگی موخر ہو اور اس کا تعلق سامان ضرورت کی فراہمیت اور اس میں مہیا کرنے سے ہو (ان تعریفات کے لئے ملاحظہ فرمائیے: انکلیکٹڈ اڈا اکر ہدایاں برہیم ہیلیمان ۲۵، ۲۳)۔

مندرجہ بالا قول پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ کی ان تعریفات کا مراد قرض لینا اور دینا ہے۔

* پروفیسر شریعہ کالج، مئٹا رڈ، یونیورسٹی احمدیہ عرب امارت۔

اس مالک فقہ اکیڈمی جی ڈی اے کارڈ کے معنی: معنی اور اس کے عمل پر غور و فکر کے بعد اس کی اس تعریف تک پہنچی ہے کہ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے اس کا جاری کرنے والا ایک شخص یا حکمی شخص کو باہمی طے شدہ معاوضہ کی بنیاد پر جاسکتا ہے، جو اس کارڈ کے ذریعہ اس شخص سے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتا ہو نقد قیمت ادا کئے بغیر سامان یا سروس حاصل کر سکتا ہے، کیونکہ اس کارڈ کا جاری کرنے والا اس کی "انگلی کا ذمہ لیتا ہے" (جلو مجمع فقہ اسلامی ۷/۷۷۷ ج ۱ ص ۱۷۵)۔ (نمبر ۱۵۱/۱۷۷۷۷) اس دستاویز کی ایک قسم وہ ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے رقم نکالی بھی جاسکتی ہے، مثلاً یہی تعریف اس کارڈ کے کام اور رول کے اعتبار سے مناسب ہے۔

کارڈ کی قسمیں

دو کارڈ جس کے حامل کی جانب سے بینک "انگلی کا ذمہ لیتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:
(Debit Card) اور (Credit Card)۔

۱۔ ڈیبٹ میں ہم ان دونوں قسموں کی تشریح کریں گے، اور اس میں سے ہر ایک کا شرعی حکم بیان کریں گے:

۱۔ (Debit Card) دو کارڈ ہے جسے بینک ان لوگوں کے لئے جاری کرتا ہے جو بینک میں کچھ سرمایہ کے مالک ہوں تاکہ وہ اس کارڈ کے ذریعہ سامان تجارت کی خرید و بیع کر سکیں یا خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اس میں کارڈ جاری کرنے والا خرید کی گئی چیز کی قیمت یا حاصل کردہ خدمات کی اخراجات کے بقدر رقم بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے وضع کر کے قاتر یا کارڈ ہولڈر سے معاملہ کرنے والے کے اکاؤنٹ میں ڈال دیتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے، اس کو کریڈٹ کارڈ کا نام دینا غیر دقیق ہے۔ یہ بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو اس کی ڈپازٹ شدہ رقم کے تحت کے طور پر دی جانے والی دستاویز ہے۔ اس میں کارڈ ہولڈر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ڈپازٹ شدہ رقم کے اندر میں خرید و بیع کرے اور بینک

اس کی طرف سے ان فریقوں کو قیمت کی ادائیگی کرتا ہے جو کارڈ ہولڈر سے معاملہ کرتے ہیں، کبھی کبھی بینک اس کو نکاست بالائے قراہے اور اس کام پر فیس لیتا ہے (بلاخ الاستان اور الکومحعل المقری، مقالہ سابع شدہ مجلہ مجمع الفقہ اسلامی شمارہ ۷، ص ۷۹، ۸۰، القیوم المشرقی لہذا الاستان اور شیخ عبد اللہ محمد، ص ۴۲، ۴۳)۔

۲- کریڈٹ کارڈ ہولڈر ہے جسے بینک ایسے لوگوں کو جاری کرتا ہے جن کا بینک میں کچھ سرمایہ نہیں ہوتا، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کارڈ کے ذریعہ سامان تجارت کی خرید وری کر سکیں یا خدمات سے فائدہ اٹھا سکیں، بینک کارڈ ہولڈر کے لئے بطور قرض ان سامان تجارت کی قیمتیں یا خدمات کی ادائیگت کرتا ہے اور وہ اس قرض پر سود لیتا ہے، اس صورت میں وہ کارڈ ہولڈر پر اس وقت حرم ماند بھی عام کرتا ہے جب وہ متعین مدت کے دوران اپنے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے، اس صورت میں بینک کے رمیو لئے جانے والے اضافہ پر عود کرنے سے یہ مدت وضع ہو جاتی ہے کہ یہ سود ہے، اس لئے کہ یہ قرض بے عام یا جانے والا شیئ ہے، اسی طرح تاخیر کا وہ حرم ماند بھی جسے بینک کارڈ ہولڈر پر لازم کرتا ہے، برہا انسیمیہ (اوحار سود) ہے (حولہ سابق)۔

۳- بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر پر عام کی گئی رکبیت کی فیس، اسی طرح قہید کارڈ کی فیس جائز ہے، اس لئے کہ وہ بینک کی طے کردہ مدت ہے جو کارڈ جاری کرنے اور اس کے لئے کی جانے والی دفتری کارروائیوں کا عوض ہے، بشرطیکہ یہ فیس اس طرح کے کاموں کے لئے عام طور سے لی جانے والی فیس سے زائد نہ ہو (حولہ سابق)۔

۴- وہ ہمیشہ شعا جائز ہے جسے بینک اس عمل کی قیمت پر لازم کرتا ہے جس کا کارڈ ہولڈر کے ساتھ معاملہ کرے، ملاقات مستحق ہے، یہ بینک کی مدت ہے جو وہ تاجر کے قرض و رس سے اس کی رقم کے حصول کے لئے لی جانے والی کوششوں پر جتا ہے (المقات المکیہ، ص ۱۵۳، ۱۵۴)۔

۵- وہ انشورنس جو کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک کی جانب سے کریڈٹ کارڈ

ہولڈ رکو، یا جاتا ہے اور اصل اس تجارتی اشرفیہ کے قبیل سے ہے جو شرعاً حرام ہے۔

۶۔ کریڈٹ کارڈ ہولڈ رکو، یہ جانے والے اعانات و تحاب بینک کی طرف سے دیا جانے والا عطیہ ہے بشرطیکہ انہیں قبول کرنے والے پر کوئی مالی پابندی نہ عائد ہوتی ہو۔ اس عطیہ میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی ایک مثال دور رعایت ہے جو بعض تجارتی مراکز کی طرف سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سامان خریدنے والے کو دی جاتی ہے، یہاں کی طرف سے کارڈ ہولڈ رکو، یا جانے والا عطیہ ہے جو تجارتی شخص کے قبیل سے ہے (القول فی اشرفیہ ہذا کات الامان ادر شیخ عبد اللہ الحمادی، فتاویٰ رحمہ، ص ۱۵۸)۔

۷۔ کارڈ کے ذریعہ سامان خریدنے کی صورت میں بعض تجارتی مراکز کی طرف سے سامان کی قیمتوں میں یا جانے والا اضافہ درست ہے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ خرید رکو، ہوں طرح کی بیع کا اختیار ہوتا ہے، دو چاہے تو کم قیمت، بے شرط خرید کرے یا کارڈ کے ذریعہ زیادہ قیمت دے کر سامان خریدے، جب تک وہ کارڈ کے ذریعہ خرید کر رہی ہے اس وقت تک اس کی طرف سے زیادہ قیمت اسے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے (مجلد مجمع الفقہ الاسلامی شذو، ج ۷، ص ۱۱۰ مشیخہ مکتبۃ المدینہ، موضوع ہذا کات الامان، فتاویٰ رحمہ، ص ۱۵۸)۔

۸۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سوئے یا چاندی کی خریداری میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ، یا کسی طرف اس کارڈ کو پیشین سے رازہ اپنے پر پوری ہو جاتی ہو، اس طور پر کہ بینک خریداری کی طرف سے رقم کی سہولت کر کے اسے فروخت کنندہ کے کھاتے میں فوراً شامل کرے، اس صورت میں مجلس متدی میں عوصین پر قبضہ مکمل ہو جاتا ہے، جب کہ مجلس عقد میں عوصین پر قبضہ متحقق نہ ہوئے فی صورت میں کارڈ کے ذریعہ سوئے اور چاندی کی فروخت حرام ہے اور یہاں صورت میں ہوگا جب کارڈ کے پیشین پر سے گزرنے سے کارڈ ہولڈر یا اس کو قرض دینے والے کے کھاتے سے فوری طور پر رقم وضع نہ ہوتی ہو بلکہ بینک کو محض رقم کے اندراج کی رسید

پہنچ جاتی ہو اور رقم کی کٹوتی اور فروخت کنندہ کے کھاتے میں اس کا اندراج ایک یا ۱۰۰ اسی کے بعد ہوتا ہو (ضابطہ ص ۱۱۱)۔

۹- ڈیٹ کارڈ ہولڈر اور اس کے جاری کرنے والے کے درمیان وکالت کا تعلق ہے، اس صورت میں بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے اس پر عام مالی واجبات ادا کرتا ہے اور یہ رقم بینک اپنے پاس موجود کارڈ ہولڈر کے بیلنس سے ادا کرتا ہے (حوالہ سابق، جلد ۱۱، ص ۱۱۱)۔

۱۰- کریڈٹ کارڈ ہولڈر اور اس کے جاری کرنے والے کے درمیان جو تعلق ہے وہ قرض کا ہے کیونکہ اس صورت میں بینک کارڈ ہولڈر پر عام مالی واجبات ادا کرتا ہے جس کا کارڈ ہولڈر کے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ اسی طرح کریڈٹ کارڈ ہولڈر اس کے جاری کرنے والے کے درمیان ایک دوسرے پر عہد سے کناسٹ کا بھی تعلق ہے، وہ اس طرح کارڈ جاری کرنے والا فریق تاجر یا کارڈ ہولڈر کا قرض دینے والے دئے فریقوں کے سامنے کارڈ ہولڈر کا نفیل ہوتا ہے (حوالہ سابق)۔

۱۱- کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین جو تعلق ہے وہ بیع کا ہے اور کارڈ ہولڈر اور مردی پیش کرنے والے کے مابین جو تعلق ہے وہ اجارہ کا ہے (حوالہ سابق)۔

۱۲- کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے درمیان یا کارڈ جاری کرنے والے اور دوسرے اس لوگوں کے درمیان جو کارڈ ہولڈر سے معاملہ کرتے ہیں تعلق مال کی کناسٹ کا ہے، کیونکہ کارڈ جاری کرنے والا فریق اس قرض کا ضمانت ہوتا ہے جو کارڈ ہولڈر کے ذمہ سے تحقیق ہوتا ہے (حوالہ سابق)۔

کریڈٹ کارڈ اور دوسرے کارڈ کے استعمال میں شرعی رہنمائی

پروفیسر الصدیق محمد عابدی مین الضمیر *

۱۔ کریڈٹ کارڈ کی حقیقت اور مالی معاملات میں اس کی اہمیت

الف۔ کریڈٹ کارڈ کی تعریف

کریڈٹ کارڈ کی بہت سی تعریفات کی جاتی ہیں جن سے اس کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے، میں ان میں سے صرف دو کا ذکر کروں گا:

پہلی تعریف

اسے ڈاکٹر عبدالوہاب جو سلیمان نے ڈاکٹر احمد زکی بدوی کی مجموعہ المصطلحات تجارتیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور اسے اقتصادی تعریف قرار دیا ہے، یہ حسب ذیل ہے:

کریڈٹ کارڈ وہ مخصوص کارڈ ہے جسے بینک اپنے گاہک کے لئے جاری کرتا ہے۔ گاہک یہ کارڈ پیش کر کے متعین مقامات سے سامان اور خدمات حاصل کرتا ہے، مقررہ مدت کے بعد واپس لے کر دے گا، کارڈ ہولڈر کا شناختی کارڈ ہے۔ بینک کو پیش کر کے اپنے سامان کی قیمت حاصل کر لیتا ہے۔ بینک گاہک کو ہر ماہ اس کارڈ سے خریدے گئے سامان کی مجموعی قیمت کی تفصیل فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اس پر ری جائے یا قسطی

* پروفیسر شعبہ شریعت لاہور کالج علوم و تحقیقات اسلامیہ۔

رقم خریدار کے جاری کھاتے سے وضع کر لی جائے (بطاقات معاملات مالیہ، مزد دیکھئے بطاقات اسدغ والا تراں فی حق القضاء للفقہین از ذاکر عبدالستار گویلدی ۶۸)۔

دوسری تعریف

کریڈٹ کارڈ وہ ستاویز ہے جسے بینک حقیقی یا اعتباری شخص کو باہم معاہدہ کی بنیاد پر دیتا ہے اس سے کارڈ ہولڈر نقد قیمت ۱۰۰ کے بغیر ان لوگوں سے سامان یا خدمات حاصل کر سکتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ادائیگی کا ذمہ دار بینک ہوتا ہے۔ اس ستاویز کی ایک قسم ایسی ہوتی ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد رقم نکالی جاسکتی ہے۔ یہ سلاٹ کارڈ، کنڈی می جیہ کی تعریف ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں

ایک صورت وہ ہے جس میں رقم کا نکالنا یا اس کا ادراک یا بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اپنے اکاؤنٹ سے ہوتا ہے نہ کہ کارڈ جاری کرنے والے (بینک) کے اکاؤنٹ سے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ۱۰۰ لگی بینک کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے اور پھر متعین مدت میں وہ رقم کارڈ ہولڈر کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مطالبہ کی تاریخ سے متعین مدت کے دوران غیر ۱۰۰ کروڑ کل بیلنس پر سوئی اضافہ عائد ہو جاتا ہے اور پھر یہی صورت یہ ہے کہ اضافی رقم عائد نہیں ہوتی ہے۔ ان میں سے اکثر کارڈ ہولڈر پر سالانہ فیس مقرر کرتے ہیں اور کچھ صورتیں ایسی ہیں جن میں بینک سالانہ فیس مقرر نہیں کرتا (بہر جمع نقد اسلامی شعبہ، ج ۱، ص ۷۷)۔ ان دونوں تعریفوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا بنیادی مقصد کارڈ ہولڈر کو نقد قیمت ۱۰۰ کے بغیر سامان یا خریداری اور مدت کے حصول پر قادر بنانا ہے۔ اس لئے کہ قیمت کی ۱۰۰ لگی کارڈ جاری کرے ۱۰۰ بینک کرتا ہے یا کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے یا پھر بینک اپنے اکاؤنٹ سے پھر وہ کارڈ ہولڈر سے اس کا مطالبہ کرتا ہے۔

جدد فقہ اکیڈمی کی تعریف کی رو سے کریڈٹ کارڈ میں کچھ دوسرے اوصاف کا بھی صاف ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ کارڈ ہولڈر ٹینکوں سے رقم نکال سکتا ہے، بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کارڈ ہولڈر کی غیہ «اکر وہ رقم پر سود عامہ کر دیا جاتا ہے نیز یہ کہ ان میں سے بیش تر پر سالانہ فیس عامہ نہ لگائی جاتی ہے۔ یہ کریڈٹ کارڈ کا عام وصف ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ب۔ مالی معاملات میں کریڈٹ کارڈوں کی اہمیت

کریڈٹ کارڈ کے متعلق لکھنے والے افراد کے لئے اس کی اہمیت اور اس کے ذریعہ معاہدات کر کے والوں کے لئے اس کی اہمیت پر اتفاق کرتے ہیں «اس کی رائے ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا جاری سرمایہ نگ کی ایک اہم خدمت ہے۔ نیز ترقی یافتہ امریکی پر یہ معاشرہ میں افراد کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے، چنانچہ گزشتہ سالوں میں اس کارڈ کی اشاعت اس حد تک ہوئی کہ عالمی پیمانہ پر ان کی تعداد ۸۰۰ ملین تک پہنچ گئی اور کریڈٹ کارڈ سے اس کے تمام حصہ دار رفات کو رہنما دست نامہ دیہیچا (مجلد مجمع فقہ اسلامی شریعت، جلد اول، مقالہ ڈاکٹر الفری ۳۷۵-۳۸۱، مقالہ ڈاکٹر عبدالستار ۵۹۹، مقالات معاملات مالیہ اور ڈاکٹر مددوہاب ابولیمان ۵۰۰-۵۲)، اسی طرح کارڈ کے استعمال کے مثبت اور منفی اثرات معاشرہ اور قومی اقتصادیات دونوں پر پڑے ہیں (دیکھئے مقالہ ڈاکٹر الفری مشملہ مجلد مجمع فقہ اسلامی شمارہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)۔

۲۔ کریڈٹ کارڈ کی قسمیں: کریڈٹ کارڈ، چارج کارڈ، ڈیبٹ کارڈ

۱۔ میل میں ان کی نوعیت درج کی جا رہی ہے:

۱۲۔ کریڈٹ کارڈ

اس قسم کے کارڈ کے متعلق لکھنے والے تمام اصحاب قلم کا اتفاق ہے کہ یہ سوا پر مشتمل ہوتا

ہے جس کا علم یقین کو ہوتا ہے، یعنی کارڈ جاری کرنے والے بینک اور کارڈ ہولڈر دونوں ہی اس سے واقف ہوتے ہیں، اس اعتبار سے یہ قرض اور قرضہ کے درمیان ایک تعلق ہے، جس میں مقرض کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف سے متعین کردہ سود کی ادائیگی کا پابند ہوتا ہے۔

اس طرح کے کارڈ جاری کرنے اور اس میں شامل ہونے کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تشریح میں اس نوعیت کے کارڈ کے متبادل پر گفتگو کی جائے گی۔

۲۲- چارج کارڈ

اس کارڈ کے تعلق میں علم کا اختلاف ہے، میں یہاں اس کا مشتق علیحدہ ترسوں گا؛ چارج کارڈ وہ کارڈ ہے جس کے ذریعہ اس کا حامل مختلف اشیاء کی خریداری کر سکتا ہے، سرورس سے قادمہ اخذ کر سکتا ہے اور نقد رقم بھی نکال سکتا ہے۔ اس کا ہولڈر یہ مہینہ کے آخر میں اپنے پر عام ہونے والی رقم ادا کرتا ہے جس وقت بینک اس کا اس کی تسلیل اسے پیش کرتا ہے، یعنی اس کا اس مہینے کے وقت کارڈ ہولڈر کا بیلنس وہ ہونا چاہیے، کارڈ کے استعمال کے وقت بیلنس کا موجود ہونا ضروری نہیں، اس لئے کہ کارڈ ہولڈر جب بھی اشیاء کی خریداری وغیرہ کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے اسے بغیر سود کے قیمت کی ادائیگی کے بعد قرض مل جاتا ہے مین جب وہ قرض متعین مدت کے اندر ادا نہیں کرتا تو بینک اس پر تاخیر کی صورت میں اضافی رقم کا اضافہ کرتا ہے، بعض اسلامی بینک اضافی رقم عام نہیں کرتے ہیں بلکہ کارڈ وہیں ملے اس کی رکیت ختم کر دیتے ہیں۔

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ میں یہ فرق ہے: فرق یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ پر بینک سود کے بدلے قرض دیتا ہے اور کارڈ ہولڈر کو اختیار ہوتا ہے کہ جس طرح چاہے اس کی ادائیگی کرے، جہاں تک چارج کارڈ کا تعلق ہے تو اس میں ہولڈر سے مہینہ کے آخر میں بغیر اضافی سود کے قرض کی رقم ادا کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے (مجلد مجمع فقہ اسلامی شمارہ ۷، ج ۱، ص ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵

کی حیثیت سے تاجر کو خریدی گئی چیزوں کی قیمت ادا کرتا ہے (اہلک اسلام کی طرف سے اہلک
انگلیس کے سامنے لڑا اور کڑی جرحیں کیا گیا مقالہ ۱۰، بلاغات طحاوت، ۲۰)۔

۳/۲ کارڈ ہولڈر

یہ وہ شخص ہے جس کے نام پر کارڈ جاری کیا جاتا ہے یا اس کے استعمال کا اس سے حق دیا
جاتا ہے اور وہ کارڈ جاری کرنے والے فریق کے نزدیک کارڈ کے استعمال پر عائد ہونے والی
قیمت وغیرہ کی ادائیگی کا پابند ہوتا ہے۔ لہذا کارڈ ہولڈر کبھی وہ ہوتا ہے جس کے نام سے کارڈ
جاری کیا جاتا ہے، کبھی وہ ہوتا ہے جو کارڈ کا استعمال اس سے کرتا ہے کہ کارڈ ہولڈر اسے اس کا
اختیار دیتا ہے (بلاغات طحاوت، ۲۰، ۲۲)۔

۳/۳ کارڈ تسلیم کرنے والا تاجر

یعنی وہ فریق جو کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اس بات کا معاہدہ کرتا ہے
کہ وہ اپنے پاس موجود سامان اور خدمت کارڈ ہولڈر کی ضرورت پر اسے سپلائی کرے گا
(حوالہ سابق)۔

۳-۴ کارڈ کی سرپرست تنظیمیں

کارڈ کی سرپرست تنظیمیں یا ایک تین تین ہیں جن میں سے مشہور دو ہیں:

۱- ویزا تنظیم (Visa Card)

۲- امریکن ایکسپریس (American Express) (مرکز تنظیم الامم امریکیہ بیت

الامریل، لکھنؤ، ۲۷ بلاغات طحاوت، ۵۵)۔

۳- ویزا تنظیم (دیکھئے مقالہ اکلوفری مشطہ جلد جمع فقہ اسلامی شماره ۷ ص ۷۷)۔

تطبیق میں بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ انگریزی قانون میں تعلقات کو ایک امرے سے جد تہیں ملاحظہ علاحدہ معاملہ قرار دیتا ہے جب کہ امریکی قانون اسے ایک ہی معاملہ مانتا ہے (ہلاکت معاملات ۶۲-۷۳)۔ بعض امریکی قانون اسے کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ ہولڈر کے درمیان کثرت کا حلق قرار دیتے ہیں بعض اسے حوالہ سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قاضی "مقرر جن کا حلق ہے (حوالہ سابق)، اور جس طرح امریکی قانون کے درمیان اختلاف ہے فقہاء کے درمیان بھی اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض کی رائے کے مطابق یہ کثرت ہے، بعض کے نزدیک کثرت اور بعض اسے حوالہ یا حوالہ قرار دیتے ہیں جب کہ بعض کثرت اور حوالہ پر محمول کرتے ہیں (حوالہ سابق)۔

اس سلسلہ میں حکم شرعی کی رہنمائی کرنے والا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم کارڈ کی تینوں قسموں پر علاحدہ علاحدہ غور کریں۔ میں ان میں سے سب سے زیادہ عام ڈیپٹ کارڈ سے شروع کرتا ہوں:

اس کارڈ کے استعمال میں کبھی تعلق، ہر تینوں کے درمیان ہوتا ہے، یعنی کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ ہولڈر کے درمیان اور یہ اس صورت میں جب رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے نکالی جائے۔ کبھی یہ تعلق سہ طرفہ ہوتا ہے یعنی کارڈ جاری کرنے والے، کارڈ ہولڈر، رہا ملک مشین کے درمیان اور یہ اس صورت میں جب رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کی مشین سے نکالی جائے۔ اس لئے کہ کارڈ ہولڈر کبھی کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے اس کارڈ کا استعمال کرتا ہے اور کبھی وہ بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔

چنانچہ اگر اس کا استعمال کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین سے رقم نکالنے کے لئے کرتا ہے اور اس کے اکاؤنٹ کی کرنسی اور نکالی گئی کرنسی ایک ہی ہے تو بینک سے بذریعہ بینک رقم نکالنے جیسا تعلق ہو، یعنی کارڈ ہولڈر اپنے اس قرض کے ایک حصہ کا مطالبہ کرتا ہے جو اس نے

کارڈ جاری کرنے والے بینک کو، لے رکھا ہے، اس لئے کہ نمٹ اکاؤنٹ کی صورت یہ ہے کہ وہ کھاتے والی طرف سے بینک کو قرض ہے، چنانچہ یہ معاملہ اختلافِ جاز ہے۔

اور اگر کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ کی کرنسی نکالی گئی کرنسی سے مختلف ہے، مثلاً اکاؤنٹ میں ریال ہے اور ڈالر نکالا گیا ہے تو اس صورتِ معاملہ میں، یہ نامطالبہ اس کی جنس کے ساتھ وہ کے درمیان پایا گیا۔ لہذا یہ بیچ میں داخل ہوا جو فقہاء کے نزدیک ہمد میں عامہ اسٹی کے نام سے معروف ہے اور یہ حائر ہے بشرطیکہ بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ڈالر کی شکل میں رقم نکالے وقت ہی اسی کے بقدر رقم بیچ کر لے۔

یعنی اگر بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ڈالر کے بدلے ریال ایک مدت کے بعد بیچ کر لے تو یہ حائر نہ ہوگا اور اسے دوسری صورت دینی ہوگی۔ وہ یہ کہ کارڈ ہولڈر کے ڈالر نکالنے کے وقت بینک ڈالر کا قرض دینے والا مانا جائے پھر جب حساب بے باقی کرتے وقت بینک کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم بیچ کر لے تو اسی وقت اس کا تبادلہ بھی عمل میں آجائے۔ یہ معاملہ بھی درست ہوگا جب حساب کی بے باقی کے اس کے تبادلہ کے نرخ سے ہو کہ اس دن کے نرخ کے حساب سے جس سے کارڈ ہولڈر نے ڈالر نکالے تھے۔

”اگر کارڈ ہولڈر اس کا استعمال رقم نکالنے کے لئے کارڈ جاری کرنے والے اس بینک کے علاوہ کسی مشین پر کرے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو تو اس معاملہ کے صحیح ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کارڈ ہولڈر کے بارے میں یہ مانا جائے کہ اس نے نکالی ہوئی رقم صاحبِ مشین سے حائر لی ہے اور صاحبِ مشین اس رقم کو اس بینک کی طرف بحال کرنے کا ہے جس نے اس کا کارڈ جاری کیا ہے، یہ حوالہ تمام فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔ اس لئے کہ کارڈ جاری کرنے والا (بحال علیہ) صاحبِ کارڈ (محیل) کا مقرض ہے پھر اگر کرنسی ایک ہی ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر کرنسی مختلف ہے یعنی کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں ریال ہے اور اس نے مشین سے ڈالر نکالا ہے تو کارڈ جاری کرنے والے بینک پر واجب ہے کہ قرض دینے والے صاحبِ مشین سے

• نیکی کے دن کے نرغ کے حساب سے قابل عمل نرغ لے۔ نہ کہ اس دن کے نرغ کے حساب سے جس دن کارڈ ہولڈر نے ڈال دیا ہے۔

اس صورت میں ATM کا استعمال درست ہے۔

سامان کی خریداری میں ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کی صورت

تادم سے سامان کی خریداری میں اس کارڈ کے استعمال سے تین فریقوں کے درمیان تحقق و جوہ میں آتا ہے: کارڈ جاری کرنے والا کارڈ ہولڈر، داتا یعنی سامان کا مالک، یہ تحقق اس تحقق کے مشابہ ہے جو اس فی ایم سے رقم نکالنے کی صورت میں جوہ میں آتا ہے جب کارڈ جاری کرنے والے بینک کی مشین کو چھوڑ کر دوسرے بینک کی مشین سے رقم نکالی جائے۔ اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ اسے حوالہ کا معاملہ مانا جائے۔ کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر سے کہتا ہے کہ یہ کارڈ لو، اس کے درمیان سے یہ خریداری کر، قیمت کی ادائیگی مسترد کرتا ہے کو میری طرف محول کر۔ میں اسے رقم انکرہوں گا، کارڈ جاری کرنے والا داتا سے کہتا ہے کہ میں تجھے قیمت حاصل کرے کے لئے اس کارڈ کے جاری کرنے والے بینک کی طرف محول کرنا ہوں۔ لہذا جب خریداری ہو جائے تو حوالہ اپنے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ تین فریقوں کی رضامندی سے مکمل مانا جائے گا۔

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) میں بینک کارڈ ہولڈر کا قرض دار (مال عدیہ) ہوتا ہے اور کارڈ ہولڈر (مخیل) اور کارڈ ہولڈر داتا (مال) کا قرض دار ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ حوالہ قرض و رپہ ہو، اس کے جوہر پہنچتا ہوا اتفاق ہے۔

• اس کارڈ کو کفالت سے متعلق کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ کفالت کا مطلب ہے: مطالبہ میں ایک مد کے ساتھ مد، مد ضم مردینا اور اس میں قرض مکفول (مقرض) سے مطالبہ کر سکتا ہے اور نہیں سے بھی مطالبہ کر سکتا ہے جب کہ اس معاملہ میں قرض مکفول (کارڈ

ہولڈر) سے مطالبہ نہیں کرتا بلکہ دوسرے بینک سے مطالبہ کرتا ہے اور یہ صورت صرف اس حوالہ میں ہوتی ہے جس میں بین مقررہ (کارڈ ہولڈر) کی طرف سے محال علیہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس کو کالڈ بنا بھی درست نہیں ہے، چونکہ کارڈ ہولڈر تاہم کو قیمت ادا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔

چارج کارڈ (Charge Card) کی صورت

کبھی اس کارڈ کا استعمال اسٹی ایم سے تبادلہ کے لئے ہوتا ہے اور کبھی ڈیٹ کارڈ کی طرح سامان کی خریداری کے لئے بین اس میں ڈیٹ کارڈ کی طرح استعمال کے وقت کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں رقم کا موبو ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ بینک اسے استعمال پر ایک مہینہ کی مہلت دیتا ہے۔ ایک مہینہ کے بعد بینک اسے مل چوڑا کرتا ہے۔ اگر وہ اس کی ادائیگی کرتا ہے تو بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے اور اگر وہ ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اس پر اضافی رقم مقرر کرتا ہے۔ اضافی رقم کا یہ طالب معاملہ میں صرف بشرط ہوتا ہے (بہانات معاملات اٹالیا اٹالیا ۱۱۷)۔

قانونی طور پر اس کارڈ کی یہی حقیقت ہے۔ چنانچہ یہ ایک متعین مدت کے لئے قرض پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس مدت کے اندر بینک کارڈ ہولڈر سے اضافی رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے بلکہ متعین مدت پر تاخیر کرے میں اضافہ کا مطالبہ کرتا ہے۔

میں بعض اسلامی بینک یہ کارڈ استعمال کرتے ہیں اور اضافی رقم کا نہیں کرتے۔ نہ پہلی متعین مدت پر (مہینہ) اور نہ اس مدت (مہینہ) کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرتے پر، اس میں سودی اضافہ کی شرط بھی نہیں ہوتی، بلکہ عدم ادائیگی کی صورت میں صرف اتنا پایا جاتا ہے کہ کارڈ ہولڈر کو نوٹس دے کر اس سے کارڈ واپس لے لیا جاتا ہے اور اس کی رکنیت ختم کر دی جاتی ہے (حوالہ سابق)۔

یہ بات واضح ہے کہ چارج کارڈ اپنی قانونی حقیقت کے اعتبار سے تاخیر کی صورت میں صاف سود کی ادائیگی کی شرط پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہذا اس شرط کی وجہ سے اس کا استعمال حرام ہے، کیونکہ یہ سودی معاملہ ہے۔ اس لئے اس کی صورتوں سے بحث کرنا غیر مفید ہے۔ یہ تک بحث کا مقصد شرط کی حکم تک پہنچنا ہوتا ہے اور اس میں حکم معلوم ہی ہو چکا ہے۔ اب ہمیں صرف اس چارج کارڈ کی صورت پر غور رہا ہے جس کا بعض اسلامی بینک استعمال کرتے ہیں اور اس میں سودی اضافہ کی شرط نہیں ہوتی ہے۔

مشین کے ذریعہ چارج کارڈ کے استعمال کی صورت

اگر کارڈ ہولڈر کارڈ کا استعمال بینک کی مشین پر کرتا ہے تو وہ قرض لینے والا ہوتا ہے، چاہے رقم کارڈ جاری کرے یا لے بینک کی مشین سے نکالے یا سہ ماہی بینک کی مشین سے، بین دو کارڈ جاری کرے یا لے بینک کا متفرق بن ہوتا ہے اور اس کی مشین سے رقم نکالتا ہے اور دونوں کے درمیان قرض دینے والے اور متفرق بن کا تعلق ہوتا ہے۔ لہذا اگر متعین مدت کے دوران کارڈ ہولڈر وہی کرسی پر آکر رہتا ہے جو اس سے نکالی تھی تو کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر وہی کرسی میں سے نکالی کرتا ہے تو یہ صورت مد میں عام ادائیگی کے معاملہ پر مشتمل ہوگی اور یہ جائز ہے اگر تبادلہ کے دن کے ذخیرے کے حساب سے ہو۔

”اور اگر سہ ماہی بینک کی مشین سے رقم نکالتا ہے تو کارڈ ہولڈر مالک مشین بینک کا متفرق بن اور اسے کارڈ جاری کرے یا لے بینک کی طرف محول کرنے والا ہوگا۔ یہ حوالہ منگی مسک کے مطابق جائز ہے اور چھ متفرق بن کے علاوہ کے دوسرے عائد ہوتا ہو۔“

پھر کارڈ جاری کرے والا بینک (محال علیہ) اگر کارڈ ہولڈر (محال) پر عائد ہونے والا دین ”آکر رہتا ہے تو وہ کارڈ ہولڈر کو قرض دینے والا ہوگا جس کا مطالبہ اس نے بینک سے متعین مدت کے دوران کیا ہے جس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔“

چارچ کارڈ کے ذریعہ سامان کی خریداری کی صورت

اگر کارڈ ہولڈر اس کارڈ کا استعمال تاجر سے سامان کی خریداری میں کرتا ہے تو، وہ سامان کی قیمت کے بدلے تاجر کا قرض وار ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ تاجر کو قیمت لینے کے لئے بینک کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور یہ حوالہ جاری ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، پھر بینک کارڈ ہولڈر کو سامان کی قیمت قرض دینے والا ہو جاتا ہے جب وہ تاجر کو قیمت کی وائنگل کرتا ہے جس کا تقاضا بینک اس سے متعین مدت کے دوران کرتا ہے۔ اس کا تہہ کرد پہلے ہو چکا ہے۔

چارچ کارڈ کی یہی صورت اس وقت ہوتی ہے جب قرض کی وائنگل میں تاخیر پر سودی اضافہ کی شرح سے خالی ہو۔

» اس کے بعد کچھ خطرات باقی رہتے ہیں جن پر انشاء اللہ آئندہ بحث کی جائے گی۔
لہذا چارچ کارڈ کا استعمال جس میں تاخیر کی صورت میں سودی اضافہ کی شرط ہوتی ہے کرینٹ کارڈ کے استعمال کی طرح غیر شرعی ہے، اس کا تہہ کرد میں نے مقالہ کے شروع میں بیان کیا ہے اور اس کے متبادل کا ذکر آگے آ رہا ہے (ملاحظات طحاویہ ۳۵-۳۶)۔

۵۔ مختلف قسم کے کریڈٹ کارڈوں پر شرعی تنقیدیں

ہر قسم کے کارڈ کے استعمال کے شرعی حکم سے متعلق پیش کی گئی آراء:

۱/۵ کریڈٹ کارڈ۔

۲/۵ چارچ کارڈ۔

۳/۵ ڈیبٹ کارڈ۔

۴/۵ پری پمد کارڈ۔

تنقید: کرینٹ کارڈ اور چارچ کارڈ میں وائنگل پر تاخیر کی صورت میں سودی اضافہ کی شرط ہوتی ہے۔ اس پر ایک تنقید یہی ہے کہ یہ دونوں کارڈ سودی اضافہ کے ساتھ قرض پر مشتمل

ہیں، یہی ایک چارٹ ان، دونوں کو روک کرنے اور ان کے متبادل کی تلاش کے لئے کافی ہے۔ متبادل کا ذرا آگے آنا ہے۔

سودی، اضافہ کی شرط سے خالی چارٹ کارڈ اور ڈیٹ کارڈ پر تنقید

۱۔ فیس

الف۔ اثبات یا رکیت کی فیس

ب۔ تجدید کی فیس

ج۔ جلد تجدید کی فیس

د۔ ضائع ہونے والی نوٹ پر کارڈ کے بدلے جانے کی فیس

اگر کارڈ جاری کرے، بلا بینک ان، دونوں قسموں کے کارڈ کی ایک ہی مقدار میں فیس جتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مگر نہ اس پر کوئی موقوفہ ہے، اس لئے کہ یہ کام پر اثبات یا کارڈ اپنی، اس کے متبادل میں کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو، نئی منفعت پر اثبات کے قبیل سے ہوگا (جملہ اعلام اسلامی شماره ۷، ج ۱، ص ۶۳، اعلام اسلام، شمارہ ۱۵، اعلام جہری، بیڑا الکفری کی رائے کے لئے دیکھئے شماره ۷، ج ۱، ص ۶۳-۶۴)۔

یہی، اگر بینک ڈیٹ کارڈ جاری کرے، یہ فیس نہیں لیتا اور چارٹ کارڈ پر فیس لیتا ہے یا چارٹ کارڈ کی فیس ڈیٹ کارڈ سے لیا، دیتا ہے تو ایشیہ ہے کہ چارٹ کارڈ پر بینک جو فیس لے رہا ہے وہ کارڈ ہولڈر کو دیئے گئے قرض پر خفیہ سودی اضافہ ہو۔ اسی لئے سب سے محفوظ راستہ یہ ہے کہ دونوں طرح کے کارڈ کی فیس یکساں ہو۔

۲۔ کمیشن

کارڈ جاری کرنے، بلا بینک کارڈ ہولڈر سے نقد رقم نکالنے پر کمیشن لیتا ہے، چاہے وہ

تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن

سوال: حقیقت میں یہ کمیشن کون سا آتا ہے؟ تاکہ یا کارڈ ہولڈر یا خریدار؟
جواب: اگر تاکہ کارڈ ہولڈر سے بغیر کسی اضافہ کے ان قیمت پر فروخت کرتا ہے جس پر
دوسروں سے فروخت کرتا ہے تو تاکہ کمیشن کی "انگی سامان کی قیمت میں سے کرتا ہے۔"
اور اگر تاکہ دوسروں کے مقابلہ میں کارڈ ہولڈر سے زیادہ قیمت جتا ہے تو وہ کمیشن کارڈ
ہولڈر پر دیتا ہے، اس صورت میں اس کا ادا کرنے والا کارڈ ہولڈر ہوتا ہے۔

میں یہ حکم بعد میں ذکر کروں گا کہ تاجری درحقیقت کمیشن ادا کرتا ہے، اس کی بنیاد اس
تاجروں پر ہے جو تاکہ کو کارڈ ہولڈر سے نقد کی صورت میں فروخت کے بھاؤ سے زیادہ قیمت لینے
سے منع کرتا ہے (مطالعات معاملات المالیہ ۸۳)۔

ڈیپٹ کارڈ کے ذریعہ تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن
یہ کمیشن کبھی تاجر سے اس کا بینک لیتا ہے جب کہ وہ خود واؤچر کی قیمت ادا کرتا ہے اور
کبھی کارڈ جاری کرے۔ بلا بینک لیتا ہے جب کہ دوسروں میں کوئی تاکہ کا بینک نہیں ہوتا۔
اگر کمیشن تاجر کا بینک لیتا ہے تو سامان کی قیمت سو روپے ہوتی ہے تو تاجر کا بینک
دوسرے روپے وضع کرتا ہے اور تاکہ کو اٹھانوے روپے ادا کرتا ہے اور چونکہ تاکہ کا بینک "تہ پیش
کرنے پر تاجر کو اٹھانوے روپے ادا کرتا ہے، پھر وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے حساب
بے باقی کرے کے منسلک کے تحت رقم حاصل کرتا ہے، اس لئے تاکہ کا بینک سو روپے تاکہ سے
واؤچر کو جس کی قیمت سو روپے ہے، اٹھانوے روپے میں اس شرط پر خریدنے والا ہوتا ہے کہ وہ
حساب بے باقی کرتے وقت کارڈ جاری کرنے والے بینک سے سو روپے لے گا۔ چنانچہ وہ کمیشن
میں سے اپنا حصہ وضع کر لیتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والے بینک کو اس کا حصہ دے دیتا ہے۔ یہ
صورت عمل کی کوئی کی اس ممنوع صورت کے مشابہ ہے جس میں سود کا شہ بہوتا ہے۔

”اگر تاجر کے بینک کی شمولیت نہ ہو، کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر کو ملے ہوئے روپیہ میٹن لے گا اس صورت میں ملے ہوئے کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ کی قیمت جو سو روپے ہے، کارڈ ہٹنے کے بلنس سے ادا کرے گا، اب اگر بینک سو روپے ملے سے دو روپے میٹن لیتا ہے تو یہ اس خدمت کے عوض ہے جو وہ تاجر کے لئے پیش کرتا ہے اور یہ دلال کی اجرت کے قریب سے ہے جو جائز ہے، اس میں ملے کی کوئی کاشت نہیں ہوتا ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ تاجر کا بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک کا وکیل ہے، لہذا اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ یا حوالے جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے ساتھ یا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ تاجر کا بینک تاجر کو اپنے ملے ہوئے کیلئے پیش کرتا ہے، پھر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اپنی ادا کی ہوئی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔

اب شہ اس وقت رفع ہو جاتا ہے جب تاجر کا بینک پورے سو روپے تاجر کو ادا کر دے اور جب وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اسے وصول کر لے تو یہ تاجر کا بینک اس سے دو روپے کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

چارج کارڈ کے ذریعہ تاجروں سے سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن

چارج کارڈ کے ذریعہ سامان کی خریداری کی صورت میں کمیشن پر سود کا شہ ہے، اگر تاجر کا بینک تاجر کو سامان کی قیمت ”اگرے“ یا ”مہ“ ادا کرتا ہے، ”کمیشن“ کاٹتا ہے، اس سے کہ وہ تاجر کو اٹھانوے روپے ادا کرتا ہے اور ایک مدت کے بعد کارڈ جاری کرنے والے بینک سے سو روپے لیتا ہے اور یہ ملے کی کوئی کاشت ہے، جیسا کہ ہم نے ڈیپٹ کارڈ سے خریداری کی صورت میں کہا ہے۔

”اگر ادائیگی کا ذمہ کارڈ جاری کرنے والا بینک لیتا ہے اور وہ کمیشن لیتا ہے تو وہ تاجر کے پاس گارنٹی کی خدمت کے مقابلہ میں لیتا ہے، یہ دلالی کی اجرت کے حکم میں ہے جو جائز ہے۔

اس مسئلہ کی فتنی ذمیت یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر تادم سے سورو پے کا ساماں خریدتا ہے اور سورو پے حاصل کرنے کے لئے تادم کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف محول کرتا ہے تو جس وقت تادم کارڈ جاری کرنے والے بینک سے سورو پے کا مطالبہ کرتا ہے اس وقت کارڈ جاری کرنے والے بینک کے لئے جائز ہے کہ اس سے سورو پے کمیشن کے طور پر کاٹ لے اور باقی تادم کو ادا کر دے، اس صورت میں مل کی کٹوتی کا شائبہ نہیں ہوتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے کارڈ ہولڈر سے سو کا مطالبہ اس حکم میں اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ سورو پے بینک کی طرف سے کارڈ ہولڈر کو سامان کی خریداری کے لئے دیا گیا قرض ہے جسے وہ استعمال کر چکا ہے، ہاں بھی کبھی اس کمیشن پر سو کا شائبہ ہوتا ہے جب وہ اس مدت کے اعتبار سے بدل جاتا ہے جس میں تادم کارڈ جاری کرنے والے بینک سے اس کی گلی کا مطالبہ کرتا ہے اور مدت کی زیادتی سے فیصد میں منافع ہو جاتا ہو۔

وہ کمیشن جس کی ادائیگی ممبر بینک عالمی تنظیم کو کرتے ہیں

یہ ایسا کمیشن ہے جس کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے اور تادم بینک بھی متعلق علیہ اور متعین چارٹ کے مطابق کرتے ہیں۔

یہ ان کاموں کے لئے خاص ہوتا ہے جن کے انجام دینے میں عالمی تنظیم رابطے، مراسلات اور حسابات کی بے باقی نیز ممبران کو تنظیم کے مبالغہ چیک کے استعمال کا اہل بنانے کی سطح پر ترقیوں کے رمیوں ۱۰ بلین جی بی (تقارباً ۱۰۰ بلین روپے) مجموعہ ملبرک۔ (الحمد للہ) اسد ۱۲، ۱۳، ۱۴۔

اس صورت کے عوض لے جانے والے کمیشن پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تنظیم اپنا سارا خرچ مختلف صورتوں سے چلا رہی ہے، مثلاً اس کے ہر خریداری پر لی جائے ۱۰ بلین جی بی سے پانچ رقم کا لئے پر لے جانے والے کمیشن سے (الحمد للہ) اسد ۱۲، ۱۳۔

امید ہے کہ ان صورتوں میں شفافیت سے اعتراضات وارد ہوں۔

۳- تاخیر کی صورت میں کارڈ ہولڈر پر تاوان عائد کرنا

تمام سودی بینک کارڈ ہولڈر کے قرض کی ادائیگی میں تاخیر پر ہونے کے حساب سے اضافی سود عائد کرتے ہیں، یہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ بعض ایسے کارڈ ہولڈر پر جو قرض کی ادائیگی میں تاوان لگاتے رہتے ہوں تاوان عائد نہ کرنا بعض فتوؤں کے اعتبار سے جائز ہے بشرطیکہ وہ تاوان کی رقم رہنمی کاموں میں صرف کردی جائے اور بینک اس سے استفادہ نہ کرے (مجموعہ دلائل البرکۃ - نظام الاموال - المجلد الثانیہ، شمارہ ۵۱-۵۲)۔

میری رائے کے مطابق پتاوان اضافی رقم کی ہی طرح ہے، جس کا عائد کرنا جائز نہیں، ہر ایک کاموں میں شریعت کرنے سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

۴- سونے چاندی کی خریداری کے لئے کارڈ کا استعمال

بعض فتوؤں کے مطابق کارڈ کا استعمال سے سونے چاندی کی خریداری ناجائز ہے، یہ امری تاوان سے جائز ہے، ان فتوؤں کی بنیاد اس پر ہے کہ کارڈ ہولڈر کا قرض کارڈ ہولڈر کی ادائیگی کا دوا ہے اس رقم کی ادائیگی کا پتہ دیتا ہے جو تاوان بینک کو ملتا ہے اس سے سونے چاندی کی خریداری کی ضمانت کی شرط پوری ہو جاتی ہے اور اس کی حیثیت بذریعہ بینک ادائیگی کی ہے جو شرعاً جائز ہے (فتویٰ بینک الشریعہ بیٹ انمول الکویت، مجموعہ نظام الاموال، مجموعہ دلائل البرکۃ، المجلد الثانیہ، شمارہ ۴۱، ۴۲)۔

میں اس فتوے سے اتفاق نہیں کرتا، اس لئے کہ شرعاً سونے چاندی کی خریداری میں جو فوریت مطلوب ہے وہ کارڈ سے خریداری پر پوری نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ کارڈ ہولڈر جس وقت کارڈ پیش کرتا ہے اس وقت اسے سوال مل جاتا ہے اور وہ اچھا پہچان کر دیتا ہے تاوان کو قیمت نہیں کرتا ہے "تاوان کو قیمت تاوان بینک دیتا ہے، یا وہ بینک جس نے کارڈ جاری کیا ہے اس وقت جب تاوان اس کے سامنے ایک آپس میں طے شدہ مدت کے بعد دوا چھ پیش کرتا ہے اور تاوان

بینک کی صورت میں یہ مدت اس کے ساتھ حاصل کرنے سے قین اس تک ہوتی ہے جو والد
ماہی ۲۳-۲۴۔

یہ بیت اموال اللہ تعالیٰ کے فتویٰ سے مختلف ہے جس میں تادم بینک کو "تہ پیش کرتے
عی رقم کی "انگلی ہو جاتی ہے۔

اور اگر یہ فتویٰ صحیح بھی ہو کہ تادم بینک "تہ پیش کرتے عی سونے کی قیمت فوراً ادا
کر دیتا ہے تو ایک مجلس میں ماہی قبضہ کی شرط میں پوری ہوتی ہے اس لئے کہ جس مجلس میں
تقاضا کی شرط تحقق ہوا وہ سب ہے "وہ خریداری کی مجلس ہے جس میں کارڈ ہولڈر اور تاجر کے
درمیان سونے کی خرید و فروخت ہوتی ہے، نہ کہ تادم بینک کو "تہ پیش کرنے کی مجلس۔

اور کرڈ کارڈ کو اس بنیاد پر چیک پر قیاس کیا کہ "نوں عی "انگلی کا درمیان ہیں،
قیس مع القاریق ہے، چونکہ بینک فی الحال "انگلی کا درمیان ہے، لہذا اس پر قبضہ ہوا عی رقم پر قبضہ
ہوا ہے "درمیان کارڈ ہولڈر میں "انگلی کا درمیان ہے، اس لئے کہ تادم کو اپنے فروخت کردہ سونے
کی قیمت ایک مدت کے بعد عی مل سکے گی اور یہی پہلو شرعی طور پر قابل اعتراض ہے۔

بذریعہ کارڈ سونے چاندی کی خریداری کی گنجائش

بذریعہ کارڈ سونے چاندی کی خریداری اس وقت ممکن ہے جب کارڈ ہولڈر تادم سے یہ
مطالبہ کرے کہ وہ اسے سونے اور چاندی کی ایک مقدار قرض دے دے اور "تہ پر قرض کو کٹھ
دے۔ چونکہ کارڈ جاری کرے "لے بینک کارڈ ہولڈر "تادم کے درمیان تعلق حوالہ کا ہے اس
لئے کارڈ ہولڈر جس لے تادم سے سوا قرض یا ہے اس صورت میں تادم کا مقترض ہو جائے گا جو
اس کو پہلے "کرے گے طریقہ کے مطابق کارڈ جاری کرنے "لے بینک کی طرف محمول کر دے گا،
جب تادم "انگلی کے مطالبہ کے لئے بینک کو "تہ پیش کرے گا تو بینک کے پاس سوا ہوگا تو وہ
سو سے "انگلی کر دے گا اور اس کے پاس سوا نہیں ہوگا تو تادم کے ساتھ آپسی اتفاق سے

ہوائی کے دن کے سونے کے نرخ سے نہ کہ قرض کے دن کے حساب سے ہوائی کی کرنسی کا تعین کر لے گا، اسی طریقہ پر جس کا تذکرہ میں نے کارڈ ہولڈر کے ذریعہ کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ دوسرے بینک کی مشین سے نقد رقم نکالنے کی صورت میں کیا ہے (دیکھئے حوالہ سابق ۱۱)۔

۵۔ کارڈ کے استعمال کے سلسلے میں کارڈ ہولڈر کی آزادی

یہ معلوم ہے کارڈ ہولڈر کارڈ کے استعمال میں آزاد ہے، جہاں چاہے استعمال کرے اور بعض کارڈ ہولڈر کارڈ کا ایسا استعمال کرتے ہیں جس کو اسلامی شریعت ممنوع قرار دیتی ہے مثلاً شراب کی خریداری کرنا، ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والے بینک کا موقف یہ ہوگا کہ بعض بینکوں نے اس کا ایک صحیح عمل یہ بتایا ہے کہ کارڈ کی شرائط میں اس کی صورت کو دیکھتے ہیں کہ اگر کارڈ ہولڈر اس کا غلط استعمال کرتا ہے تو بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے فائدہ مند کرے خاص طور سے اس وقت جب اسے ایسی خدمات، کام اور اشیاء کی خریداری کے لئے استعمال کیا جائے جو شریعت اسلامیہ کے منافی ہوں۔

اس میں اس صورت کا اضافہ کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ وہ چھ کی قیمت ادا کرنے کا پابند بینک نہیں ہوگا۔

ہر طرح کے ریڈیٹ کارڈ کے استعمال سے متعلق ظاہر کی گئی آراء کے درمیان ترجیح اور شرعی رائے کا خلاصہ:

۱/۶ ریڈیٹ کارڈ

۲/۶ چارج کارڈ

۳/۶ ڈیبٹ کارڈ

۴/۶ سمرے کارڈ

یہ بات واضح ہوئی کہ ایسے ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے ذریعہ جو سود سے پاک

ہوں ان احکام کی پابندی کرتے ہوئے جن کا پہلے تذکرہ ہو لیکن دین کرنا شرعاً جائز ہے۔
جہاں تک سود پر مشتمل کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے استعمال کا تعلق ہے تو وہ جائز
نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا متبادل

(ڈاکٹر محمد علی اعظمی نے اس کارڈ کا متبادل پیش کیا ہے جو اسے ”مردھو کارڈ“ کا نام دیا ہے مجھے اس سے
اتفاق نہیں ہے چونکہ میں نے کسی عالم کو اس سے اتفاق کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ
کریڈٹ کارڈ ہولڈر اپنی ضروریات کا سامان، خدمات اور نقد رقم اس کے ذریعہ
حاصل کر سکتا ہے، اس کی قیمت اسے فوراً نقد نہیں آتی رہتی ہوتی ہے، اس لئے کہ قیمت کارڈ جاری
کرنے والا بینک آگرتا ہے، مردھو کارڈ ہولڈر پر قرضیت اجاڑتا ہے جو وہ اس سے قطعاً درموصول کرتا
ہے، اس پر انسانی سود بھی لگتا ہے جو اس معاملہ سے اس کی ماننی ہے، یہ خیر شرعی ماننی ہے، تو یا
کوئی یہاں متبادل ہے جو مردھو کارڈ ہولڈر، مردھو کارڈ جاری کرنے والے کے دو مقاصد پورے کرے جو
کریڈٹ کارڈ کرتا ہے؟

ہاں! ایسا متبادل موجود ہے جو کارڈ ہولڈر کو فوراً قیمت، اسے بغیر سامان کی خریداری کی
سہولیات فراہم کرتا ہے، مردھو کارڈ جاری کرے، اسے کو مردھو کارڈ ہولڈر کے ساتھ معاملہ کرنے میں چار
نفع پہنچاتا ہے۔

یہ متبادل ہے قسط وار فروخت کا کارڈ: یہ اس طرح ہوگا کہ کوئی اسلامی بینک یا ایک
ساتھ تمام اسلامی بینک قسط وار فروخت کی مندیاں قائم کریں جن کے یا تو وہ پوری طرح مالک
ہوں یا وہ ان میں کسی ادارے یا تاجر کے شراکت دار ہوں، اس سے کارڈ ہولڈر جو چاہے قسط وار
خرید کر سکے، اس معاملہ سے بینک کو جو حال فائدہ ملے گا وہ سامان کی نقد قیمت اور اسے خرید قیمت کے
درمیان کا فرق ہوگا۔ یہ اضافہ جمہور متبائن کے نزدیک جائز ہے۔ اس لئے کہ بیع میں مدت خمس کا

ایک حصہ ہے۔ مخالف قرض کے۔ اسی لئے یہ متبادل کاربانقد رقم نکالنے کے لئے درست نہ ہوگا۔
یہ متبادل پائے تکمیل کو پہنچ جائے اگر سارے اسلامی بینک ویرا تنظیم وغیرہ سے مدد
رہے لی بجائے اپنی ایک مخصوص تنظیم (املائی تنظیم) بنائیں۔ اس کے اپنے اصول و قوانین
ہوں، اس میں تمام املائی بینکوں کی شمولیت ہو اور یہ اپنا خاص کارڈ جاری کرے۔
توفیق دینے والا اور اور است کی رہنمائی کرنے والا اللہ ہی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی حقیقت، اس کی اقسام اور شرعی حکم

شیخ محمد مختار سامی *

یہ صورت معاملہ جو تانکیز حد تک پہنچی ہوئی معرفت انسانی کی پیداوار ہے جس نے دور دراز کے فاصلے مٹا دیے اور انسان کو تمام زمینی رکاوٹوں پر غلبہ عطا کر کے گویا پورے روئے زمین کو یک یوم میں تبدیل کر دیا۔ یہاں اعتبار اب کی دین ہے کہ اب سے پہلے بعض مسائل میں وحدت مکاں سے متعلق عامہ کی حائے مہل شیطانی طرح قرب بعد کا تصور اور اس پر مرتب ہوئے مختلف انتظام بھی تسر تبدیل ہو گئے۔ لیکن دین معاملات کے بعض رکاب شرط پر اس کا غیر معمولی اثر پڑا ہے۔ فاصلوں کے باوجود اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارے عقود و معاملات ایک ہی جگہ طے پا رہے ہیں۔

پیش نظر موصوع کے تین بنیادی عناصر ہیں:

۱۔ کارڈ کی حقیقت: اس کی اقسام، اس کی قانونی حیثیت اور امرے کارڈ سے اس کا تیار۔

ب۔ کارڈ کے استعمال سے پیدا شدہ مندرجہ ذیل تعلقات کی نوعیت:

۱۔ کارڈ جاری کرنے والے اور کارڈ ہولڈر کے مابین تعلق۔

۲۔ کارڈ جاری کرنے والے اور تاجر کے مابین تعلق۔

۳۔ کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین تعلق۔

* مفتی اعظم تونس۔

ج۔ کریڈٹ کارڈ کے ناجائز استعمال سے متعلق سول اور تعزیریاتی جواب دی۔

زیادہ بہتر ہوگا کہ ایک تمہید کے ذریعہ اہم پہلوؤں کی وضاحت فراموش نہ کی جائے:

۱۔ کارڈ دراصل موجودہ دور کی اس تہذیب کی دین ہے جس نے ماضی قریب کی صدیوں میں دنیا کی باگ ڈور سنبھالی ہے۔ اس نے شخصی منافع کو مقدم رکھا ہے۔ "رہاں کوٹھل" "میرا نام نہانہ" کے نام پر کام انجام دیا ہے۔ یونکہ انسان ہی اس کے راکٹ "ویک" ہو چکا ہے جس کے راکٹ "میرا" کی گھومتی ہے اور یہ فعالیت کی انتہا ہے۔ اس کے پیش نظر ریاں "مستحق" کا یہ نظریہ ہے کہ انسان کوٹھل کے لئے آرزو چھوڑے، اس نظر یہ نے اس کو انسانی اور اقتصادی نظاموں میں ایک لازمی مقام عطا کیا ہے۔

انسانوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنی سیاست اور فہانت کا استعمال کر کے بہت منافع اٹھایا ہے، اور اقتصادیات کو اپنے ذاتی منافع کا تابع بنایا۔ یہ لوگ اپنے اکتھے سے ہوئے ماں "دہشت پر مبنی ہیں۔ دوسری طرف سرمایہ دارانہ حصہ بڑھتی چلی جارہی ہے اور شخص دولت مند بنی اس حد تک بڑھتی ہے کہ یہ بڑے المیہ اثرات کا سرمایہ بخش ملکوں کے بہت سے بڑے کر ہے۔

۲۔ دولت کی یہ کثرت اور اس کی بڑھتی ہوئی تحریک دو ذرائع سے وجود میں آئی

ہے:

۱۔ ان مین برائے عظیم مہیوں کے ذریعہ جو اپنی عظیم اقتصادی طاقت کی بنا پر ملکوں کی سیاست پر حاوی ہو چکی ہیں، یہ ان پر اپنے منافع کے لئے سرمایہ کو مارکیٹ پر مزید اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہی ہیں تاکہ بار بار پر ان کا رونا نہ ہو جائے، ان کے قدم جم جائیں، پیچھے ہٹیں اور ان کو پورے غلبہ حاصل ہو جائے اور کائنات کے تمام مال اسباب ان کے زیر دست آجائیں۔

۲۔ مال کو ذخیرہ اندوزی سے صرف کی طرف منتقل کرنے کے لئے امر اور معاشرہ پر اثر مہربان کی کوشش۔ لہذا انہوں نے اس فی پوری پوری کوشش کی کہ عظیم الشان اقتصادی

تحریک برہم ترقی کے راستہ پر گامزن رہے اور کمپنیاں اپنی مصنوعات بازار میں لاتی رہیں۔ سہی
 تجزیوں نے لوگوں پر ایسا نشہ جاری کر دیا کہ دوش و برت، جاہست و زمال کے مابین فرق نہ رہا
 بھول گئے، بازار میں جوئی چیز بھی آتی اس پر ٹوٹ پڑے، خریدتے جاتے ہیں خریدتے جاتے
 ہیں، اگرچہ اس کا مالی بھت اس کی اجازت نہ دیتا ہو، سرمایہ دارانہ قوت جو کہ مساں کی فکر و
 صحت سے تیار و رد تمام موجود اشیاء پر اپنا تسلط جمائے ہوئے ہے۔ آئندہ وجود میں آنے والی
 چیزوں کو بھی نکل جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لہذا مستقبل میں ان کی محنتوں کے نتائج اس کے
 ماتھے میں ہوں گے۔ مزید برآں، متوجہ طبقے غلام بن چنے کے، جو خود کو آزاد سمجھتے ہیں، سرمایہ
 دارانہ طاقت صرف بل بوتہ پر پیداوار کی طاقتوں ہی پر قابض نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ
 وہاں بھی۔ حال، یہ مستقبل میں مساں کی محنتوں پر بھی قابض ہے۔ سرمایہ دارانہ سماج
 اس کے بدلے ساز و سامان خرید لیا، انہوں نے مزید درود و غم کو لگے لگا لیا جس سے لاعلاج
 بیماریاں، امراض پیدا ہوئے۔ مستقبل میں انسان کو غلام بنانے اور اس کی اپنی کمائی ہونی، دولت پر
 اس کے ماتھے میں آئے سے پہلے قبضہ کر لینے کی، اندھ صورت یہ تھی کہ قرض لین، بین کو زیادہ سے
 زیادہ آسان کیا جائے۔

انہوں نے سفر و حضر میں گھر، گاڑی، ساز و سامان، دوسری ضروری چیزیں اور زینب
 و رحمت کے سامان تسلیوں پر فرحت کرنا شروع کیا یہاں تک کہ چھینوں میں تغریغ مٹانے کا بھی
 مالی قاعدہ اٹھایا گیا۔ سرمایہ نے اپنی، دونوں دھاروں سے انسانی سرمایہ کو ذبح کر دیا، ایک طرف
 اس سے سامان فرحت کر کے نفع حاصل کیا، دوسری طرف تاثیر کی صورت میں سو بھی بھوں
 کیا، پھر اس مہیوں کو مظلوم ہوا کہ شرف کرنے کی کارروایاں حقیقی آسان ہوں لیکن ان کی دولت کا
 دائرہ تنہی برہمے گا۔ یہ ایک بڑی بات ہے جسے ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ نقد شرف کرنے
 و برہم ریمہ چیک شرف کرنے میں یہ فرق ہے۔

چیک و رین سٹامپر ات نے جس پر آتی انسانی معاملات منحصر ہیں، شرف کو آسان بنا

دیہ ہے، پہلے مزدور نقد پاتا تھا تو اسے تار کرتا تھا، اسے، بچہ کے خوش ہوتا، اپنے پٹے میں سب سے محفوظ جگہ پر اس کو رختا، دہری بی بار اس کو گنتا اور سب بھی وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا تو دیکھتے کہ کتنا بچا، رکتا شریع ہو گیا، اس سے نقد رقم سے اس کی تربیت، اس کی محبت اور اس کی قدر میں اضافہ ہوتا، بین اب نقد لی جگہ ٹیک نے لے لی جس کی وجہ سے صاحب مال کے دل میں مال کی قدر، ہیبت نہ رہی اور اس کا شریعہ اس کے لئے آسان ہو گیا۔ شریعہ دہری کے نتائج اقتصادی قوت و کمزوری کا معیار ہیں۔ یہ ٹپنی کے مالکان بہ ہفتہ، دہری کے تار پتہ حاکم، کا حساب لگاتے ہیں، وہ اس سے پتہ لگاتے ہیں کہ معیشت محفوظ ہے اور ترقی کر رہی ہے یا پچھ ہمارے میں ہے، ہر سے بحال لاحق ہے۔ میرے دور، ایک ریسرچسٹریٹ کارا کا جو بیہ یہ مددی کے رافع خیمے میں معروض ہو، میں آیا، پانا خرک بھی ہے، اس نے اس وقت کی حیرت انگیز ترقی یافتہ، لکنہ، ایک یہودیت میں نہایت تیز رفتار اصلاحات سے فائدہ اٹھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے منت پیہو بھی ہیں جو معاشی طور پر ترقی یافتہ ممالک، رنید ترقی یافتہ یافتہ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے، ممالک کے درمیان، درجہ میں یکساں نہیں ہیں۔

اس تمہید سے میرا مقصد کریڈٹ کارڈ کے استعمال سے ڈرانا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں کہ دوامت مسلمہ کی ایسی تربیت کریں جس سے امت اپنے ذہن کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ ایسی تربیت جو عقل کو اپیل کرتی ہے نہ کہ جذبات کو، ایسی تربیت جو فہم واری کا احساس دلاتی ہے اور اسے کل اور فضول فرچی سے بچا کر درمیانی راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی تعریف: یہ لفظوں سے مرکب ہے، "کارڈ" اور "کریڈٹ" یہ کارڈ پائرنک کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس کی چند عالمی متعلقات خصوصیات ہیں۔ یہ چنے جاری کرے، "لے مختلف" اور مل کے درمیان قدر مشترک کے طور پر ہوتا ہے۔ یہ خصوصیات اس بات کی ضمانت ہوتی ہیں کہ کارڈ پر دہری طرح محفوظ رہے گا، نہ اس کی جعلی کاپی تیار لی جائے گی اور نہ

اس کی تفصیلات کے ساتھ جھینڑ چھاز کی جاسکتی ہے۔

اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ اگلے حصہ پر مندرجہ ذیل تفصیلات ہوتی ہیں:

نام اور جاری کرنے والے ادارے کا سہ تو نام، اس عالمی ادارہ کا نام اور مودو گرام جس کے اصول وضو اہل کارڈ پابند ہو چکے ہیں، ایسا امریکن ایکسپریس وغیرہ، کارڈ کا نمبر جو عرفی طور پر سولہ نمبروں سے مرکب ہوتا ہے۔ صاحب کارڈ کا نام، مدت کارڈ ختم ہونے کی تاریخ۔

اس کے پیچھے حصہ پر مندرجہ ذیل تفصیلات ہوتی ہیں:

ایک ایسا متنازعہ سی ٹیپ ہوتا ہے جس میں صاحب کارڈ کی تمام خصوصیات مندرجہ ہوتی ہیں۔ اس کے استعمال کی متعین حد مذکور ہوتی ہے۔ صاحب کارڈ کے تحت کے لئے مخصوص ٹیپ ہوتا ہے، صاحب کارڈ کے تحت کے لئے مخصوص ٹیپ پر کارڈ کا نمبر چھپا ہوتا ہے۔ ایک ایسی علامت ہوتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب کارڈ کارڈ کو استعمال کر کے نواری بند پر اس کیش مشینوں سے فن کی علامت عید میں ہو جو اس کارڈ کی ہے، اپنی مطلوبہ رقم نکال سکتا ہے، کارڈ جاری کرے گا، الے بینک کی مخصوص قانونی مدت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارڈ بینک کی ملکیت ہے اور ملنے پر جاری کرنے والے ادارہ کو اسے لوٹانا ضروری ہے۔

جہاں تک کہ اتمان (کریڈٹ) کا تعلق ہے تو اس کا نہ پوشہ نقد تعالیٰ کا یزمان ہے:

”فان امن بعصکم بعضاً فلیؤد الدی اوتمن امانتہ“۔

شیخ ابن عاشور کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص کی امانت پر بھروسہ کرے (القریۃ المشرقیہ ۱۳۳۳)۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدو نے کریڈٹ کارڈ کی تعریف یہی ہے:

”یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے کارڈ جاری کرنے والا (بینک) اصلی یا اعتباری شخص (کارڈ ہولڈر) کو آپس میں طے شدہ ایک معلوم دلی بنیا پر حوالہ کرتا ہے، یہ دستاویز کارڈ ہولڈر کو نور قیمت والے بغیر ان مائدہ میں سے سامان کی خریداری یا خدمات حاصل کرنے پر قادر بناتی

ہے جو اس دستاویز پر اعتماد کرتے ہیں، اس لئے کہ قیمت کی اور اسٹکی بینک کی ذمہ داری ہو جاتی ہے، اس صورت میں قیمت کی "اسٹکی بینک کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے۔ پھر بینک و درقم کارڈ ہولڈر سے ایک متعین مدت میں وصول کر لیتا ہے۔ کچھ بینک ایسے ہیں جو مطالبہ کی متعین مدت گزرنے کے بعد یہ "اردہ مجموعی بیلنس پر سود عائد کرتے ہیں اور کچھ سود عائد نہیں کرتے، (جلد الجمع عدد ۱۳۵ ج ۱ ص ۶۷۸)۔

حد و فقہ اکیڈمی نے اس قدر اردو سے پہلے اسی سے ملتا جلتا ایک فیصلہ کیا تھا جس میں یہ ضابطہ تھا "اس دستاویز کی ایک قسم وہ ہے جس کے ذریعہ بینکوں سے نقد روپے نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ کارڈ تاجر کو یہ اختیار انعام کرتا ہے کہ اس کے واسطے سے اس نے جو کچھ بھی صاحب کارڈ سے فرمست کیا ہے اس کی قیمت کی "اسٹکی ہو جائے گی۔ یہ تعریف ضابطہ کی تعبیر کے مطابق اس کارڈ کی تمام اقسام کو محیط نہیں ہے۔ بلکہ نقد کارڈ جاری کرنے والے اداروں کے پے تصور کے اعتبار سے شراط میں مختلف ہوتا رہتا ہے، اسی وجہ سے کارڈ کی مختلف اقسام کے درمیان بھی فرق واقع ہو جاتا ہے۔

اس کی تعریف اس وقت واضح ہو جائے گی جب اس کارڈ کا استعمال کرنے والے مختلف فریقوں کا ذکر کیا جائے گا اور ان میں سے ہر فریق کے حقوق و فرائض میں اس سلسلہ میں شرعی احکام مضبوط کئے جائیں گے۔

مذکورہ کارڈ استعمال کرنے والے متعدد فریق

۱۔ مرکزی ادارہ

یہ "اردہ ہے جو اس کارڈ کے جاری کرنے والے تمام اداروں کے درمیان مشترک حد میں اس کارڈ کے "ریجیٹریشن" کا طریقہ وضع کرتا ہے۔ سالانہ ریشٹہ اک "ر کے کوئی بھی خواہش مند بینک اس میں شامل ہو سکتا ہے، پہلے یہ رقم تین ماہ پر "دلی جاتی تھی، لیکن یہ اب

ہم مہیے اور فی ہوتی ہے۔ اس کا اردو کی سب سے بڑی آمدنی دو چاند۔ میں جو مہینوں اور ٹینگوں کی طرف سے اسے دے دیتے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد نفع مانا نہیں بلکہ سرف اپنے اراجات پورے رہتا ہے، اس کا ایک مقصد ترقی کے لئے مالی وراثت پیدا کرنا، یہی مکمل لوگوں کو منظر عام پر لانا، سر ہن فراموشی کے ذمہ داروں اور یہ ہزاروں کو تربیت دینے اور انہیں فنی وسائل سے متعارف کرانے کے لئے میدان منعقد رہا ہے۔

۲- بینک

یہ وہ مالی ادارہ ہے جس کی شراکت مذکورہ ذریعہ "اردو" اور "امریکن یکسپریس" "ماس کارڈ" دیکھ دیکھ ہوتی ہے اور یہ اپنے گاہک کو وہ کارڈ دیتا ہے جس کے ذریعہ وہ ان لوگوں سے معاملہ کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے جو اسے تسلیم کرتے ہیں۔

اس کارڈ کے سپرد کرنے کا نتیجہ

صاحب کارڈ اگر اسے استعمال کرتے رہے اور یہی رہتا ہے یا دوسری حد تک حاصل کرتا ہے یہ نقد رقم نکالتا ہے تو من تمام قوم کی "انٹلی بینک" کی ذمہ داری ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کے پاس اس بینک کا کریڈٹ کارڈ ہے۔ کارڈ کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔

۳- ماسجر بینک

یہ بینک من ماسجر، بیوٹوں اور من مہیوں کا دائرہ وسیع کرنے کی جدوجہد کرتا ہے جو اس کارڈ کے ذریعہ معاملات کو قبول کرتے ہیں۔

یہ کارڈ کا استعمال کرنے والوں کو ایسی ایک مشین دیتا ہے جس سے ضرورت کے وقت کارڈ کی تفصیلات معلوم کی جاسکتی ہیں اور اسے جاری کرنے والے بینک سے رابطہ کیا جاسکتا ہے، اسی طرح یہ کارڈ ہولڈر کے دستخط اور کاغذات کو من میں اس کے ذمہ دار قوم کا اندراج ہوتا ہے، قبول کرتا ہے۔

۴- کارڈ ہولڈر

وہ شخص جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کو کارڈ جاری کرنے کی درخواست دیتا ہے، اگر بینک اتفاق کرتا ہے تو اس نوٹ کا کارڈ جاری کر دیتا ہے جس کے متعلق دونوں کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے۔ یہ کارڈ ہولڈر ہی اصل محور ہے۔ یہ نظام بنائی ان کے لئے ہے کہ اس کے سے شرف کرنے کا کام آسان بنایا جائے۔

۵- خرچ کا دائرہ

یہ کارڈ اپنے حامل کو ان تجارتی مراکز سے سامان کی خریداری کا موقع فراہم کرتا ہے جو اسے رقم کی ادائیگی کا ذریعہ تسلیم کرتے ہیں نیز اس کے ذریعہ ہوتی جہازوں کے ٹکٹ اور اسی طرح وسائل نقل و حمل کی نیز یہ ادائیگی بھی اجازت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ ہولڈر ریستوران میں قیام کرے، ہال ہوٹل کا مل بھی ادا کر سکتا ہے۔

کارڈ ہولڈر اس کارڈ کا استعمال کر کے کارڈ جاری کرنے والے بینک سے یا صرف اس سے مرہطہ ایجنٹ ایک مشینوں سے یا پھر متعدد بینکوں سے جن میں سے ایک کارڈ جاری کرنے والا بینک بھی ہے، رقم بھی نکال سکتا ہے۔ اس کی صراحت کارڈ میں ہوتی ہے۔

مذکورہ کارڈ کے استعمال کا طریقہ

کارڈ ہولڈر یہ کارڈ اس فریق کو پیش کرتا ہے جس سے اس کا معاملہ ہوتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ مطلوبہ رقم کی ادائیگی ہو سکے، فریق معاملہ کوئی بھی ہو سکتا ہے، ہٹل، ریستورانز، ریستوران وغیرہ۔

رقم کا مستحق فریق بطور احتیاط کارڈ کی چیکنگ کرتا ہے کہ اس کی مدت کار کیا ہے، اس کے حامل کی شناخت کیا ہے اور یہ کہ جو رقم اس پر عائد ہوتی ہے وہ کارڈ میں موجود مقدار سے متجاوز تو نہیں ہے۔ اگر متجاوز ہے تو دوبارہ بینک سے رابطہ کرتا ہے تاکہ اگر وہ چاہے تو اجازت دے اور

بصورتِ تجارہ معاملہ ہو جائے اور اگر وہ اجازت نہیں دیتا ہے تو معاملہ نہیں ہوتا۔ پھر وہ کارڈ ہولڈر کو ایک فارم دیتا ہے جس کی تین کاپیاں ہوتی ہیں۔ ان میں اس کے ذمہ عائد رقم کا عدد اور الفاظ میں اندراج ہوتا ہے۔ کارڈ ہولڈر اس پر دستخط کرتا ہے اور اس کی ایک کاپی لے لیتا ہے اور ایک کاپی تاجر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

پھر تاجر قیسری کاپی لے کر تجارتی بینک جاتا ہے اگر وہ کارڈ کے اس نظام میں تجارتی بینک کے واسطے سے شامل ہوتا ہے ورنہ وہ براہِ راست کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس جاتا ہے۔ مل ٹیشن کرتے ہی اس کی رقم کی اسٹیٹنگ ہو جاتی ہے اور اس کی قیمت سے یہ متعین تناسب جو عموماً چار فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا، وضع کر یا جاتا ہے۔ پھر تجارتی بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک سے وہ رقم حاصل کر لیتا ہے جو اس نے تاجر کو دی ہوئی ہے پھر وہ دونوں اس وضع کردہ رقم کو آپس میں اپنے درمیان طے شدہ تناسب سے تقسیم کر لیتے ہیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ صاحب کارڈ نقد رقم بھی لے سکتا ہے، اگر اس کے کارڈ کو یہ خصوصیت حاصل ہو چناں چہ اس کے لئے مبادی کارڈ جاری کرنے والے بینک میں جائے گا پھر اس کی مبالغہ میں جائے گا تاکہ وہ مطلوبہ رقم بیل سٹ یا پھر بینک کی انکم اکاؤنٹ میں سے نکل لے گا۔ رقم نکالنے پر کارڈ استعمال کرے کی تمام شرائط کارڈ کے پیچھے حصہ میں درج ہوتی ہیں۔

کارڈ کی قسمیں

کارڈ ہولڈر اپنا کارڈ خدمات پیش کرنے والے کو چیک کرنے کے لئے دیتا ہے پھر جب وہ اس کارڈ کو اسٹیٹنگ کا وسیلہ تسلیم کر لیتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ کارڈ کی نوعیت، کچھ لے، اس لئے کہ کارڈ کی مختلف انواع رائج ہیں۔ یہ نوعیت صاحب کارڈ کی بینک میں جمع شدہ پیش سے متعلق ہوتی ہے جو یا تو اس کے لین دین کے لئے کافی ہوتی ہے یا کافی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس کی خریداری کے بدلہ جو رقم بینک ادا کرتا ہے اس کی واپسی برمیڈ کے کارڈ میں اس پر لازم ہوتی ہے اور بینک اس کو باخبر کر دیتا ہے کہ اس نے کتنا خرچ کیا ہے، پھر اسے اختیار

ہوتا ہے کہ چاہے رقم یکمشت جمع کرے یا پھر تاجروں کی صورت میں اس پر پورے سود اور اسے جو قرض کی رقم کی ادائیگی کے لحاظ سے کم ہوتا رہے گا۔

پہلی قسم - ڈیٹ کارڈ

یہ کارڈ ہولڈر کو اس وقت ملتا ہے جب وہ مالی ادارہ میں اقبال جمع کرویتا ہے جتنا اس کارڈ کے درمیان سے خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس قسم کے کارڈ کا استعمال روایتی بینکوں میں بہت کم ہوتا ہے اگرچہ "ماڈرن" اداروں میں اس کا چلن بہت عام ہے۔ یہ اس لئے کہ مختلف طرح کے کارڈ کو روایتی بینک کا مقصد یہ ہے کہ صارفین کے لئے قرض لیما آسان بنا دیا جائے جس سے وہ زیادہ سے زیادہ خرچ کریں۔ مگر دوسری طرف قرض دینے والے کو تاخیر کی صورت میں مزید رقم وصول کرنے کا موقع فراہم ہو جائے نیز اس لئے بھی تاکہ، یا کارڈ ہولڈر اس کی پیروی سے بڑھ جائے اور بالآخر وہ پوری طرح مالی اور تجارتی اداروں کے پاس بری ریکورڈ بن جائے۔

ڈیٹ کارڈ جاری کرنے والے فریق "اس کے حامل کے درمیان تعلق کی نوعیت یہ تعلق مفید ہوتا ہے، چنانچہ صاحب کارڈ بینک کو اس کا کیل بناتا ہے کہ جیسے ہی کوئی اس کے سامنے اس کے خرچے کے گئے سامان یا اس کی حاصل کردہ خدمت کے بدلہ میں اس کی طرف سے دستخط شدہ دستاویز پیش کرے وہ اس کو قیمت کی "ادائیگی" کرے، قیمت کی یہ "ادائیگی" بینک اپنے پاس موجود کارڈ ہولڈر کے بیلنس سے کرتا ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے بینک "کارڈ ہولڈر سے سامان فروخت کرنے والے یا اس کو سروس فراہم کرنے والے تاجر کے درمیان تعلق کی نوعیت تاجر یا خدمات پیش کرنے والا کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو اس رقم کا ضامن سمجھتے ہیں جو صاحب کارڈ پر عائد ہوتی ہے۔

لہذا یہ عقد کفالت ہے۔ یعنی تاتہ کو اطمینان ہوتا ہے کہ بینک اس کی مطلوبہ رقم ادا کرے گا۔
۱۰ روپیہ اس کا مددگار ہے۔

اسی طرح بینک کا کارڈ ہولڈر کی طرف سے بحال مایہ (۱۰ روپیہ) کارڈ پر پاتا ہے، یعنی اس صورت معاملہ کے تین فریق ہوئے (۱) صرف قرض دینے والا یعنی تاتہ یا خدمت پیش کرنے والا (۲) قرض دینے والا مقررہ شخص یعنی کارڈ ہولڈر جو کہ تاتہ یا خدمت پیش کرنے والے کا مقررہ شخص ہے اور حقیقت میں کارڈ جاری کرنے والے اور قرض دینے والا ہے، کیونکہ اس نے اپنے اپنے عائد رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر رکھی ہے۔ (۳) صرف مقررہ شخص یعنی کہ وہ بینک جس نے کارڈ جاری کیا ہے، کیونکہ یہ اپنے پاس کارڈ ہولڈر کی جمع شدہ رقم کی وجہ سے اس کا مقررہ شخص ہے۔

جب ہم اسے ان تعلقات کی چھان بین کی اور ان میں عقد اسلامی کے معروف عقود کی صورتوں پر منطبق کرنا چاہا تو ہمیں معلوم ہوا کہ کارڈ جاری کرنے والے بینک سے کارڈ ہولڈر کے تعلق پر غور کیا جائے گا تو کارڈ ہولڈر کو کارڈ ملنا جائے گا۔ ہم نے یہ بھی پایا کہ رقم جمع کرنے کی شرطوں کے مطابق بینک پر لازم ہوا کہ وہ ان دنوں کے درمیان منشیہ دستاویزات کی روشنی میں کارڈ ہولڈر کو اس کے بیلنس سے مطلوبہ رقم ادا کرے۔ ایسی صورت میں ہم کارڈ جاری کرنے والے فریق کو بیلنس سے ملے گی۔ تاہم کارڈ ہولڈر کے لیے اسے بحال علیہ بھی قرارے سکتے ہیں۔

چونکہ کبھی کبھی کارڈ ہولڈر کے مددگار قرض بینک میں اس کی جمع شدہ رقم کے مددگار کسی دوسری نرسی میں ہوتے ہیں، مثلاً اس صورت میں جب شریہ داری کا عمل بیلنس کی نرسی کی بجائے کسی دوسری نرسی میں ہوا ہو، لہذا اس کو امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد کے مسلک کے مطابق حلال قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ ان امر کرام کی شرائط کے مطابق حوالہ میں اتحاد جنس ضروری ہے۔ جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو اگرچہ یہ دھرم سے دینار اور دینار سے دھرم کے حوالہ کی اجازت دیتے ہیں (ایک کرنسی کا دوسری کرنسی سے تبادلہ بھی اسی کے مثل ہے) لیکن وہ یہ شرط

بھی عائد کرتے ہیں کہ تبادلہ کے شرائط کی رعایت ضروری ہے۔ چنانچہ محال اور محال مدیہ قبضہ سے پہلے الگ نہیں ہوں گے۔ یہ شرط درحقیقت یہاں متحقق نہیں رہی ہے۔

لہذا ان تعلقات کو نکال کر اردوینے سے معاملہ درست قرار پائے گا، ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والا فنڈیشن، اپنے والے یعنی تاجر کو زرہ سے نکال کر قرض ادا کرے گا اور کارڈ ہولڈر کے ذمہ تبادلہ کے وقت کے حساب سے اس رقم کا اندراج کرے گا جو کارڈ ہولڈر نے اپنے بیلنس سے لی ہے۔ چونکہ وکیل کو یہ حق ہے کہ اپنے موکل کی طرف سے تبادلہ کرے جیسے کہ سے یہ حق حاصل ہے کہ زرہ نے نکال دے مظلوم پر رقم کی ادائیگی کرے۔

تجارتی بینک، کارڈ جاری کرنے والے بینک اور تاجر کے درمیان تعلق کی نوعیت

ابھی جو صورت ہم نے ذکر کی ہے وہ اس وقت پیش آتی ہے جب تاجر برادر راست کارڈ جاری کرے "لے بینک میں جائے "مراسم بہت کم ہوتا ہے، چونکہ معاہدات کی صورتوں میں قارض اس تجارتی بینک سے رجوع کرتا ہے جو کارڈ جاری کرنے والے زرہ سے بڑھ کر خاص طور سے بڑے شہروں میں پروکرا کر رہا کرتا ہے۔

یہی صورت اس وقت بھی پیش آتی ہے جب کارڈ کا استعمال ملکی حدود سے باہر نکل کر یہ جاتا ہے، چنانچہ جب کارڈ ہولڈر بہارستان کے کسی شہر یا کسی ملک میں کھرتا ہے، مثال کے طور پر لندن یا مفتسن کے کسی ہوٹل میں قیام کرتا ہے، مثلاً VISA کارڈ ہوٹل میں دیکھتا ہے، ڈائری ہوٹل Visa کے ساتھ معاملہ کرتا ہے تو اسے یقیناً قبول کر لے گا بشرطیکہ وہ کارڈ درست ہو، پھر وہ اس شہر کے بینک سے جس نے اس کارڈ کو جاری کیا ہے مذاقیہ ملکی سے رہ کرے گا "وہ اس سے اتنی رقم وصول کرے گا جتنی صاحب کارڈ نے شرف لی ہے۔ "اتہ پر کبھی ہونی رقم "مراسم کوئی رقم میں جو فرق ہوتا ہے، وہ ان بینکوں کے درمیان تقسیم ہو جاتا ہے جو اس عمل کو انجام دیتے ہیں۔

تاجر یا خدمات پیش کرنے والا سب اپنے ملک یا شہر کے اپنے بینک سے رجوع کرنا ہے تو اس بنا پر کہ پوری دنیا کے لوگ اس نظام میں شریک ہیں اور اس کے استعمال کے رستے میں جو رکاوٹیں تھیں وہ ختم ہو گئیں۔ لہذا عام طور پر اب یہ اطمینان ہو گیا ہے کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اس نظام پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کسی طرح کے فراڈ کی گنجائش نہیں رہ گئی۔ چنانچہ کالہ، وضع طور پر معاملہ کی ایک بنیاد بن چکا ہے۔ چنانچہ تاجر بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک ہی کی طرح ہے، سبھی ایک دوسرے سے مربوط طریقہ پر صاحب کارڈ پر عائد ہونے والے مبالغہ کی "اسٹیٹ" کے ذریعہ اور بین الاقوامی کالہ کی بنیاد پر کارڈ ہولڈر کے مال سے "اسٹیٹ" کے بعد ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری قسم۔ کریڈٹ کارڈ

یہ کارڈ مثل "ویسٹ" اور "قیمت" کی ادائیگی کے ذریعہ کی حیثیت سے قبول سے جاتے ہیں سابقہ کارڈ سے مختلف نہیں ہے، کیونکہ سامان یا خدمات پیش کرنے والا یہ نہیں دیکھتا کہ یہ کارڈ ہے یا وہ کارڈ، اس لئے کہ وہ شخص، تنقید شدہ "تہ کارڈ جاری کرنے والے بینک یا تاجر بینک کو پیش کر کے اپنی رقم وصول کر لیتا ہے جتنی صاحب کارڈ پر عائد ہوتی ہے۔

بین ان دونوں قسم کے کارڈ کے درمیان فرق معاملہ کے متعدد فرقوں کے باہمی تعلق کی تعیین میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس کارڈ کا استعمال صاحب کارڈ اور اس کے جاری کرنے والے بینک کے درمیان مندرجہ ذیل طریقہ پر ہوتا ہے:

صاحب کارڈ جب بھی اپنا کارڈ اسے تسلیم کرنے والے کو دکھائے گا تو اس کی مدت کار معلوم ہو جائے گی۔ بعد دو سامان اور خدمات حاصل کرے گا۔ اس کے درمیان تاجر یا خدمات پیش کرے والے "بینک" کے درمیان کارڈ اور مقررہ شخص کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور "تہ کارڈ پر تنقید کرے کے بعد صاحب کارڈ اور تاجر کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہ جاتا ہے اور جب تاجر بینک کو

واؤچہ دے کر اپنی رقم لے لیتا ہے تو بینک اور صاحب کارڈ کے درمیان یہ تعلق پیدا ہوتا ہے کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر کو مطلوبہ رقم بطور قرض دیتا ہے۔

بینک بطور قرضہ مہینہ کے اثاثے میں صاحب کارڈ کو اس رقم کی فہرست بھیجتا ہے جو اس نے اس کی طرف سے ادا کی ہوئی ہے۔ ہر ماہ سے ایک مہینہ یا چالیس دن کی مہلت دے کر اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے پر عام ہونے والی مطلوبہ رقم جمع کرے۔ یہ بات کارڈ جاری کئے جانے کے وقت ہی سے بینک کو معلوم رہتی ہے اور صاحب کارڈ پر کسی قسم کی اضافی رقم کے کرنے کا پوچھ نہیں ہوتا ہے، اگر صاحب کارڈ رقم جمع نہ کرتا ہے تو مطالبہ ختم ہو جاتا ہے اور کارڈ پھر متعین مدت کے لئے کارآمد ہو جاتا ہے اور اگر رقم اٹھائیں گے تو بینک اس سے کارڈ واپس لے لیتا ہے اور اس پر عام ہونے والی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر نہ مدت پڑتی ہے تو تقاضے کے فرے بھی اس کے ذمہ عام کر دیتا ہے۔

اس عام نظر یہ سے طام ہوتا ہے کہ یہ معاملہ درست رہتا ہے اور اس کو ہیا، بنا کر بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے ایک فیصلہ کیا ہے جس کی رو سے اس طور پر کارڈ کے ذریعہ کیا جانے والا معاملہ درست ہے (جولہ الجمع شہدہ ۱۴۲۵ھ ۱۳ ص ۶۸۶)۔

میں جب ہم اس کارڈ کے طریقہ استعمال پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تاہم معاملہ کی رقم سے اپنے لئے ایک متعین شرح وضع رہتا ہے جو بعض بینکوں کے ایک پانچ فیصد تک پہنچتا ہے اس سلسلہ میں وہ پناہ اس سے غور کرنے کی ضرورت ہے:

اول: مطلوبہ رقم سے اس مقدار کی نفی کا حکم یا ہو گا، بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

۲۰۰: اس وضع کردہ رقم کو کون بر داشت کرے گا؟

مجھے اکیڈمی کے اس فیصلہ کو قبول کرنے میں تحفظ رہا ہے، کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ میں کھلا ہوا ربا ہے۔

تیسری قسم: قرض کی قسطہ اور ادائیگی کا کارڈ

پوری دنیا میں یہ کارڈ سب سے زیادہ ورلڈ وائڈ ہے۔ تقریباً اسی فیصد معاملات اس کارڈ سے ہوتے ہیں، اس کے اندر مندرجہ بالا کارڈ کی صرف ایک صفت پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ صاحب کارڈ کو یہ مہینہ کے اخیر میں معلوم ہوتا ہے کہ شہری اور حصول خدمت کے عوض اس پر کتنی رقم عائد ہوتی ہے پھر اس سے ادائیگی کا مطالبہ ہوتا ہے۔ ایک مشت ہو یا قسطہ وار اور اس کے انتظار کردہ، چہرے کی رقم میں انسانی سود بھی قیمت اور وقت کے لحاظ سے بڑھا دیا جاتا ہے، پھر صاحب کارڈ کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر رقم فی الفور جمع کرے گا تو اس صورت میں وہ تہہ زمیں دلت رقم سے زیادہ کا منہ نہ نہیں کیا جائے گا اور اگر تاخیر سے جمع کرے گا تو اس صورت میں متعین رقم پر پورے سود کا عائد کر دیا جائے گا، جب تک کہ رقم کی مکمل ادائیگی نہ ہو جائے۔

اس قسم کو، شہر معاشرہ فقہاء نے حرام قرار دیا ہے، لیکن بعض فقہاء نے اس صورت کو اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جب صاحب کارڈ یہ التزام کرے کہ وہ مطلقاً رقم یکمشت اور وقت پر جمع کرے گا، کیونکہ وہ اس حرم سے شہر کو ساتھ کر رہے ہوگا اور شہر ط ساتھ ہونے پر معاہدہ درست ہوتا ہے، اس لئے کہ جس بنیاد پر یہ صورت معاملہ حرام قرار پاتی ہے وہ ہے تاخیر سے رقم کی ادائیگی میں سود کا عائد کیا جانا جو یہاں متفق نہیں ہوتی۔

لیکن میری رائے اس کے برعکس ہے۔ میرے خیال میں چونکہ اس صورت میں کارڈ ہولڈر کو مفاد کے وقت ہی معلوم رہتا ہے کہ تاخیر کی صورت میں اس کو انسانی سود عائد کیا ہوگا، کیونکہ یہاں ضمن میں سود کی شرط ہے، اس لئے یہ حرام ہے۔

اسی طرح صاحب کارڈ کے التزام کا معاملہ غیر معلوم ہے، کیونکہ مستثنیٰ میں وہ سے پورے کرپاے یا نہ کرپاے، یہ معلوم نہیں، اس لئے کہ مطالبہ کے وقت فی الفور رقم کی ادائیگی اس صورت میں ہو سکتی ہے جب اس کے پاس اتنی رقم مہیا ہو کہ وہ وہی صورت میں اتنی رقم کا مالک نہیں ہے، کیونکہ رقم ابھی غیر موجود ہے۔

کارڈ کا مالک

کارڈ بینک کی ملکیت ہے، لہذا جب چاہے بینک اسے واپس لے سکتا ہے، لیکن یہ معرہفہ ہے کہ بینک کارڈ انی صورت میں واپس لیتا ہے جب اسے معلوم ہو جائے کہ صاحب کارڈ اس کی شرائط چوری نہیں کر رہا ہے۔

لہذا جب کارڈ بینک کی ملکیت ہے تو صاحب کارڈ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ کارڈ غائب ہو جائے یا چوری ہو جانے پر اس کی اطلاع بینک یا اس کے متعین کردہ ماخذ کو ترسے، اگر یہ نہ کرے کی صورت میں کارڈ کا غلط استعمال ہوتا ہے تو اس کا ذمہ دار صاحب کارڈ ہوگا، اس کا اثر تاثر پر اس کی رقم کی، ایٹمی میں نہیں پڑے گا بشرطیکہ کارڈ کو بینک کرنے میں اس سے کوئی کمی نہ ہوئی ہو۔

بینک میں رائج مختلف کارڈ کا شرعی حکم

محمد امجد ارخان ندوی *

تجارت و صنعت ہی ملک و قوم کی اقتصادیات کے لئے ریاضہ کی بدی کا درجہ رکھتی ہے موجودہ وسائل و مکنالوجی کے اعتبار سے اب تک کا سب سے ترقی یافتہ اور ہے، انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں انقلاب آگئے حد تک تبدیلی رہ رہا ہوئی ہے، رائج معاملات کی ترقی نے حیرت آگئے حد تک زمینی و مانی فاصلوں کو بہت کم کر دیا ہے، جس سے انسانی زندگی کے مسائل و معاملات زمانہ قدیم کے مسائل و معاملات سے کافی حد تک مختلف ہو گئے ہیں، معاملات کا طریقہ کار بدل گیا ہے، بینک کے جدید نظام نے ایسے طریقہ کار وضع کئے ہیں کہ تجارت و صنعت کے لئے اور اور مقامات کے سفر کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور یہی ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی کا مسئلہ ہے، کہ پیسہ لے کر جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے، اس کے سے بینک نے مختلف قسم کے کارڈ جاری کئے ہیں، مثلاً اسے فی ایم کارڈ، ڈیٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ، ن کارڈ کے، ریویئر یہ فرسٹ کے بعد قیمت ٹائمن این بھی یا جاتا ہے، اور ہر قدر ضرورت کسی بھی شہر میں اسے فی ایم کی مدد سے بینک سے رقم بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

سائنسی اعتبار سے جتنا ترقی یافتہ و ایڈوانس اور ہے، اخلاقی لحاظ سے تنہا ہی پست و بدترین اور ہے، جس میں بد عہدی، فریب کاری، جھوک باری، رشوت ستانی، خیانت، غصب و چوری و ڈاکہ رانی عام ہے، بیسیوں بیسیوں مسافروں و تجارتی کلوٹوں کے واقعات کثرت میں

آتے رہتے ہیں، مال کے ساتھ قیمتی جان بیک سے خرم ہوا پڑتا ہے۔ اور جگہ لوٹ مار چوری کرنے والوں کا پورا نیٹ ورک قائم ہے، ایسے پر خط اور میں سرمایہ دار و استغاب تجارت چاہتے ہیں کہ ان کا سرمایہ ایک جگہ سے دوسری جگہ محفوظ طریقہ پر اور جلد پہنچ جائے۔ ان کے لیے اس کارڈ کا چلن بہت تیزی کے ساتھ عام ہو گیا ہے۔

بین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی نقلی محفوظ طریقہ پر" اس کاٹھنی حکم کیا ہے؟ کہ ان کارڈ کے دوسری رقم کی نقلی میں راستہ کے خط ات کے تحت کا نام داخل رہا ہے یہ کس چیز کا عوض ہے؟ آئندہ غلطیوں میں اس کا جابرو لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ نی ایم کارڈ کا حکم

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو جاری کرتا ہے، اور اس کارڈ کے ذریعہ آدمی بینک میں اپنی جمع شدہ رقم کو کسی بھی شعبہ میں موجود اسے نی ایم مشین سے حاصل کر سکتا ہے، اور یہ کارڈ رقم کو محفوظ رکھتا ہے کہ اگر یہ غائب بھی ہو جائے تب بھی کوئی اس کارڈ کے ذریعہ دوسرے کی رقم بینک سے نہیں نکال سکتا، اس لیے کہ اس کارڈ میں جو نمبر ات درج ہیں، ان کے علاوہ کچھ نمبر ات درج ہوتے ہیں جو صاحب کارڈ اپنے ذہن میں فرض کرتا ہے اور پید نکالنے کے لیے کارڈ میں درج نمبر ات کے ساتھ مسٹر۔ نمبر ات بھی داخل کرنا ہوتا ہے، جو کارڈ کے مالک کے حدود کسی کو معلوم نہیں، ملائیکہ۔ دوسری کوتاہی یہ کہ اس کارڈ کے ہوانے کی کوئی فیس بھی نہیں دینی پڑتی ہے۔

اسے نی ایم کارڈ بینک میں جمع مال کا بیقہ ہے، اور حواں تک محفوظ طریقہ پر رقم کی نقلی کا سوال ہے تو اس سالہ میں حضرت عبداللہ بن ربیع، عبداللہ بن عباس کے عمل پر قیاس کر سکتے ہیں، کہ عبداللہ بن ربیع مکہ میں فاتحہ من سے پیسہ لے یا کرتے تھے اور مصر و کوفہ میں، پس کرے کا بیقہ لکھ دیا کرتے تھے۔

فقہ حنفی کے رمز ثنائی علامہ سرخسی نقل فرماتے ہیں:

"عن عطاء بن ابي الربيع كان يأخذ بمكة الورق من التجار فيكتب
لهم إلى البصرة وإلى الكوفة فيأجلون أجود من ورقهم. قال عطاء: سألت ابن
عباس عن أحدهم أجود من ورقهم، فقال: لا بأس بذلك ما لم يكن شرطاً"
(مسوط ۱۳/۳۷۷)۔

(حضرت عطاء سے مراد یہ ہے کہ عبد اللہ بن زید مکہ میں تاتہ وں سے ورق (چاندی کا
سکہ) لے یا کرتے تھے اور پھر وہ کوفہ میں اسٹنگل کے لئے تحریر فرما دیتے تھے، تو وہ وہاں اس سے
بہتر چاندی کے سکہ وصول کر لیتے تھے، عطاء کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے پتی ورق
سے بہتر ورق لینے کے تعلق دریافت کیا تو اسوں نے فرمایا: اگر شرط نہ ہو تو کوئی حرج نہیں)۔

حضرت عبد اللہ بن زید کا عمل حضرت عبد اللہ بن عباس کا عمل مثویٰ تحت ہے کہ وہ مکہ
میں قرض لے کر پھر وہ کوفہ میں اسٹنگل کی تحریر لکھ دیتے اور وہاں اپنا پیسہ وصول کر لیتے تھے۔
"جہاں تک اس کا سوا ہے کہ کسی قرض اس شرط کے ساتھ دیا کہ وہ غلام شہر میں
اس کا یا اس کے کسی دوست کو دے گا تو یہ مہر دہے۔" "کل قرض جہر معاً لھو رہا"
(مسوط ۱۳/۳۷۷) کے تحت داخل ہے کہ مودراستہ کے خطرات سے حفاظت کا نامہ دیا جائے اور یہی
کوٹہ کی اصطلاح میں مستحب کہتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین ثنائی تحریر فرماتے ہیں:

"قال في الدرر كره السفتحة، وصودته أن يدفع إلى قاجر مبلغاً قرضاً
لمدفعه إلى صديقه في بلد آخر ليستفيد سقوط به حطر الطريق" (رد المحتار ۱۳/۷۷۷)۔
(در میں ہے کہ مستحب مہر دہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی تاجر کو معینہ رقم بطور
قرض دے، تاکہ وہ دوسرے شہر میں موجود اس کے دوست کو یہ رقم دے دے، اور یہ اس کے
فریجہ راستہ کے خطرات سے حفاظت کا نامہ دیا جائے)۔

اور اگر قرض میں دوسرے شہر میں وہیں کرنے کی شرط نہ ہو تو جائز و درست ہے۔

علامہ سرہسی اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

"والسفاتح التي تتعامله الناس على هذا إن كان أقرضه بغير شرط

وكتب له سعة بدلک فلا بأس به" (مجموعہ ۱۳/۳۷۰)۔

(۱) اگر وہ نتائج جس پر لوگ معاملہ کرتے ہیں اس کا حکم یہی ہے (مکروہ ہے)، اگر وہ

اس کو بدلتے قرض دے، اس کے لئے اس کا سبب لکھ دے تو کوئی حرج نہیں)۔

یہ علامہ ابن عابدین ثانی نے "خانیہ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ قرض کی وہی

دوسرے شہر میں مشروط نہ ہو، مطلقاً قرض دے پھر چاہے دوسرے کسی شہر یا مقام میں اسے لوٹا

دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

"وقال في الحاية وتكره السعة إلا أن يستقرض مطلقاً وبه في بعد

دک فی بلد آخر من غیر شرط" (رد المحتار ۲/۱۷۲)۔

(خانیہ میں ہے کہ سبب نہ کر وہ ہے، البتہ مطلق قرض لے اور پھر اسے بلا شرط کسی دوسرے

شہر میں وہیں کر دے تو مکروہ نہیں ہے)۔

اسے فیہم بخام میں بھی رقم کی تعلقی مشروط نہیں ہوتی ہے بلکہ اختیاری ہوتی ہے،

دوسری چیز یہ ہے کہ فقہاء نے قرض کی دوسرے مقام میں مشروط لکھ لی کو مکروہ قرار دیا ہے جیسا

کہ علامہ سرہسی نے صراحت کی ہے:

"وإن شرط في القرض ذلك فهو مکروه، لأنه يسقط بدلک خطر

الطریق عن نفسه فهو قرض حر مباح" (مجموعہ ۱۳/۳۷۰)۔

(۱) اگر قرض میں یہ شرط لکھا دے تو مکروہ ہے، اس لئے کہ وہ اس کے ربحہ اپنے آپ

سے راستہ کے خطر کو ساقط کر رہا ہے اور یہ ایسا قرض ہے جس میں فائدہ حاصل ہو رہا ہے)۔

"اور عبد اللہ بن ربیعہ کے عمل کی بابت یہاں ملتی ہے کہ وہ غیر مشروط تھا، تو فقہاء کی یہ

۲۔ وہیل "مشرطہ غیر مشرطہ کی تقسیم" بتاؤی و قیاس ہے "اور یہ رہا انسیمیہ و رہا افضل بنوں میں سے ہی کے تحت نہیں آتا ہے۔

لہذا "اے فی ایم کارڈ کو" کل قرض جو نفعاً فہو دیا "پر قیاس نہیں کر سکتے، نیز "مشرطہ غیر مشرطہ کی تفصیل کو تقسیم کر لیا جائے تو اے فی ایم کارڈ میں دوسرے شہر میں رقم کی منتقلی مشرطہ نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استثناء کا بوجہ ثابت ہوتا ہے۔

نیز آج کل چوری مبینی کرنے والوں کا ڈروزیوں، بسوں، ریلوے سٹیشن، بینک مقامات، بازاروں میں جگہ بگہبے کی منظم انداز میں سرگرم ہے، اور ان تمام پیشہ افراد کو کوئی راہی نہیں مل پاتی ہے، ایسے پانچ دہائیہ محفوظ حالات میں پیسہ کی ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت سخت منتقلی کے لئے بینک کا ۱۰ سالہ عام مساوی ضرورت بن گیا ہے، تو اگر یہ تقسیم کر دیا جائے، اے فی ایم نظام میں ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی مشروط ہوتی ہے "اور یہ نتیجہ ہی کی طرح ہے تو بھی "الضرورات تبیح المحظورات"، "الحرج مدفوع" اور "المشفقة فاجلب التيسير" کے مد نظر جارہا رہا پائے گا۔

علامہ ابن باز سابق مفتی اعظم حکومت سعودی عرب کا فتویٰ ہے:

"إذا دعت الضرورة الى التحويل عن طريق البنوك الربوية فلا حرج في ذلك إن شاء الله تعالى لقوله سبحانه وتعالى وقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطررتم اليه، ولا شك ان التحويل عن طريقها من الضرورات العامة في هذا العصر" (فتاویٰ اسلامیہ ۲/۲۶۵)۔

(سودی بینکوں کے ذریعہ رقم منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم پر جو چیز حرام کی گئی ہے اسے تفصیل سے بیان کر دیا ہے، وہ جس کے استعمال کے لئے تم مجبور ہو، اور بلاشبہ بینک کے ذریعہ رقم کی منتقلی اس دور میں عام ضرورت ہے)۔

ڈیپٹ کارڈ

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کو جاری کرتا ہے، اور اس کے استعمال کا ہی طرح کوئی معاوضہ نہیں دیتا پتا ہے، البتہ کارڈ غوانے کی فیس اپنی پڑتی ہے۔ اس کارڈ کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ البتہ اس کارڈ کے ذریعہ آدمی جس قسم کے فائدے حاصل کر سکتا ہے، آئندہ عہدوں میں وہ فوائد اور ان کا شرعی حکم بیان کیا جائے گا:

خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی

اس کارڈ کے ذریعہ ملک کے کسی بھی شہر میں وہاں کے مارکیٹ کی ان دکانوں سے خرید و فروخت کر سکتے ہیں، جہاں اس کارڈ کو استعمال کرنے کے لئے مشینوں کی سہولت ہے، کارڈ میں درج نمبرات مشین میں ڈاکل کر کے سامان کی قیمت کے بقدر پیر صاحب کارڈ کے بینک کھاتہ سے وہ فائدہ اس کے کھاتہ میں منتقل ہو جاتا ہے۔

یہ کارڈ بینک میں جمع رقم کی رسید یا ثبوت ہے، اور اس کارڈ کے ذریعہ بینک کے توسط سے سامان کی قیمت وہ فائدہ کو بھیج رہی ہے، تو بینک کی حیثیت وکیل کی ہے، البتہ سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بینک اس کا وکیل ہے؟ تو بینک صاحب کارڈ یعنی مشتری اور صاحب دکان یعنی بائع کا بھی وکیل ہو سکتا ہے، بینک کو قیمت کی وصولی کے لئے صاحب دکان کا وکیل مان سکتے ہیں۔

ملک العلماء ما ابرہہ سائنس فرماتے ہیں:

”ويجوز التوكيل بقبض الدليس لأن الموكل قد لا يقدر على الاستيفاء

بفسدہ، فيحتاج الى التوكيل الى الغير“ (درج اصناف ۱/ ۱۳۰) (۱۰) ین پر قبضہ کرنے کے لئے وکیل بنانا درست ہے، اس لئے کہ معاملات موکل خود دیں کو موصول نہیں کر سکتا ہے تو دوسرے کے سپرد کرے کی ضرورت ہوگی۔

خریداری یعنی ذبیحہ کارڈ کے مالک کا بھی وکیل مان سکتے ہیں۔ ”ریجنی زیا دو بہتر و درست معصوم ہوتا ہے، اس لئے کہ بینک سے کارڈ کا حصول گویا بینک سے ایک طرح کا یہ معاملہ طے کر لیا گیا ہے کہ اس کارڈ سے خرید و فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کی ”گلی بینک“ ترے گا، یعنی بینک قیمت ادا کرنے کا وکیل ہوگا۔

”وتجوز الوكالة بقضاء الدين لانه يملك القضاء بنفسه وقد لا يتنبأ له القضاء بنفسه فيحتاج الى التوكيل الى غيره“ (برائج المصالح ۱/۲۳) (۱) ین کی ”گلی“ وکیل بنانا، درست ہے حالانکہ وہ خود بھی ”اگر سستا ہے، لیکن“ ”آرنے کا“ سے موقع نہیں ہوتا تو ”سے“ ”ہرے“ کے حوالہ ”رنے“ کی ضرورت ہوتی ہے۔

”ہرے کی صورت یہ ہے کہ اسے حوالہ مان لیا جائے“ ”وخواہ یہ ہے کہ مقرض، پے ترش کی“ ”گلی“ کا ”مہ“ کسی تیسرے شخص کے سپرد کر دے، خود تیسرے شخص کے پاس اس کا پیسہ پہلے سے ہوا نہ ہو۔ ”الحوالۃ لعدۃ: النقل، و شرعاً: نقل دين من ذمة المحيل إلى ذمة المحال عليه“ (المہاب فی شرح اکتب ۲/۱۶۰)۔

علامہ اکمل الدین بامرتی نے حوالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”وفی اصطلاح الفقهاء تحويل الدين من ذمة الاصيل إلى ذمة المحتال عليه علی سبیل التوثيق به“ (شرح المنای علی ہدای مع الشرح ۲/۲۳۸)۔
(مفتیاء کی اصطلاح میں حوالہ نام ہے دین کا اصل کے ذمہ سے محتال علیہ کے ذمہ میں منتقل کرنا اس پر اعتماد کرتے ہوئے)۔

حوالہ کے درست ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ صاحب دین، مقرض اور دین ادا کرنے کا ذمہ جس کے سپرد کیا جا رہا ہے، دو تینوں اس پر راضی ہوں۔

برائج مہاب میں اس کی تفصیل اس طرح ہے:

”ارکان حوالہ ایجاب: قبول ہیں، ایجاب محیل کی جانب سے اور قبول محال علیہ، محال

کی طرف سے ہوگا، ایجاب یہ ہے کہ مجمل کہے کہ میں نے آپ کو اس طور پر ملاں کے حوالہ دیا، اور محال علیہ بحال کی جانب سے قبول یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کہے کہ میں راضی ہوں یا میں نے قبول کیا، اس کی طرف سے ایسی چیز پیش آئے جو قبولیت و رضامندی پر بلاست کرے یہ شرط نہ رہے اصحاب (ملاء حنفیہ) کے یہاں ہیں " (بدائع الصنائع ۱۵/۶)۔

اور یہاں مناسب کارڈ، بینک اور، مکالمہ اربعوں اس پر راضی ہیں کہ کارڈ سے شریعہ فرہست کرنے کی صورت میں قیمت لی "انٹلی بینک کے واسطے سے ہونی یعنی قیمت بینک" کرے گا لہذا اثبات کارڈ سے شریعہ فرہست کا معاملہ آسان، درست ہوگا۔

ضرورت پر رقم نکالنا

کارڈ بینک میں جمع رقم کی رسید و سند ہے، بلکہ یہ بینک کی مانند ہے، لہذا اس کارڈ کا استعمال کرنا اور ضرورت کے وقت اسے فی ایم مشین سے روپیہ نکالنا درست ہے، اور جہاں تک رقم کی منتقلی کا مسئلہ ہے تو اس کے جواز کے لئے وہی دلائل و شواہد ہیں، جو ان فی ایم کارڈ سے رقم نکالنے کے سلسلہ میں ہیں۔

یہ اس جمع رقم کو بینک کے پاس امانت مان نہیں تو اس کے جوہر میں کسی شہ کی منجوش ہوتی نہیں رہتی، اس لئے کہ کسی کو امانت ایک جگہ دے کر دوسری جگہ حاصل کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

علامہ میدان "مفتیہ" پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فلو دفعہ الیہ امانۃ لم یکرہ ولم یفسد" (المباہ فی شرح الکتاب ۱۶۳/۳) (اگر اسے بطور امانت دے تو نہ کرہ نہ ہے نہ باطل)۔

دوسرے کے کھاتہ میں منتقل کرنا

بینک میں جمع شدہ رقم کو ڈیجٹل کارڈ کے مالک کا انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے کھاتہ سے

دھرم کے اکاؤنٹ میں منتقل کرنا درست ہے، بینک صاحب کار کا بیل ہے، وہ موکل کے کتے پر اس کی رقم دھرم کے کھاتے میں ترسیل کر رہا ہے۔

خاموش ہے:

”قال المؤکل خذ هذا الألف يا فلان وادفعه إلى فلان فابيهما قصی جاز قیدسا و مسجما“ (خاتمہ مع الہندیہ ۲۶/۵) (موکل کہے کہ اب فلاں یہ ایک روپو دے دے کو دے، تو فلاں میں سے کوئی بھی دے، تو قیاساً دے گا، انہوں طرح سے جاز ہے)۔

اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیجیٹل کارڈ کی فیس کا حکم

اے ٹی ایم کارڈ ڈیجیٹل کارڈ بنانے و جاری کرنے کی بینک فیس لے تو اس فیس کا لینا دینا جاز ہے، کہ یہ کارڈ بنانے، اس کو جاری کرنے کی اشیاء ہے، عمل کی اشیاء درست ہے۔ نیز اس کو مٹی آ رہا ہے، قیاس کرتے ہیں کہ اس کے دھرم رقم کی منتقلی ہوتی ہے اور ڈاکخانہ اس پر فیس لینا ہے اور علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دی ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

”منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے: ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے، دھرمے، جاریہ جو نام کے نکتے، اور رواندہ کرے پر بنام فیس دی جاتی ہے، انہوں معاملے جاز ہیں، پس انہوں کا مجموعہ بھی جاز ہے، اور چونکہ اس میں ابتداء عام ہے اس لئے بیجا میل کر کے جو رکافتویٰ مناسب ہے“ (رد المحتار ۱۳۶/۳)۔

یہ عصر حاضر کے معروف فقیہ مفتی قحی عثمانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”بینک اپنی جن خدمات پر اجرت وصول کرتا ہے، مثلاً لاکر، لیٹ ز آف لریڈٹ، بینک ڈرائنگ، بیج ڈرائنگ، لائی وغیرہ ان کی اجرت لینا جاز ہے، البتہ سود کا کاروبار ناجاز ہے“ (ہمارا سماجی نظام ۱۱)۔

کریڈٹ کارڈ

بینک دہرج کے لوگوں کو کریڈٹ کارڈ جاری کرتا ہے:

- ۱- بینک میں جس کا پیسہ جمع ہے، لیتہ ہو اپنی جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ اٹھاسکتا ہے۔
- ۲- بینک میں جس کا پیسہ جمع نہیں ہے بینک اس کے حالات معلوم کر کے اس کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، کہ اس کی مالانہ یا مالانہ نہ کی گئی ہے، اسی اعتبار سے کارڈ جاری کرتا ہے، اس کارڈ سے جس طرح کے فائدہ حاصل ہوتے ہیں:
- ۱- شریعہ ہرجت کے بعد قیمت کی ۱۰- انگلی
- ۲- ہرجت پر رقم کا حصول
- ۳- اپنے کھاتہ سے ۱۰۰ کے کھاتہ میں رقم کی منتقلی

کریڈٹ کارڈ کی حیثیت

جن لوگوں کا پیسہ پہلے سے بینک میں موجود ہے، وہ کریڈٹ کارڈ کو استعمال کرتے ہیں تو وہ اپنے ہی پیسے سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن جن کا پیسہ بینک میں جمع نہیں ہے، یا اگر جمع ہے مگر جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ حاصل کرتے ہیں تو ان کے حق میں کریڈٹ کارڈ بینک کی جانب سے قرض دینے کا ہندہ ہے، اور کارڈ کا استعمال صاحب کارڈ کا بینک سے قرض لینا ہے، اور کارڈ جاری نہ کیا گیا ہے اس بات کی کہ بینک اس کو قرض دینے کی کفالت لے رہا ہے، اور شریعہ ہرجت کی صورت میں بینک کے ہرجت قیمت کی ۱۰- انگلی کے وقت بینک کی حیثیت مقررہ کے ساتھ صاحب کارڈ کے کھاتہ کی بھی ہوتی ہے۔

علامہ کا سانی فرماتے ہیں:

”لأن الكفالة في حق المطلوب استقراض وهو طلب القرض من الكفيل، و للكفيل بآداء المال مقرض من المطلوب وماب عنه في الأداء إلى

الطالب“ (بدائع الصنائع ۱۵/۱۶) اس لئے کہ کفار مطلوب (مقرض) کے حق میں نہیں ہے قرض طلب کرتا ہے، ”رئیس مال کی“ انگلی کے سلسلہ میں مطلوب کی طرف سے قرض دے دے والا ہے اور طالب (قرض دہندہ) کو رقم دینے میں مدیون کا نائب ہے۔

خریداری کی صورت میں مزید رقم کا مطالبہ سود ہے

کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرنے کی صورت میں ہر مادہ بینک کی جانب سے تحصیل قرضہ کی حاتی ہے، ”مطلوبہ رقم پندرہ دن یا ایک ماہ کے اندر جمع کرنا ضروری ہوتی ہے، اور وقت مقرر روپے“ اند کرنے کی صورت میں یومیہ شرح کے حساب سے مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے، جس کو آئندہ اصل رقم کے ساتھ جمع کرنا ہوتا ہے۔ قرض یا کسی بھی معاملہ کے اندر اس طرح کی شرط ماحار ہے، ”مزید رقم سود ہے جو کہ حرام ہے، زمانہ جاہلیت میں اس طرح کا معاملہ نہ تھا، اسے شریعت اسلامیہ نے ماحار و ممنوع قرار دیا ہے۔

”ثم اذا حل الدين طالبوا المدينون برأس المال، فان تعدوا عليه الاداء رادوا، في الحق والحل فهذا هو الرباء الذي كانوا في الجاهلية يتعاملون به“ (تفہیم کبیر ۷/۹۰) (پھر جب دین کی مدت پوری ہو جاتی تو مدیون سے اصل رقم کا مطالبہ کرتے اور اگر اس کے لئے ادا کرنا مشکل ہوتا تو اصل رقم اور مدت دونوں میں اضافہ کر دیتے تو یہ سود ہے جس کا زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان نہ تھا)۔

یہ ربا لنفسیہ ہے، مولانا عبدالحی نرگھی مغللی نے بھی قرض دے کر متعینہ مدت میں نہ کرنے پر مزید رقم لینے کو حرام قرار دیا ہے، ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: زید نے عمر سے ایک روپیہ قرض لیا اور ”اگر قرض کی مدت مقرر ہوئی مردہوں میں یہ قرض ادا ہوا کہ مدت گزرنے کے بعد ایک روپیہ کے عوض میں ایک روپیہ“ مدت کے عوض میں چار آنے زائد دیئے جائیں گے یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: حرام ہے، کفایہ میں ہے: "ان الشرع حرم ربا السيئة وليس فيه الا مقابلة المال بالأجل فلا يكون مقابلة المال بالأجل حقيقة حراماً قولی" (شریعت نے ربا سیئہ کو حرام کر دیا ہے، حالانکہ اس میں صرف مال کا مقابلہ مدت سے ہے، لہذا مال کا مقابلہ مدت سے مطلقاً حرام ہوا) (مجموع فتاویٰ جلد دوم)۔

کریڈٹ کارڈ سے تجارت اور موجودہ حالات

موجودہ دور جہاں ملکوں قوموں کے عروج و زوال میں اقتصادیات کا اہم رول ہے، جو قوم میں تجارت و صنعت کے میدان میں آگے ہیں، وہ تعلیم میں بھی آگے ہیں، اور جو قوم میں تجارت و صنعت میں پیچھے ہیں، ان کا شمار میں ان قوم کے لئے مال کی قلت کی بنا پر اہل دنیا ہی مفید تعلیم سے محروم رہتے ہیں، اور انہیں غربت و افلاس کی وجہ سے اپنی خلق و مافی قوت کے استعمال کا موقع نہیں ملتا، بلکہ وہ ملک و قوم جو اقتصادیات کے میدان میں پیچھے ہے، ترقی یافتہ ممالک و ممالک میں رہتا ہے، ان قوموں کے دست و گریب متروک ہوتے ہیں، اور اپنے نظام خدمت و نظام تعلیم میں قریب و دینے والے ممالک کی ایسی شرائط قبول کرنے پر مجبور ہیں جو خود ان ملک کے لئے اور ان کے باشندوں کے لئے سم تامل ہے، خصوصاً مسلمانوں کی، اپنی فکر اور اسلامی فکر و نظر پر بندش لگانے کی شرط ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں کو جدید وسائل تجارت سے روکنا چاہیے اقتصاد کی یہ حالی میں بتائے گئی ہے کہ "کاد الفقر ان یکون کھراً" کا عملی مظہر غریب و مظلوم احوال مسلم ممالک ہیں جہاں عیسائی مشنریاں تعلیم طبی خدمت کے نام پر اور مالی امداد کے ذریعہ ان کے ایمان و عقیدہ کا سوا کر رہی ہیں، بلکہ تقابلی تو ان کے لئے تنہا زائد مال صرف کر رہے ہیں کہ ان کا مقابلہ کرنا مشور ہے۔

اس لئے وہ مسلمان جن کی تجارت بہت چھوٹی سطح پر ہے انہیں کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کہ یہ ماحضرت سود دینا ہے، اور وہ مسلمان جن کی تجارت بڑے سطح

ہے، اور ان کا کاروبار بہت پھیلا ہوا ہے، ان کا شمار بڑے تجارتی ہوتا ہے ان کے لئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال ضرورت ہے اور یہ ”الصندوقیات قبیح المحظورات“ کے تحت درست ہوگا، اور جس طرح علماء نے نہ مرت کے وقت بینک میں پیر جمع کرنے کی اجازت دی ہے اور بینک جو سود دیتا ہے اس کو لے کر ممانیت، اب رفاہی کاموں میں صرف کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ بینک سودی کاروبار کرتا ہے، ہر صاحب رقم کو جو سود دیتا ہے، وہ صرف پانچ فیصد، چھ فیصد ہے جبکہ وہ اس رقم پر اس سے تیس زیا، دس دیتا ہے اور یہ ”تعاون علی الإثم والعدوان“ ہے، عین فقہاء نے پیر کی حفاظت کے لئے بینک میں پیر جمع کرنے کی اجازت نہ دی ہے، اسی طرح یہاں تجارت کے اندر کریڈٹ کارڈ کا استعمال آج ایک انسانی نہ مرت بن چکا ہے۔

یہ فقہاء نے نہ مرت کے وقت بغرض علاج غرض لئے، جاں بچانے کے لئے مرد، خنزیر کا گوشت کھانے، لقمہ طلق میں انگ جائے اور پانی مہ جو، نہ ہو تو لقمہ نکلنے کے لئے شرب پینے، حال دواء سے علاج ممکن نہ ہو تو حرم چیزوں سے علاج کرانے، اور مجبوراجان بچانے کے لئے صرف زبان سے کلمہ غرض کہنے اور باقی مباحات نہ ملے درشت، بیت، خبیث، عین کے طور کے پیش نظر تعلیم قرآن، امامت واذان کی اہمیت لینے کی اجازت دی ہے۔

نو یہاں ملت کو اقتصادی بہ حالی سے بچانے کے لئے ضرورتاً کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کی اجازت دینا نہایت ضروری ہے، ورنہ امت، مالی بہ حالی، جہالت، ”و کاد الفقر ان یکنون کھو“ فرمان نبوی کے مطابق مسابیت، کائنیت کے مایا پاک حرام، مذہم مقاصد کا شکار ہو جائے گی۔

مطلوبہ رقم کے ساتھ مزید رقم کا حکم

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے نقد رقم حاصل کرنا درست ہے، اگر پہلے سے اس کی رقم ہاں موجود ہے تو کریڈٹ کارڈ کی حیثیت جمع مال کی سند و رسید کی ہے، بلکہ بینک ڈرافٹ

اور چیک کے طرح ہے، اور وہ اپنی ہی رقم حاصل کر رہا ہے، اور اگر پہلے سے رقم جمع نہیں ہے تو بینک سے قرض لے رہا ہے، اور یہ کارڈ بینک کی جانب سے قرض، اپنے کارڈ پر ہی محدود ہے، اور اگر وہ اپنے کھاتے سے رقم واپس لے کے کھاتے میں منتقل کرتا ہے تو گویا کہ وہ بینک سے قرض لے کر بینک کے ذریعہ دوسرے کو رقم حوالہ کر رہا ہے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

بین سب یہ رقم جمع کرے گا تو اس رقم کے ساتھ مزید معینہ رقم بھی بینک کو دینی ہوتی ہے تو یہ مزید رقم جو بینک لیتا ہے وہ بینک کے اس عمل کی اجرت ہے جو کہ ہر ماہ وہ صاحب کارڈ کو جو تفصیل فراہم کرتا رہتا ہے یعنی کارڈ کی تجدید، رقم کا اس کے اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقلی، وہ تفصیلات جو ہر ماہ کے اخیر میں صاحب کارڈ کو فراہم کی جاتی ہے یہ اس عمل کی اجرت ہے۔

ماہرین بارگافتی ہے:

"أما تحويل النقود من بنك لأخر ولو بمقابل زائد يأخذها البنك الربوي المحوّل فحرام، لأن الربوّه التي يأخذها البنك اجرة له مقابل عمية التحويل" (فتاویٰ اسلامیہ ۲/۲۷۱) (ایک بینک سے دوسرے بینک رقم کی منتقلی پر منتقل کرنے والا سودی بینک جو اس رقم لیتا ہے وہ جائز ہے، اس لیے جو اس رقم بینک جتا ہے وہ منتقل کرنے کے عمل کی اجرت ہے)۔

نیز بینک کی حیثیت نیل کی ہے، اور جس کی کفالت لی جائے وہ نیل کو خوشی سے مدد یہ دینا سہا ہے، "اور اگر نیل، اجرت لی نہ ملے گا، اسے وراثت بھی دینا درست ہے۔ شیخ سید زبلی فرماتے ہیں:

"إن شرط الكفيل تقديم مقابل أو آخر على كفالته، وتعدو على المكفول عه تحقيق مصلحته من طريق المحسّين المنبرعين حاد دفع الآخر للضرورة أو إلحاحه العامه لما يترتب على عدم الدفع من تعطيل المصالح" (فتاویٰ اسلامیہ)

والدہ (۱۶۱/۵) (اگر نیل اپنی کفالت کی اجرت یا معاوضہ کی شرط لگائے اور مکتول عنہ کے لئے احسان بھری کرنے والوں کے ذریعہ اپنی مصلحت کی تکمیل شود ہو تو اس ضرورتوں اور عام حاجتوں کے لئے اجرت دینا درست ہے، کہ اگر اجرت نہ دے تو مصالح کا استیصال لازم آتا ہو)۔

(جو قاعدہ بینک قرض دار سے وصول کرتا ہے وہ سود ہے، اس لئے کہ قاعدہ شریعہ (یعنی ہم) قرض جو بلا عوض نفع کما عث ہو، سود ہے) کے تحت آتا ہے۔
علامہ یوسف القرضاوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اسلام نے تجارت کی راہ سے مال فروغ دینے کو مباح رکھا ہے، لیکن اسلام نے ہر اس شخص کا راستہ بند کر دیا ہے جو سود کے راہ سے مال بڑھانے کی جگہ سود کرے، کیونکہ سود تکلیف ہو یا کثیر بہر صورت حرام ہے، یہودیوں کے اندر یہی خرابی تھی کہ وہ سود لیتے تھے، حالانکہ نہیں اس سے رک، یا گیا تھا، سود کی خدمت کے سلسلہ میں سود بقرہ کی یہ آیت ہے جو شریعت میں مازل ہوئی (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور (زمانہ جاہلیت یا خدمت مانا سے پہلے کا) پی ہو سود چھوڑ دو۔“ (سورہ بقرہ ۲۷۵، الاحکام والحرام فی الاسلام ۲۳۱)۔

علامہ موصوف نے خدمت ربانی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:
یوں تو علماء اسلام نے تحریم ربانی حکمت کے فی معقول، جو مات دے رکھے ہیں، لیکن میں تمام ربی کے کرکردہ جو مات پر اکتفا کرتا ہوں:
۱۔ سود بغیر عوس انسانی مال لینے کا متقاضی ہے۔

۲۔ سود پر اعتماد کر لینے سے لوگوں کی کمائی رک جاتی ہے اور اس پر بھروسہ کرنے سے بے روزگاری کا رجحان بڑھے گا۔

۳۔ لوگوں کے باہم قرض سے جو نیکی رائج ہوتی ہے، اس کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ لوگوں کو یہ چہانیں لگتا کہ جتنا قرض دیا ہے اتنا ہی بغیر قاعدہ وصول کئے۔ پس لے لیں۔

۴۔ ایٹھ۔ بیٹھ قرض دینے والا سودی لین دین سے مالدار اور قرض لینے والا مفلس بنا دیا جاتا ہے (تھیں انہ الاحکام والحرام فی الاسلام ۲۳۲، ۲۳۳)۔

اس موضوع پر بعد و پاک کے بہت سے علماء نے گفتگو کی ہے، تحریریں چھوڑیں ہیں، ام ن سے استفادہ کر سکتے ہیں (دیکھئے آپ کے مسائل و ردھن کا حل ۱۶۱، تجدید فقہی مسائل ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵

موجودہ دور میں بینک اور اس کی پیداوار و سہولیات نے مائزر صورتحال اختیار کر لی ہیں، اور انسانی زندگی میں اس نے لازماً تنگ کارچہ حاصل کر لیا ہے۔ اس ابتداء عام سے ناروٹھی و شو ربات اور بہت مشکل کام ہے، فسادات اور بلوڈ، نیز لوٹ مار کے واقعات نے بینک میں رقم جمع کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ضروریات زندگی میں داخل ہو چکا ہے، دوسری طرف مدنی غیر سودی بینکوں کا ہندوستان جیسے ملک میں وجود بھی نہیں ہے۔ ان میں آدمی کھاتے کھلوائے اور بلا سودی قرض لے، مزید برآں یہ کارائے موصلات کی غیر معمولی بڑی و تیز رفتاری نے ایسی صورت حال بنا رکھی ہے کہ بینکوں کو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ چلنے، تجارت کو فروغ دینے، انسان کو تجارتی کارروائی کے پیش بہ پیش لے کر چلانے، نیز رقم کو محفوظ طریقہ سے یک شے سے دوسرے شے یا ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچانے، اور اسی طرح ایک کے کھاتہ سے دوسرے کھاتہ میں سرمایہ منتقل کرنے کے لیے کچھ نئے طریقے سوچنے اور ایجاد کرنے پڑے، نہیں ایجادات میں سے بینک سے جاری ہونے والے مختلف کاروبار بھی ہیں، جو اس وقت ہمارے موضوع بحث ہیں۔

ان کارروائیوں کی قسموں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اشیئت سود اور مرہضت، یا سٹاپر یا بقیہ کی ہے جس طرح بینک میں کھاتہ ہونے کی صورت میں نہیں سے بھی، جو اس بینک کی نہ انجی ہو، آدمی ڈرافٹ ہو، اسے بھیج دیتا ہے، اور وہاں کھاتہ دار اسے دکھا کر رقم اپنے کھاتہ میں منتقل کر لیتا ہے، یا نقد رقم کی صورت میں نکال جاتا ہے، وہی شکل یہاں بھی پائی جارہی ہے، اسے انی ایم کارڈ، ڈی بیٹ کارڈ میں چونکہ کوئی سوی لین اینڈ میں پایا جاتا، اس لئے ان سے متفادہ میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی ہے، اس کو حوالہ اور ہنڈی پر قیاس کیا جاسکتا ہے، کیونکہ جزیات میں یکسانیت ہے، حالانکہ ثانی تحریر فرماتے ہیں:

”مفتیہ مکرر ہے، اور مستحکم کہتے ہیں رابرٹ کاٹھ ڈھم کرنے کے لیے قرض دینا، دیا کہ متوقع خط کو متفقہ کے حوالہ کر دیا، لہذا یہ بھی حوالہ کے مفہوم میں ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کا

”ہاں ہے جب منفعت مشروط بہ متعارف نہ ہو، ایسا کرنے میں کوئی مشائقہ نہیں ہے۔“

آگے اس کی صورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس کی صورت یہ ہونی کہ کسی تاجر کو مال بطور قرض دے، تاکہ وہ اس کے دوست کے حوالہ سے یہ قرض ہوگا امانت نہیں، تاکہ دہرا، تکا، خط و رقم کرنے میں اس سے مستفید ہو سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی صورت یہ ہونی کہ کسی آدمی کو قرض دے، تاکہ قرض خواہ اس میں شریک ہو، جس کے اندر منقرض، انجلی کا اور دہرا ہے تاکہ وہ اس سے خط و رقم کرنے میں فائدہ اٹھا سکے۔“

الفتاویٰ بھٹری وغیرہ میں ہے کہ اگر سلف قرض میں مشروط ہے تو حرام ہے اور اس شرط کے ساتھ قرض فاسد ہے، مرنہ حار۔

الواقعات میں شرط کی نقل یہ ہے:

ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال بطور قرض دیتا ہے اس شرط پر کہ وہ اسے کوئی تحریروں دے، ملاں شہ کے لئے دے، ایسا راجا جائز نہ ہوگا۔ اس شرط پر بلا شرط دے، اس پر موزوں تحریروں دے تو درست ہے۔

اسی طرح اگر یہ کہ مجھے ملاں جگہ کے لئے سنبھالو، اس شرط پر کہ میں تمہیں ملاں کروں گا، تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے (ایسا راجا درست نہیں ہے) (رد المحتار، ۳۵۰)۔

گریڈٹ کارڈ کا استعمال درست نہ ہوگا، کیونکہ اس کا استعمال کرنے والا نقد رقم نکالنے یا کسی کے نفع میں متعلق کرنے کے لئے جو رقم نکالتا ہے اس کے ساتھ یہ رقم کی ”انجلی بھی لازم ہوتی ہے جو بلا عوض ہونے کی وجہ سے سود ہے، اگر یہ شرط نہ ہو بلکہ کارڈ جادی کرنے یا اس کی تجدید پر اس کے لئے صرف فیس، یعنی پڑے، تو ایسوں کی طرح اس کا بھی حکم ہونا چاہیے۔“

یعنی جس طرح مدارس، کالج، میڈیکل فیس، پاسپورٹ کے لئے فارم فیس، ڈاک خانہ میں مٹی آؤ ریا رجسٹری فیس، اسی طرح ڈرافٹ بنوانے کی فیس یا آٹا نقد بیمہ، چڑیہ گھر اور میوزیم

دیکھنے کے لئے لکھیا فیس دی جاتی ہے اسی طرح اس کی حیثیت بھی ایک فیس کی ہوگی یہیں جب جائز حق کے حصول کے لئے فقہاء نے رشوت، بے کی اجازت، کی ہے اور ضرورت پڑنے پر سووی قرض لیا جا رہا ہے تو اگر ضرورت بقدر ضرورت اس فیس کی ”لنگی نہ کر کے پنا حق لیا جاتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہونی چاہئے۔

خدا صہ بحث

آج کل، مذہبی بینکوں کا نظام بہت (۱۰) پر کام ہے، ”رسد“ کی حرمت موس قطعیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے سو، لیے اور، بے کا حکم حرمت کے اعتبار سے یکساں ہے، البتہ فقہاء کے یہاں ضرورت مجبوری کے وقت جس طرح جائز حق کے حصول اور مضرت کے دفع کے لئے رشوت، بے کی اجازت ہے، اسی طرح سووی قرض بقدر ضرورت لیے کی گنجائش ہے۔ باب احوال میں جو حیثیت سنیہ (مندی) کی ہے، اسی پر ربح بحث مسئلہ کو قیاس یا جائز سنا ہے، بلکہ بینک کے جاری کردہ کارڈ کی حیثیت تو سند (دریغات) یا وثیقہ کی ہے، اور اس کارڈ کو فیس سے حاصل کرے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ قرض کے طور پر لی ہوئی رقم کے ساتھ مزید کی ”لنگی نہ کرئی پڑے“ نہ ہوگا اور ایسا کما کر اہل حق پر پائے گا۔

اس کارڈ سے خریدی ضرورت خود بخود نقد کی صورت میں ہو یا ”حمار“ رکھتے ہیں، یہ نکتہ دبا کا ”دھڑیس“ ہے، اسی طرح اپنے کمات سے دھڑے کے کمات میں رقم منتقل بھی کی جاسکتی ہے۔ البتہ خریدنے کا کارڈ چونکہ رہا پر مشتمل ہے لہذا اس کی اجازت نہ ہوگی۔

خدا صہ جوابات

۱۔ اس کی رقم کارڈ سے استفادہ درست ہے، کیونکہ کوئی ایسی شے ہے، سمجھ میں نہیں آتی جو عدم جو از پر دلیل ہو۔

۲۔ ڈیجٹ کارڈ سے استفادہ جائز اور اس کے ریڈر پر فروخت بھی ممانعہ ہوگی۔
 ۳۔ اگر ان دونوں قسموں کے کارڈ کے لئے کچھ رقم بطور فیس "ا" کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں، اس فیس کا حکم عام فیسوں کی طرح ہوگا، مثلاً، نئی دھڑی اور کتابوں میں، نقد فیس، پاسپورٹ فارم فیس وغیرہ۔

۴۔ (الف، ب، ج) ٹریڈ کارڈ حاصل کرنے کے لئے اگر صرف فیس کی "ا" لگنی کرنی پڑتی ہو، قرض ملا، سود ملتا تو اس کا استعمال، درست ہوتا، لیکن چونکہ قرض کے طور پر لی گئی رقم کے ساتھ مزید رقم دینی پڑتی ہے، جو سود ہے، اس لئے اس کارڈ کا حاصل کرنا درست نہیں، کیونکہ وہ حرام چیز کے حصول کا ذریعہ ہے، لیکن اگر وہ درست پڑ جائے تو اس وقت حاصل کرنے کی گنجائش ہوتی چاہئے، کیونکہ اس صورت میں سود دینے والا گنہگار نہیں ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ اس کارڈ کے ذریعہ اوصاف خرید و فروخت بھی درست ہونا چاہئے۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کے فقہی احکام

مفتی سید باقر ارشد *

حق جل مجدہ کا ارشاد گرامی ہے:

”یُرید اللہ بکم العسر ولا یُرید بکم العسر“ (سورہ بقرہ)

(اللہ تمہارے ساتھ آسانی کسا چاہتے ہیں، بھنگی نہیں)

چونکہ اللہ انسانی زندگی میں آسانی چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ انسان سہولتوں کے ”جائزہ دو“ میں رہ کر فائدہ اٹھائے، وہ نہیں چاہتے ہیں کہ انسان زندگی گزارنے میں ”بھنگی“ اور ”عسر“ کا سامنا کرے۔ اسی لحاظ سے شریعت نے انسان کو ایک حد تک اختیار دیا ہے کہ وہ ۱۰ یا ۱۰ معاملات میں رہا نہ، وقت کے پیش نظر ”شرعی حدود“ میں رہ کر اپنے معاملات کا حل تلاش کریں۔

انسان کی یہ فطرت بھی ہے کہ وہ آسانی اور سہولت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ مشقت، تکلیف و مصعوبتوں سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کی اسی فطرت اور اس کی طبع میں جدید سے جدید کی جستجوئے آئے بہت سی ایسی سوایات مہیا رہی ہیں، بہت سی ایسی ایجادات ہماری نظر ہوں گے سامنے آئیں گی جو ہماری فطرت کو اور ہماری جبلت پسند اندریوں کو آسودہ کرتی ہیں۔ انہی سوایات و ایجادات میں ایک ایجاد یا سہولت بینک کی جانب سے جاری کردہ ”کارڈز“ ہیں۔

کسی بھی معاملہ کے دورخ ہوتے ہیں: ایک تقنی اور امر اشیئت، یعنی کسی بھی معاملہ کے قواعد کے ساتھ ساتھ نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ ایک فائدہ ہونے مسلمان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نقصانات اور مصیبات سے گریز کرتے ہوئے شر و رساں پہلو سے ہٹ کر رہتے ہوئے ”شرعی حدود“ میں رہ کر فائدہ مند پہلو سے استفادہ کرے۔

بینک سے جاری کردہ کارڈ خصوصاً کریڈٹ کارڈ کے استعمال میں جہاں فوائد ہیں، وہیں نقصانات بھی ہیں۔ فرمانِ خداوندی:

”یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا یَسْرِوْا بِکُمُ الْمَعْسِرُ“ (سورہ بقرہ)۔

فرمانِ رسول اللہ ﷺ:

”بشروا ولا تنفروا بسروا ولا تعسروا“ (المعمر) (تم خوشخبری کی تعلیم دینا، نفرت کی باتیں نہ کرنا، آسانی کرنا، دشواری اور تنگی نہ پیش کرنا)۔

”اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیَّ اللّٰهِ الْحَنِیْعَةُ السَّمْحَةُ“ (المعمر) (اللہ کے نزدیک محبوب ترین: دین: ۱۰ دینِ حنیف ہے جو سہل ہے)۔

جائزہ دو میں رہ کر شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی پالیسیوں یا سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

یونکہ فی زمانہ جہاں انسان کمپیوٹر اور ڈور میں آ گیا ہے، ہر کام میں غلٹ، ہر معاملہ میں سہولت اور آسانی چاہ رہا ہے، آج کے غلٹ و سہولت پسند انسان کے لئے خرچ و خرشتہ و کاروباری سہولتوں کے لئے ریٹے، فائدہ کارڈ اور ایپٹ کارڈ ایک نعمت تصور کی جا رہی ہے، یونکہ ان کے استعمال، ”مرامات“ سے فائدہ اٹھانے میں سہولت مہیا ہوتی ہیں، لیکن دین کے سلسلہ میں، کاروباری مسائل میں ان کارڈز کی بدولت کافی سہولت، آسانی ہو رہی ہے۔

اس لئے علماء کرام و اربابِ افتاء کے لئے یہ لازمی ہو گیا ہے کہ اس کارڈ کا شرعی جائزہ لیں اور عوام کی رہنمائی فرمائیں۔

ہے، جب کہ یہ سہولتیں کریڈٹ کارڈ میں مہیا ہیں۔ نیز ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ آپ اتنے ہی روپیوں کی خریداری کر سکتے ہیں، جتنے کہ آپ کے اس کارڈ (یعنی اکاؤنٹ) میں ہیں، بالعکس کریڈٹ کارڈ میں اکاؤنٹ سے زیادہ کی خریداری بھی کر سکتے ہیں، ڈیبٹ کارڈ کو ڈیبٹ کم سے ٹی ایم کارڈ (Debit Cum ATM Card) بھی کہا جاتا ہے۔

ڈیبٹ کارڈ کا حکم

ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت بھی جا رہی ہے، حقیقت یہ کریڈٹ کارڈ کا مقابل ہے، اس میں سودی لین دین کے بغیر خرید و فروخت کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔

۳۔ فیس کی حیثیت

اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی فیس کارڈ کے ذریعہ یا تجزیہ کی یا سالانہ خدمات کا عوض ہوتی ہے، یہ جا رہی ہے، یہ بحیثیت کیل پیمنٹ جو خدمات انجام دیتا ہے اس کی ذمہ داری کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر چار اور اس کی دفعات کے جواب سے پہلے کریڈٹ کارڈ کے سلسلہ میں کچھ تفصیلات ذکر کی جا رہی ہیں:

کریڈٹ کارڈ کی بنیادوں کا شرعی جائزہ

کریڈٹ کے معنی قرض کے ہیں، کریڈٹ کارڈ کے معنی قرض لینے کا کارڈ یا قرض لینے کی سہولت فراہم کرنے والا کارڈ، اب یہاں یہ اس کارڈ کی شرعی حیثیت متعین کی جائے کہ اس کی سہولت سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز؟

کریڈٹ کارڈ معاملہ قرض، وکالت اور نکالت کو شامل ہے

کریڈٹ کارڈ قرض لینے یا دینے کے معاملہ کا نام ہے، اس کارڈ کے رکھنے والے کو بینک قرض دیتا ہے اور اس کارڈ کا رکھنے والا (کارڈ ہولڈر) قرض لیتا ہے، یا قرض پر خرید، قرضت اس کارڈ کے ذریعہ کرتا ہے، اور تاہم کو بینک بعد میں کارڈ ہولڈر کے ملنے کی سہولت کی ضرورت ہے، اس اعتبار سے یہاں قرض، وکالت اور نکالت تینوں معاملوں کو یکساں شامل ہے۔ قرض کا معاملہ یوں ہے کہ کارڈ ہولڈر بینک سے اس کارڈ کی جانب سے فراہم کردہ سہولت کے مطابق قرض لیتا ہے، اور بعد میں اس کو اگرتا ہے۔ ”رٹنی اصطلاح میں ”قرض“ کی تعریف عند اختلاف یہ ہے:

”قرض یعنی کوئی شخص کسی کی ضرورت پر اپنا مال اس وعدہ پر دیتا ہے کہ اس کو واپس کرے گا“ (القرضات العہد، المصلح المبرہن محمود قاسم ص ۱۰۰، رد المحتار علی الدر المختار)۔

بینک سے جو قرض دیا جاتا ہے، اس کریڈٹ کارڈ کے توسط سے وہ رننگ اکاؤنٹ (Running Account) ہوتا ہے یعنی کارڈ ہولڈر حسب ضابطہ مقررہ رقم یک سال تک یا یک سال کے بعد واپس کرنا ہے یا رقم حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس یک سال کے بعد واپس مقررہ مدت میں اس رقم کو بینک میں جمع کر دیتا ہے، تو ایسی صورت میں وہ دوبارہ ایک سال تک اسی مقررہ رقم کی ترہیز کرتا ہے، یہاں پر سودی لین دین سے بچتے ہوئے قرض کا معاملہ کرے کی اجازت دی جاسکتی ہے، یہ نکتہ قرض کے لین دین میں سودی معاملہ داخل نہیں ہے، تو ایسی صورت میں قرض جائز ہے۔

بینک کارڈ ہولڈر کا وکیل ہوتا ہے، ورنہ نہیں

کریڈٹ کارڈ قرض کے بعد وکالت کا معاملہ بھی شامل ہے، چنانچہ خفیہ کے نزدیک وکالت کی تعریف یہ ہے:

”ہی عبارة عن إقامة الإنسان غيره مقام نفسه في تصرف جانر معلوم“
(فقہ اسلامی، ج ۲ ص ۵۲، مطبع المکتبۃ الشریعۃ پاکستان، بحوالہ جرائع اصناف و محله فتح الہدی، رد المحتار و تبیین
الحقائق، شریعتی اعتبار سے معلوم، جار تصرف میں کسی کو اپنی ذات کا قائم مقام بنانے کو نکاحات
سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نکاحات اس طرح ہے کہ اگر کارڈ بولڈر کسی تاتہ کے پاس کوئی شریعہ اری کرتا ہے اور اس
تاتہ کو پنا کارڈ، کنکارت کہتا ہے کہ وہ اس کی تاتہ کی بیوی اشیاء کی قیمت بینک سے وصول کر لے تو
یہاں بینک اس کارڈ بولڈر کا وکیل ہوا کہ وہ اس کے تمام قیمت یا بلوں کی وصولیاتی و اس کی
اوائنگی کا پابند ہوتا ہے۔

جیسا کہ ”پذکر ہو چکا ہے کہ جار تصرف میں کسی شخص کو اپنا قائم مقام یا نائب بنانے کو
نکاحات کہتے ہیں، اس اعتبار سے کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں قرض کی رقم بینک کے قبضہ میں ہوتی
ہے، مرد کارڈ بولڈر کے وکیل کی حیثیت سے اس کے تمام بلوں کی اوائنگی کرتا ہے۔
بالعکس دو تاجر حضرات کا بھی وکیل بن کر کارڈ بولڈر سے رقم وصول کرتا ہے، اس لحاظ
سے بینک کارڈ بولڈر اور تاتہ دونوں کا وکیل ہوتا ہے، یہ صورت جار ہے، اس کے جواز میں فقہاء
کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ کے حاملہ میں کفالت کی تشکیک یوں ہے کہ بینک تاتہ حضرات کو اس تمام
شریعیہ ریوں کے بلوں کی اوائنگی کا پابند ہوتا ہے جو کارڈ بولڈر کرتے ہیں، یعنی کارڈ بولڈر کسی تاتہ
کے پاس کوئی سامان خریدتا ہے اور اس کی مل کی اوائنگی اور اس کا ادوس وہ بینک سے وصول
کرنے کو کہتا ہے، اس طرح بینک کی حیثیت کارڈ بولڈر کے لئے مالی نیل لی ہوتی ہے۔

اور شرعی اصطلاح میں کفالت کی تعریف یہ ہے:

”ہی صم ذمة إلى ذمة في حق المطالبة“ (تحت المصطلح والطلب والکاد و کذا فی فتح الہدی
۲۸۳، مطبع المکتبۃ الشریعۃ پاکستان) (ایک شخص کا اپنی ذمہ داری کو دوسرے شخص کی ذمہ داری سے

مٹا بہ کی حد تک مرہ طرہ دینا۔

قرض اگر صحیح ہے تو کفایت بھی صحیح ہوتی ہے، بینک کارڈ ہولڈر کے ذرا اجازت کی "انگلی" اس کا مالی نہیں بن سکتا ہے، اس کا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے۔ "رہنہ اپنے بیوں کی" انگلی کا مطالبہ یہاں کارڈ ہولڈر سے نہیں بلکہ بینک سے کرنے کا پابند ہوتا ہے "ریہ صورت بھی جائز ہے۔

بین ریٹ کارڈ کے معاملہ میں ایک سوال یہاں یہ اٹھتا ہے کہ کارڈ ہولڈر کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ واجب الاقراضہ رقم قائم کرے یا نہ کرے، مادہ بینک کو "آکرے" اور بقیہ رقم سہولت کے مطابق "آرہتا ہے" بین اس کے لئے بھی بینک ایک مدت تک مہلت دیتا ہے، اگر اس کے مدد اس کی "انگلی" رہی تھی تو اس صورت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا، اس "آکرے" انگلی میں مانجے ہوئے قرض کی صورت میں سود کے ساتھ اس رقم کو "آرہتا ہوگا"۔ معمولاً ایک فیصد سے ۵ فیصد تک ہوتا ہے۔ یہ زیادہ رقم شرعی اعتبار سے سود ہے اور سود کا لینا "نہوں حرام ہے" اس لئے کارڈ ہولڈر یہ سود کے معاملہ سے بچنے کے لئے وقت مقرر کرے۔ واجب الاقراضہ "آکرے" یہ نکتہ اس قرض میں شرط اضافہ سود کے "مشابہ ہے" اس یہ اس وقت ہے جب قرض کے معاملہ میں اضافہ کی شرط رکھی تھی ہو، یہ نکتہ سو یا رہا اس اضافہ کو کہتے ہیں کہ جس کی معاملہ میں شرط رکھی تھی ہو۔

حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الْحِبَّاءُ كَمِ احْسَابِكُمْ فَصَاءُ" (مثل الاولیاء، کتاب القرض) (لوگوں میں بہترین وہ ہیں

جو قرض کی ادائیگی میں سب سے اچھے ہیں)۔

اس اعتبار سے اگر قرض "آکرے" والا اپنی جانب سے کچھ اضافہ دیتا ہے، قرض دینے وقت اس طرح کی کوئی شرط لگانا کہ قرض کو وہاپس کرتے وقت کچھ اضافہ کے ساتھ دینا ہوگا، یہاں جائز ہے، اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اضافہ کیست میں نہ ہو بلکہ خاصیت میں ہو، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سود اپنے لئے تو سود ہے ہی، وہاپس کرے، اس قرض لیتے وقت نوٹ شراب ہوں تو یہ

قرض کی ہو، نگلی کرتے ہوئے اچھے نوٹ لے سکتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد یہاں کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں یہ شرط پہلے ہی زہدی جاتی ہے کہ قرض لی تاثیر کی صورت میں کچھ رقم، رقم، ی جاے، لہذا ایسی رقم کا، یتایا جا جائے نہیں۔

البتہ اس شرط سے کریڈٹ کارڈ کا سارا معاملہ ٹھیک یا ناجائز نہیں ہو جاتا، بلکہ حنفیہ کے نزدیکی قرض کے ساتھ اگر کوئی ماحارثہ طاکانی جاے، تو ایسی صورت میں قرض کا معاملہ تو صحیح ہوگا، لیکن شرط باطل ہو جائے گی، اس لحاظ سے ایسی شرط نکال دینے کی بنیاد پر کریڈٹ کارڈ کا معاملہ باطل نہیں ہو جاتا، بلکہ وہ معاملہ صحیح ہوگا اور ماحارثہ طاکانی جاے گی، وہ باطل ہو جائے گی، جیسا کہ رد المحتار میں ہے:

”جس مال کا مبادلہ مال سے ہو وہ شرط قاسد سے قاسد ہو جاتا ہے، بیسے بیج وغیرہ، اور جس مبادلہ مال کا مال سے نہیں وہ شرط قاسد سے قاسد نہیں ہوتا، بیسے قرض وغیرہ۔ اس لئے کہ شرط قاسد و سود سے متعلق ہیں اور سود معاوضات مالہ سے ہے، نہ کہ اس کے غیر سے تو وہاں صرف شرط ہی باطل ہوگی“ (رد المحتار علی الدر المختار ۷/۴۷۷)۔

یہ رد المحتار میں ہے کہ:

”والقرض) كقصر صك هذه المانة بشرط أن تحد من سنة، وفي البراءة و تعليق القرض حرام و الشرط لا يلزم“ (رد المحتار علی الدر المختار ۷/۴۷۷ مطبع مکتبہ ریکیہ روہت) (مترس لے بہا کہ میں نے تجھ کو ایک ہزار قرض دیا، اس شرط پر کہ تو یک سال میری خدمت کرے تو اس شرط سے قرض باطل نہیں ہوتا، برازیہ میں ہے کہ قرض کی تطیق حرام ہے اور شرط لازم نہیں ہوتی)۔

کریڈٹ کارڈ کی فیس

کارڈ کے اجراء کے لئے بینک جو فیس کارڈ ہولڈر سے جتا ہے وہ جائز ہے، اس طرح اس کارڈ کی سالانہ فیس اور اس کے ریویو (تجدید) کی فیس بھی جائز ہے، اس قسم کی رقم یا فیس

سروں چارج (اجرت) یا خدمات کے عوض کی حیثیت سے لی جاتی ہیں، اس کا قرض سے یا قرض کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، لہذا اس قسم کی فیس یا رقم جائز ہے۔ اس کی ”گنگی میں کوئی قیامت نہیں۔“

نیز بلوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں بینک چارجوں سے زیادہ سے زیادہ ۵ فیصد کمیشن وصول رہتا ہے، یہ بھی بینک کی سروں چارج یا خدمات کا عوض ہے، یہ رقم یا کمیشن بھی جائز ہے، چونکہ بینک کارڈ ہولڈر اور تاجر کا وکیل ہوتا ہے اور وکیل کا اجرت لینا جائز ہے۔ جیسا کہ الفقہ الاسلامی، ”الاجتہاد میں لکھا ہے کہ: ”تصحیح الموکالة بانحو“ حسب ضابطہ بینک اپنی کوئی سالانہ فیس کارڈ کے استعمال کی یا اپنی خدمات کی اجرت کے طور پر کچھ رقم لیتا ہے اور وہ پہلے ہی سے طے پا چکی ہو، ایسی صورت میں یہ فیس اجرت میں شمار ہوگی اور جائز ہوگی، جیسا کہ الفقہ الاسلامی، اولیٰ میں ہے (دیکھئے: ۵/۴۷، ۴/۴۷، ۱۵۱ طبع پاکستان)۔

۴۔ الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کے استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس جائز ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ریویو حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ اگر سالانہ فیس یا تجدید کی فیس ہو تو وہ جائز، ”رہتا ہے بطور کمیشن“ اگرے تو وہ بھی جائز ہوگی، ہاں اگر تاجر کی صورت میں لڑا، رقم کی ادائیگی ہو تو ایسی رقم کا دینا یا لینا حرام ہے۔
ج۔ ”بہت کم رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جو رقم ادا کرنی ہوتی ہے، وہ رقم سو کو شامل ہے اس لئے کارڈ ہولڈر کے لئے لازمی ہے کہ اس طرح کی تاخیر سے بریر کرے تاکہ وہ سود کی ادائیگی سے بچ سکے۔“

معاملہ میں اس بات کا شامل ہونا کہ مقررہ مدت پر ”ادارے کی صورت میں اصل رقم سے زائد ادا کرنی ہوگی، یہ باطل شرط ہے، معاملہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، یعنی قرض کا معاملہ صحیح و درست ہے اور شرط باطل ہے۔“

فی الحکمہ روا سے پتہ چلے کہ کریڈٹ کارڈ کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

احتیاطاً تقاضا یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ورمیٹ: یہ ادائیگی سب کی جائے تو فوراً رقم جمع کروئی جائے تاکہ سو سے بچا جائے، اور اس کارڈ کے ورمیٹ پیش روپیہ نہ یا جائے، یعنی روپیہ کی صورت میں ترنس نہ یا جائے۔

بینکوں سے جاری مختلف کارڈ کے استعمال میں قابل غور پہلو

مولانا محمد امجد علی عازمی *

نبیاء کی طور سے ان کارڈ کی قسمیں ہیں:

ایک وہ کارڈ جس کے ذریعہ بینک رقم جمع کرنے کا کام لے کر آسان عمل پیش کرتا ہے اس میں سہولت کا ایک پہلو یہ بھی رہتا ہے کہ بینک کے اکاؤنٹ کا پابند نہیں رہتا ہے۔
 دوسرا بینک کے پیش نظر (امانی مسائل) سے ریا و دشمنی مسائل پر انحصار بھی ہوتا ہے، چھوٹی رقموں کے ذریعہ کٹش کے لئے مٹے امانی مسائل کو صرف نہیں رہا پڑتا ہے۔
 پانچواں بینکوں میں اس کی اہم کارڈ یا ڈیٹ کارڈ کی سہولت ہے، اس کا تعلق ر متعین حد سے کم رقم کا ورتہ سے نہیں لے سکتا، بلکہ کارڈ ہی استعمال رہا ہوگا۔
 دوسرا کارڈ وہ ہے جس کا مقصد سہولیات کے نام پر آسان ٹرخوں کا سہل طریقہ جس سے سودی قرضوں کو روانہ دیتا ہے۔

سریے کارڈ اور یہ کارڈ ان کوٹ کے کارڈ ہیں۔

سریے کارڈ استعمال کرنے والوں کو قدم قدم پر سودی قرضوں کا اصل رقم سے رقم کی ادائیگی پیش ہوتی ہے، جو مختلف ناموں سے لی جاتی ہے۔
 سریے کارڈ ساریت کے رہنما کو بھی تقویت دیتا ہے، جیب میں موجود رقم سے زیادہ کی خریداری کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

✽ اسلامی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند نئی دہلی۔

۱۔ ہشتم کے کارڈ کے مابین اس فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، یہ بینک میں رقم جمع کرنے اور اپنی مرضی سے نکالنے کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس میں اُرقبابت ہے تو اس پہلو سے بینکنگ کا پور نظام ہی میسر ہو رہا ہے، جن امور کے پیش نظر بینک کی سمیت سے استفادہ کی جو گنجائش ہے اس میں یہ کارڈ بھی شامل ہے۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ کے استعمال میں بھی کوئی شرعی مانع نہیں ہے اس کارڈ سے خرید و فرہست بھی جاری ہے کیونکہ کھاتے میں رقم موجود ہوتی ہے اور کامداد کے سامنے ہی وہ اس کے کھاتے میں منتقل ہو جاتی ہے۔

الجبیز الدائمہ للبحوث العلمیۃ والافتاء معہ: یہ کارڈ بھی نہیں ہے؛

”اذا كان الامر كما ذكر فانه لا مانع من استخدام البطاقة المذكورة
اذا كان المشتري لديه رصيد يعطى المبلغ المطلوب“ (تاوی الجبیز الدائمہ للبحوث العلمیۃ
والافتاء ۱۳/۵۳)۔

صورت مذکورہ میں ذہنی مشق کے کھاتے میں مطلوبہ رقم موجود ہو، مذکورہ کارڈ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۔ مذکورہ بنوں کارڈ کے حصول کے لئے اگر وہ فیس بھی جاز ہے، یہ اجمل الوکالت کے تحت مندرج ہوگی۔

حالانکہ الجبیز الدائمہ ریاض کے مطابق اس فیس کا لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ عقد الکفالت ہے (۱۳/۵۲۲)۔

بین کارڈ اور اس سے وابستہ مشین وغیرہ پر آنے والے خرچ کو پورا کرنے کے لئے کسی فیس میں مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

نوٹ: ایک جگہ اے ٹی ایم کارڈ کے ذریعہ رقم جمع کر کے دوسرے مقام پر نکالنے سے

بعض بینکوں میں ائمہ و ائمہ کے طور پر رقم، یا پڑتی ہے، اس رقم کی نوعیت یہی ہو جاتی ہے جو ڈرافٹ بنا تے وقت، یا ہوتی ہے۔
 اظہار رقم میں بھی مضائقہ نظر نہیں آتا۔

۴۔ ریڈیٹ کارڈ

ریڈیٹ کارڈ کا مسئلہ فی الواقع بہت پیچیدہ ہے۔
 مجمع الفقہ الاسلامی ساتویں اور آٹھویں اجلاس میں غور و فکر اور بحث و مباحثہ کے باوجود حتمی فیصلہ تک نہیں پہنچ سکا (الحدود الاسلامیہ، ۱۹۸۸ء، ۱۵۱/۱۵۲، ۱۵۳/۱۵۴)۔
 الف۔ ریڈیٹ کارڈ کے محض استعمال کے سلسلہ میں رقم کے سامنے،
 فتاویٰ (موقف) ہیں۔
 الج۔ ائمہ کا موقف ہے:

”البطاقة المصنوعة أو الذهبية على الشرط المذكور بطلاقة ربوية لا يحوز اصداؤها ولا العمل بها لاشتغالها على فرض جرمي، وهذا ربا محرم، والتعامل بها من التعاون على الإثم والعدوان“ (۵۲۶/۱۳)۔
 مذکورہ شرط کے ساتھ یہ کارڈ سودی کارڈ ہے، اسے لے کر کرنا اور استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ فتح اللہ و قرض پر مشتمل ہے جو حرام سود ہے، اسے استعمال کرنے کا مطلب اثم و عدوان کے ساتھ تعاون ہے۔

دکتور عبد الستار ابو نعیم کا موقف ہے:

”کارڈ برائے امر من احتیاطی تقاضوں کو پورا کر لیتا ہے کہ جو اس حرام شرط کے عمل میں مدد دے گا۔ کہیں کہیں، تو اس کارڈ کے استعمال میں اس کے اتفاق نامہ پر، تنقید باوجود اس شرط کے مضائقہ سے خالی ہے، کیونکہ یہ عام و شریعہ الفاء لی حاکم میں ہے، وہ اس کو غلط بھی سمجھتا ہے، اور اس کے اثر کو دور کرنے پر عامل بھی ہے۔“

اس کی شرعی دلیل بنی علیہ علیہ کا صحیح میں حضرت بریدؓ کے سلسلے میں حضرت عائشہؓ سے کہتا ہے کہ انہیں لے لو اور ان کے ساتھ دلاؤ کی شرط رکھ دو، دلاؤ تو آزاد کرنے والے ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے: انہیں خرید لو اور آزاد کرو اور ان کے ساتھ دلاؤ کو مشروط کرو۔ “ (بحث فی معاملات ولا سالیب المصریۃ الاسلامیۃ الکڑعہ الدارہیونہ)۔

ہر صورت بریدؓ کا رڈ رکھنا اور اس کے ذریعہ خریداری کرنا خواہ سود کی فاضل رقم دینے کی نوبت نہ آتی ہو۔ راہب سے خالی نہیں ہے، اس لئے کہ اس کو لٹو کراتے ہوئے محض سود کی شرط قبول کرنا ہوتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ سود کی رقم لازم ہو جانے کا احتمال و اندیشہ کار ہوتا ہے۔

اس نوعیت کے کارڈ کے حصول کے لئے جو قیس دی جاتی ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ب۔ زائد رقم ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ دونوں عمل رائج ہیں۔

۱۔ زائد رقم کی ادائیگی بصورت تاخیر: اس رقم کے سود، اگر حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، الجائزہ المدائمر کا فتویٰ ہے:

”إذا كان الواقع كما ذكر من الاتفاق على أن المقترض إن وفى بسداد القرض عند الأحل لا يهرم شيئا، وإن تأخر دفع زيادة عليه من مقدار المبلغ فهو عقد ربوي مدحون فيه على دبا الفصل وهو تلك الرباذة وربا النساء وهو التأخير“ (۵۲۳/۱۳)، مذکورہ صورت سودی معاملہ ہے، جس میں ربا افضل بھی ہے اور ربا انسینہ بھی ہے۔

بیت التمول الکویت کے مستشار شرعی بدر التولی عبدالباسط کے مطابق بھی:

”لا يجوز وضع شرط جزئي في الالتزام بدفع مبالغ نقدية (فلا

فالا لئلا یعمل بمعاقبتی، ولکن یمکن العاء صلاحیة بطاقة الفیرا فی حالہ عدم سدادہ أو تکرار عملیة انکشاف و صیدہ“ (فتاویٰ اشرعیہ فی المسائل الاقتصادية ۳۶۲)۔
(شرط خیراتی کارکنان درست نہیں ہے، اگر وہ نقد رقم کی ادائیگی کی صورت میں ہوں، تاہم کارڈ کو سیل کیا جاسکتا ہے)۔

مجمع الفتہ الامامی نے بھی گیارہویں سمینار میں فیصلہ کیا کہ مداخلت یا تاخیر کے سبب مدین پر کوئی اضافی رقم عائد نہیں کی جاسکتی ہے۔

شیخ مصطفیٰ احمد زرقا کو اس سے اختلاف ہے، مگر وہ بھی اس کا اختیار تنہا کوہیتے ہیں کہ وہ کیس کے لحاظ سے ترمیم عائد کرے (مجلة ابحاث الاقتصاد الاسلامی العدد ۱۲/۲۰۰۷)۔

۲- دوکاندار کے کھاتہ میں رقم تحویل کرنے پر فاضل رقم کی ادائیگی:

اس رقم کا تعلق تاخیر سے ادائیگی سے نہیں ہے، بلکہ جب بھی کارڈ ہارڈ ور کوئی خریداری کرے اور بینک اس کے پر لے اس کی جانب سے رقم دوکاندار کو ادا کرے وہ زائد رقم لے۔
اس سلسلہ میں بیت التمويل الكويتی کے استشار شرعی مذکور کا فتویٰ حسب ذیل ہے:

”يجوز اخذ اجرة عن الخدمات المقدمة لصاحب بطاقة فيرا التمويل ومساها القيد بالدفع من حسابه المشتمل على رصيد على اساس 'اجر الوكالة بالدفع، اما في حالة انكشاف رصيده وقيامه بالدفع عنه فلا يوجد منه عمولة لانه فرض حسن“ (فتاویٰ اشرعیہ فی المسائل الاقتصادية ۳۶۱)۔

(کارڈ ہارڈ ور کو دی جانے والی سروس کی اجرت لیا جاز ہے، اسی میں اس کے کھاتہ جس میں رقم موجود ہو، وہاں لوگاتہ بالدفع کی بنیاد پر ادائیگی بھی شامل ہے، البتہ اگر کھانا خالی ہو، اس کی جانب سے رقم ادا کی جائے تو فیس نہیں لی جائے گی، کیونکہ یہ فرض حسن ہے)۔
راقم کا خیال ہے کہ اس کی تعریف کی حاجت نہیں ہے، دونوں صورتوں کا یک ہی حکم ہونا چاہئے، مرقم کے نزدیک اس رقم کا لیا جاز ہے۔

نوٹ: نریٹ کارڈ سے ذریعہ اری کی صورت میں رقم ادا کرتے ہوئے بینک
دو کام ر سے بھی مخصوص میٹن لیتے ہیں، سوائٹا مے میں اس کا تذکرہ نہیں ہے، اس کی تفصیلات
کے لئے دیکھیں: (محکمہ فی معاملات ولا سالیہ المصریۃ الاسلامیہ - ڈاکٹر عبدالستار ہونغدہ)۔

ماہرین شریعت کے یہاں اس سلسلہ میں دو موقف پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ رقم
رقیبیل سوو ہے اور اسے لیا جاتا نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ رقم ذریعہ اری کی چیز کی رقم ذریعہ اری سے
دو کام ر کو دلانے کی اہمیت ہے (اہمیت تحصیل ملکیں)۔ اور شریعت میں اس کی گنجائش موجود ہے۔
پہلی رائے کے حاملین اپنی رائے کی بنیاد پر نریٹ کارڈ کے استعمال کو جاری سمجھتے
ہیں، کیونکہ بینک کے اس ماہر رقم کو لیے فارم اردو کارڈ ذریعہ اری کے ذریعہ نکلتا ہے۔

نوٹ ۲: بن ملک منہ کی صورت میں نریٹ کارڈ کے ذریعہ دوسرے ملک میں جو
رقم دوسرے بینک سے نکالی جاتی ہے، اس پر راند رقم دینا "آمرئی ہوتی ہے، اس رقم کو
دوسرے بینک (کارڈ لڈو رے ۱۰۰۰۰۰ رقم نقد دینے والا) باہم تقسیم کرتے ہیں، ۱۰۰۰۰۰ مائے میں اس
رقم کا بھی اثر نہیں ہے۔

"شركة الراحمی المصرفیة للاستثمار" اس رقم کو بھانہ سمجھتا ہے، اس
کے پاس جو رقم آتی ہے وہ دوبارہ کارڈ پر دار کے کھاتہ میں جمع کر دیتا ہے۔

ہیت اتھریل الکویت: اس رقم کو اثاثۃ الوکالت علی ائمہ یل کی مد میں رکھ کر جاری قرار
دیتا ہے۔

تفصیلات کے لئے ڈاکٹر عبدالستار ہونغدہ کی کتاب مذکور ملاحظہ کی جائے۔

بینک کے مختلف کارڈ اور ان کا شرعی حکم

مفتی اقبال احمد قادری *

موجودہ بینک کی برقیات کا دور ہے، ہر شے اور ہر ملک کا اسان اپنا کارڈ بنی
معاملات میں بینک سے، مہنگی کی شے، مورت محسوس کر رہا ہے، اگرچہ یہ مسائل موجودہ دور کے
پیدہ ہوئے ہیں، لیکن قرآن و سنت کے بیان کردہ اصولوں سے اور فقہاء امت کی تشبیحات
و تمہیدات سے اس مسئلہ کا شرعی حکم تلاش کرنا ممکن ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ناجائز معاملات کے ساتھ آج بہت سے جائز معاملات بھی
بینکوں کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں، مثلاً ”کرم ادوب“ جس میں اسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ
صرف اپنی رقم بینک میں محفوظ کرے کی غرض سے بینک میں جمع کر رہا ہے، درحقیقت بینک
جب چاہے نکال سکتا ہے، ایسے کمائیوں سے لے کر جمہور فقہاء نے بجا رے دی ہے، جیسا کہ مولانا مفتی
عثمانی نے سوئی بینک کے کرم ادوب میں رقم رکھانے کے جوہر کو اپنے مقالہ میں مدلل طور پر
لکھا ہے، جو فقہی مقالات (۲۳-۲۴) میں موجود ہے، اسی طرح بینک کے لاکرز (Lockers)
سistem کو جائز کہا گیا ہے، جیسا کہ مولانا مفتی عثمانی نے اپنے مذکورہ مقالہ میں لکھا ہے: ”جہاں تک لاکرز
کا تعلق ہے اس کے اندر کوئی شے نہیں کہ وہ شخص لاکرز کو بینک سے رے پر حاصل کرتا ہے اور انہیں
کے درمیان رے، اری کا معاملہ طے ہوتا ہے اور رے، اری کے معاملہ کے بعد مولانا بینک کے
پاس ہی بطور ضمانت موجود رہتا ہے، لہذا اس پر ضمانت کے احکام مانڈ ہوں گے۔“

اسے فی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ

آن کل کی بے اطمینانی کے ماحول میں کثیر رقم ساتھ لے کر چلنے میں جو خطرات ہیں، ان سے بچتے ہوئے رقوم سے استفادہ اور اس کی منتقلی، نیز کاروبار کے لئے بینک نے جو طریقے پیش کئے ہیں، وہ قدیم زمانہ کی مندی کے طریقہ کار کے مشابہ ہے، یعنی جس طرح مندی (سنتھ) ایک قسم کا قرض ہے جس سے قرض دینے والا راہ تہ کے تمام خطرات سے بچے کا قاعدہ اٹھاتا ہے۔
 "وہی فرص استفاد بہ المقرص سقوط حطر الطريق" (ہدایہ)۔

اسے فی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کے مقاصد میں بھی یہ قاعدہ ملحوظ ہے۔
 بین تو سنتھ (مندی) کے عقد کو حلال کرنے میں فقہاء مختلف اراے ظہر آتے ہیں، مولانا عہد تیفریحی محلی لکھتے ہیں:

"آی عقد بحسب ہی فی اخذ حکمہ، قلت ایہا حوالہ وانت تعدم ان الحوالہ لہ نکون بمعنی الوکالۃ وقد نکون ان یحتال للداس وقد یحتال بغیر الدائن ولا رواۃ ان الوکیل والمحتال علیہ حرام علیہ الأجرۃ والأخذ من الموکل والمعیل ان عمل فیہ عملاً فلا باس فیہ ان شاء اللہ تعالیٰ" (حاشیہ شرح وکایہ ۳۹۱) (اس کو اس عقد میں شامل یا جائے، میں کہتا ہوں کہ یہ خواہ ہے اور یہ معروف بات ہے کہ خواہ کبھی بات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور خواہ کبھی ان کے لئے ہوتا ہے کبھی بغیر قرض اور ہی کے لئے خواہ ہوتا ہے، اور کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ کیل اور محتال عدیہ پر موکل اور محیل سے اس کے کچھ کام یا ہے تو اتہ تہما حرام ہو، بلکہ کام کی بنا پر اتہ تہما لیے میں کوئی حرج نہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ)۔

امام نقوی نے حضرت علی اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے نقل کی ہے کہ: فان (مندی) کے رپیہ رقم بھیجنے میں، کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، حضرت عبد اللہ بن ربیعؓ لوگوں کو مکہ میں رقم دیتے تھے، اس کے بارے میں مصعب بن ربیع کو عراق میں لکھتے تھے کہ اتنی رقم دے دی جائے،

لوگ اس سے وہاں وصول کرتے تھے (سنن بیہقی کتاب الحج باب فی السعاج ۵۲/۵)۔

عام طور سے فقہائے حنفیہ اس لئے اس کو مکرر و تحریری لکھتے ہیں، کہ اس میں کوئی وغیرہ کی شرط ہوتی تھی، اگر قرض کی ادائیگی میں اتہات کی شرط نہ لگائی جائے تو یہ جائز ہے جیسا کہ حوالہ میں ہوتا ہے، لیکن بعض فقہاء حنفیہ اتہات یا فسخ لے کر بھی اصل حقدار تک رقم پہنچا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اس کے برعکس بعض حنفیہ مطلقاً منڈی کے معاملہ کو مکروہ لکھتے ہیں۔ ہر ایہ میں ہے:

”وہیکرہ السعاج وہی فرض استعاد بہ المقرض سقوط خطر الطريق

وہذا نوع دفع وقد بھی رسول اللہ عن فرض حرمہما“ (ہدایہ) (سنتیہ مکررہ ہے، یہ اس فرض کا نام ہے جس سے قرض، اپنے ملازمین کے تمام خطرات سے بچے کا نام دیا جاتا ہے، و برض سے اس طرح نفع انہی کو حسمور ملتا ہے نہ مایا ہے)۔

نہر اس قول پر مولانا عبدالحی تحت مقدمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تعطلت الأمور وكسدت التجارات وانقلت الأحوال من العسر إلى

العسر فلا يصاف على الناس، ولا يقض بالفتنة بمجرد التأويل والتعسير، فيجب ان لا يسمع قول قابل بلا وجه فاصل و نص مطلق“ (حاشیہ ہدایہ شرح ہدایہ) (اگر منڈی کے سلسلہ کے معاملات کو ناجائز کہا جائے تو) بہت سے تجارتی معاملات معطل ہو کر رہ جائیں گے، مگر آسان صورت شہادتی میں تبدیل ہو جائے گی، لہذا لوگوں پر تنگی نہیں؛ اہل جاسختی، مخلص تاویل تجبیہ کی بنا پر لوگوں کو آرمایش میں نہیں؛ اہل جاسختی، اس لئے بعیر نفس سرتخ، در فیصد کن رائے کے کسی کا قول نہیں سنا جاسکتا)۔

نیز ہنڈی کے معاملہ میں اتہات کے جواز کی بھی کثرت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جب کوئی رقم محیل محتمل علیہ کے حوالہ کرے کہ اس کو غلاں جگہ پہنچا دو، میں اس کے

پہنچانے اور حساب کتاب کی اتہات دوں گا، تو اس میں کون سا شرعی مانع ہے کہ اس کے عدم جواز کا حکم لگایا جائے اور کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ بکیل اور محتمل علیہ کو موکل سے یا محیل سے

جنت لینا حرام ہو، جبکہ اس نے اس میں کچھ عمل بھی کیا ہو، اس لئے میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خاص طور پر اس زمانہ میں“ (حاشیہ شرح وقایہ سہ ۱۱۹)۔

حنفی فقہاء میں قاضی خاں (متوفی ۵۹۴ھ) نے درمیان کی رائے دی ہے فرماتے ہیں:

”رجل اقروض رجلا علی ان یکتب لہ بملک الی بلد کذا لا یجوز، و ان اقروض بغیر شرط و کتب لہ بملک الی بلد آخر مستحجة جازاً“ (قاضی خاں سہ ۷۷۷) (ایک شخص نے اس شرط پر قرض دیا کہ دو فلاں شہر میں میرے لئے یہ لکھ دے تو یہ جاز نہیں اور اگر بغیر شرط و قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے لئے ہنڈی لکھ دے، تو یہ جاز ہے)۔

مذکورہ عبارات سے جس طرح ہنڈی کا مسئلہ حوالہ کی ایک قسم کی حیثیت سے جواز کے دائرہ میں لایا جاتا ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے اے فی ایم کارڈ ایٹ کارڈ کا مسئلہ بھی حوالہ کی ایک جہ پر مشتمل ہے، اور کوئی شرعی قیامت اس کے عہد میں نہیں پائی جاتی، اس لئے یہ بھی جائز قرار پائے گا۔

رقم جمع کر کے کارڈ حاصل کرے۔ ملائمتیں متبادل جس بینک میں رقم جمع کی ہے، وہ میل، جہاں جہاں یہ کارڈ موثر ہے۔ دو شخصیں متبادل علیہ امر حقیقی رقم میں معاملہ ہو، وہ متبادل۔ اور یہ معاملہ حوالہ کیا اے گا۔

۳۔ فیس کی حیثیت

مذکورہ بالا تفسیلات سے معلوم ہوا کہ اے فی ایم کارڈ اور ایٹ کارڈ کے جو رقمیں کوئی شخص نہیں، نہ اس دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بلڈ فیس کے، نی پی اے، تو وہ بھی بعض فقہاء کے نزدیک حرام ہیں، خصوصاً امامہ عبدالحی کی تصریحات کی بنا پر اس کی صحیح بات ہے۔

کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ

کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ مذکورہ دونوں کارڈوں سے مختلف ہے۔ یہ تکہ انہیں اپنی ہی جمع رو رقم سے استفادہ ہوتا ہے، البتہ بینک ان رقموں کی اسٹیٹمنٹ اپنے حوالہ دہروں کے بھی حوالہ دیتا ہے۔ جب کریڈٹ کارڈ میں اپنی جمع رو رقم سے استفادہ کے بجائے اپنی ڈیٹس دھار کر قرض یا صارفین حاصل کرنے کی رعایت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے اس معاملہ میں بینک کی ڈیٹس انہیں کی ہوتی ہے اور کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے پر استعمال کرنے کے لیے جو فیس اسٹیٹمنٹ پر پڑتی ہے اس کی ڈیٹس کفالت یا ضمانت پر اہل کے لیے لیں۔ یہی کی ہے۔

چونکہ فقہ اسلامی میں کفالت کو مقدمہ شمار کیا جاتا ہے۔ کہ عفو، معاوضہ، اس لیے فیس بخش کی ذمہ داریا حار ہے۔ بین ماحدی مقابا، کی تصریحات کے مطابق اگر فیس کو اس کفالت کی بنا پر کچھ عمل بھی سراپا ہے۔ مثلاً اس کے بارے میں اس کو دھنا پڑھنا پڑتا ہے اور دھروے فقہی امور بھی انجام دینے ہوتے ہیں۔ یا مثلاً کفالت کے سلسلہ میں اس کو مضمون (جس کے لیے ضمانت لی گئی ہے) مضمون عند (جس کی طرف سے ضمانت لی ہے) سے ذاتی طور پر خط کتابت کے روبرو ہونا پڑتا ہے تو اس قسم کے فقہی امور کو تعمیر عا انجام دینا ضروری نہیں، بلکہ فیس کے لیے مللولہ سے یا مللول عند سے اس تمام امور کے انجام دینے پر ذمہ داری کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

آج کل جو بینک کسی کی ضمانت لیتا ہے تو وہ صرف زبانی ضمانت نہیں ہوتی، بلکہ اس ضمانت اور معاملہ میں بہت سے فقہی امور بھی انجام دینے جاتے ہیں، مثلاً خط و کتابت کرنا، کاغذات وصول کرنا، پھر ان کو سپرد کرنا، رقم وصول کرنا پھر اس کو بھیجنا وغیرہ اور ان کاموں کے لیے اسے ملازمین، عملہ، دفتر عمارت اور دھروے اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے، اب بینک جو یہ تمام امور انجام دے رہا ہے، یہ صرف مفت انجام دے اس کے لیے واجب نہیں ہے، چنانچہ ان امور کے لیے بینک کو حق ہے کہ وہ اپنے گاہکوں سے مناسب اہل و عیال وصول کرے۔

خلاصہ یہ کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے پر جو فیس لی، لی جاتی ہے اس کی شرعا
مغایبہ ہے۔

اب اس کے بعد بینک کا اپنے گاہک سے کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم پر مزید رقم
بڑھانے کا صریح سود ہے، انی طرح شریعہ نردو اشیاء کی قیمت جو بینک نے "لی، بینک اس
قیمت سے زائد قیمت جو وقت پر رقم جمع نہ کر پانے کی شکل میں اپنے گاہک سے وصول کرتا ہے یہ
بھی سود ہے اور ایسا معاملہ طے کرنا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ اگرنا شریعہ قیمت اپنے رقم کے
اضافہ کی شرط نہ ہو اور گاہک وقت پر نہ دے، بلکہ اصل رقم سے کام لے جس کی وجہ سے بینک کو گاہک
سے اپنی رقم وصول کرے میں کچھ صرفہ نہ کرنا پڑے تو اصل رقم کے علاوہ سود شریعہ بھی گاہک
(کریڈٹ کارڈ لینے والے) سے وصول کرتا ہے، جیسا کہ کفایت المستی میں ہے:

مطالبات مالیه میں جبکہ مدیون باوجود قدرت کے لوائے حق میں اس قدر روئے اور تسامح
کرے کہ وہ اس کے کماحقہ بغیر وصول حق کی امید نہ رہے، مگر جو ری، معاوضہ کرے تو اس صورت
میں سے جائز ہے کہ اپنا، اتنی اور حاضرتی بھی مدیون سے لے لے، فقہاء نے تحریر خصم کی صورت
میں اثبات احصاء فیہ داس کے مدلل ہے (جامع الفتویٰ ۲۳۶/۳، نکات فی الفقہ ۱۸/۱۲۳)۔

غرض یہ کہ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ بینک سے سودی معاملہ کرنے پر مبنی ہے، اس
لئے شرعا اس کی اجازت بغیر مجبوری کے حالات کے درست نہیں۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مولانا محمد اعظم ندوی *

معاشی نظام کی ترقی و ترقی اس دور کے فقہاء سے اور بین الاقوامی معیارات کی مقتضی ہے۔ زمانہ ماضی میں بھی فقہاء کرام کے سامنے نئے مسائل کھڑے ہوتے رہے ہیں، ورنہ سب سے تمام مسائل کا شرعی حل پیش بھی کیا ہے۔ اور اس میں کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا، میں موجودہ معاشی نظام جو بالکل ایک ایک سسٹم اور تکنیکی آلات سے مربوط ہے، کا وجود ہمارے منفقہاء کے دور میں نہیں تھا، بلکہ خود معاملات میں عموماً ان کے دور میں غیر انسان کی شمولیت نہیں تھی، پس آج وہ معاملہ کرنے والے اشخاص کے درمیان مشین واسطے کا کام دے رہی ہے، اس لئے احکام کی تفسیق میں بہت شرف نکالی اور امر اور نہی کی نہج درست ہے۔

سب سے پہلے (BARTER) کا نظام اس تھا کہ اشیاء کے درمیان اشیاء کا تبادلہ ہوتا تھا، اس کے بعد صرف نقدین (سودا، چاندی) آتی تھی تاہم کاروبار میں یہ گئے پھر اس کی جگہ ”پرومیسوری نوٹ“ لے لی، اب موجودہ اقتصادی نظام میں کرنسی کی جگہ لین، بین میں چیک (Bank Cheque)، بونڈ (Bond) اور (Promissory Note) کا کاروبار وغیرہ استعمال ہوئے گئے، امر چھان بین کی حیثیت ہوئی جو اب کرنسی کی ہے، لین کرنسی کی حیثیت بھی ہوتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہ تھی اور اسے صرف تبادلہ کا نظام ہی درمیان سمجھا جاتا تھا، یعنی وقرض کی دستاویز کی حیثیت رکھتی تھی، پس آج سارا معاملہ اس کا چلن اتنا عام ہو گیا کہ اسے ٹکس صحت کی پ

* دارالعلوم مدینہ منورہ، پاکستان، یوپی۔

شخص عرفی کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس پر مابین معاشریات و مقابلا سب نے اتفاق کر لیا۔
 بین ظاہر ہے کہ یہ چک اور کارنا وغیرہ ”شمن“ نہیں بلکہ قرض کی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ سب بینکنگ نظام میں ہوتا فقہاء کے سامنے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اس میں بینک کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کھاتہ دار (اکاؤنٹ ہولڈر) کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ بعض فقہاء نے بینک کو ”ذی (Depository) اکاؤنٹ ہولڈر کو (Depositor)“ ”رجوع کرد رقم کو“ بیعت و امانت (Deposit) قرار دیا۔ اور یہی اس کی ظاہری شکل سے معلوم ہوتا ہے بین چونکہ بینک اس میں تصرف کرتا ہے اور اس نے اس کا ضمان (Risk) لیا ہے، اس لئے اس کی حیثیت امانت کے بجائے قرض کی ہو جاتی ہے۔ اسی لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ بینک کو قرض دار (Loaned) کھاتہ دار کو قرض دوار (Creditor Loanor) ”رجوع کرد رقم کو قرض (Loan) قرار دیا جائے، زیادہ فقہاء کی یہی رائے ہے، و مشق کے مشہور فقہیہ و اسکالر ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زبیلی لکھتے ہیں:

”یہ بات قابل غور ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ اور سرب اکاؤنٹ وغیرہ میں رقم ڈپازٹ کرانے پر قرض کا حکم منطبق ہونا چاہئے، اس لئے ڈپازٹ کو بینک جو قرض دیتا ہے، اس کے لئے حامل نہیں، بعض مفتیان کرام کے دعویٰ کے مطابق یہ شخص ”بیعت و امانت میں“ اس لئے کہ اگر یہ صرف امانت نہ ہو بینک والوں کے لئے اسے استعمال کرنے اور نوٹس منٹ کی اجازت نہ ہوتی، اس لئے کہ ”ذی“ کا کام صرف ”بیعت کی حفاظت“ سا ہوتا ہے، اس میں تصرف کرنا نہیں نہیں ڈپازٹ لے جب ”بیعت میں تصرف کی اجازت“ ہے وہی تو اس کی حیثیت قرض کی ہوتی، اس لئے کہ فقہاء میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے“ (فقہ اسلامی وادعہ ۱۷۸۸)۔

یہ بات مسلم ہوئی کہ بینک دیا اپنے کھاتہ داروں سے قرض لیتا ہے اور بینک چونکہ صرف سی ایک آدمی کا مقروض نہیں کہ وہ اسے بالمشافہ اور دے بلکہ میکرہوں اور چیز اور مل لوگوں کا و مقروض ہے، ”قرض وصول کرنے اور“ کرنے کے لئے پرائیویٹ بینک کے سرمایہ کاروں

اور سرکاری بینک میں سرکار نے قرض کی وصولیائی اور "انگی" کے لئے اپنے سیکرٹری
وکیل (Cashier) بنائے تھے ہیں اور قرض کی وصولیائی اور "انگی" دونوں کے لئے وکیل بنانا
درست ہے، مگر کاسائی لکھتے ہیں:

"دین پر قبضہ کے لئے وکیل بنانا جائز ہے، اس لئے کہ وکیل بنانا وہ بھی خود سے
وصول نہیں رہا تھا تو اسے کوئی قبضہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے شریعہ مذمت اور تمام
تصرفات وکیل۔ اسی طرح دین "انگی" کے لئے وکالت جائز ہے، اس لئے کہ وہ خود سے
کرتا ہے کبھی سب اس کے لئے خود سے "انگی" نہ آئے تو اسے "انگی" سے "انگی" کرنے
کی ضرورت ہوتی ہے" (بلاغ المساح ۱/۲۲، ۲۳)۔

اور ظاہر ہے کہ جب قرض خواہوں کی تعداد زیادہ ہے تو وکلاء ان میں سے ہر شخص کو
پچھو کر قرض "انگی" نہیں کر سکتے بلکہ اس کے لئے ایک "مستند نظام" کی ضرورت تھی جس کے ذریعہ
سے "انگی" میں ہر شخص سہولت انجام دیا جاسکے، اس کام کے لئے بینک نے اپنے قرض خواہوں
کے لئے قرض کے دستاویزات جاری کئے ہیں تاکہ ثبوت رہے۔

۱۔ نئی ایم کارڈ

یہ دستاویز بھی پاس بک کی شکل میں ہوتی ہے جس کے ذریعہ کوپن حاصل کیا جاتا ہے
اور کوپن کے ذریعہ رقم حاصل کی جاتی ہے، اور بھی کارڈ کی شکل میں ہوتی ہے جس کے ذریعہ مزید
سہولت فراہم کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ شہر کے مختلف مقامات پر بوتھ بنائے گئے ہیں جہاں ایک
پیپر مشین فٹ کی گئی ہے جسے (Automatic Teller Machine) کہتے ہیں، اس کے
ذریعہ سے ایک نمبر "مقدار" میں رقم جمع بھی کی جاسکتی ہے اور نکالی بھی جاسکتی ہے، اس کے لئے
پسے پناہیہ "Password" آپ کیا جاتا ہے "مطلوبہ رقم" آپ پر دی جاتی ہے، اس
طرح وہ رقم اس پیپر کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے، "ساتھ ہی حساب لی ایک سلف بھی

مداہد ہوتی ہے کہ کل رقم رقم تھی، پوراں میں سے رقم نکالی گئی۔ رقم باقی ہے، اور سود کتنا ہوا ہے، مار حساب اس پر دیتا ہوتا ہے، وہ یہاں بادی انتظار میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بینک کھاتہ دار کے درمیان واسطہ کی آدمی کے بجائے ایک مشین ہے، لیکن اصلایاں ایک انسان ہی وکیل ہوتا ہے جو رقم مشین کے درمیان سے تقسیم کرتا ہے۔ اور (ATM) میں بہ وقت بینک کا ایک آدمی اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے جس سے کوئی مسئلہ درپیش ہونے پر کھاتہ دار رجوع کر سکتا ہے۔

مذکورہ تفصیلات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے فی ایم نظام سے قاعدہ دہا نے میں شریعہ کوئی قباحت نہیں ہے، اس میں کھاتہ دار کو ضرر اور غرر کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

ڈیبٹ کارڈ

جمیئرس ڈکشنری میں ڈیبٹ کارڈ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"Debit card: A card used by a purchaser by means of which money is directly transferred from his or her account to the retailers (Compare Credit Card)" (Chamber Dictionary p 344)

(ڈیبٹ کارڈ ایک ایسا کارڈ ہے جسے خریدار استعمال کرتا ہے اس معنی میں کہ اس کی رقم

بدلہ اس کے اکاؤنٹ سے براہ راست (کوئی واسطہ نہ کر کے) (جمیئرس ڈکشنری ۳۴۴)۔

مذکورہ تعریف سے معلوم ہوا کہ ڈیبٹ کارڈ سے مع ان سہولتوں کے جو اسے فی ایم کارڈ سے حاصل کی جاتی ہیں کچھ اور سہولتیں بھی ہیں، ایک تو یہ کہ اپنے کسی متعلق شخص کے کھاتہ میں رقم پہنچانے کے لئے جیسے کسی کو بیہ کرنا یا قرض دینا، یا قرض "ادراغہ" اس کی ذمیت چک دیو بغیر دیکر ہوگی، یہ دیو بینک کو قرض حوالہ دینی جانب سے رقم "اگر نے لی اجازت ہوتی ہے، دوکاندار کو جب ڈیبٹ کارڈ "یا جاتا ہے تو وہ ایک خاص مشین میں ڈال کر وہ سلف نکالتا ہے، ایک خریدار کے حوالہ کرتا ہے "راہیک تو رہتا ہوتا ہے، اس سلف کے درمیان دو کھاتہ "دار کے کھاتہ سے رقم حاصل کر لیتا ہے، فقہ کی اصطلاحی زبان میں اسے حوالہ کہتے ہیں، کھاتہ "درجیل ہوتا ہے، جسے

روپے ۱۰۰ نے ہیں وہ محتال اور بینک محال علیہ ہوتا ہے، سو ۱۱۰: شش ققی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں:

”یہ تمام مالی، ستاویز جن کے درمیان لوگ آپس میں معاملہ کرتے ہیں ان کو حوالہ کا حکم دیا جائے گا، جیسے چک، بانڈ، ہنڈی اور دوسری ستاویز است وغیرہ یہ گویا قرضدار کے ذمہ جو قرض ہے اس کی سند ہیں، جس نے اس کو جاری کیا ہے وہ قرض ۱۰۰ روپے، جس نے اسے پہلی بار لیا وہ قرض دہندہ ہے، پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس شخص پر دوسرے کا قرض ہوتا ہے تو وہ اس دوسرے قرض خواہ کو یہ ستاویز ۱۰۰ روپے دیتا ہے تو یہ دیا اپنا، یہ ستاویز جاری کرنے والے پر حوالہ کرتا ہے، اس طرح یہ ٹھیک اور وہ قرض جو محتال اور ستاویز کو جاری کرنے والا محتال علیہ ہوگا“ (مکملہ فتح الہم، ۱/ ۵۳)۔

ایک بات قابلِ لحاظ یہ ہے کہ حوالہ میں ٹھیک، محتال، اور محال علیہ تینوں کی رضامندی شرط ہے، لیکن یہاں محال علیہ کی رضامندی ہر جگہ نہیں پائی گئی، واقعہ یہ ہے کہ رضامندی صرف اسے نہیں پائی گئی جس کا رُکھ جاری کرے یا مطلب یہ ہے کہ رضامندی پائی جاتی ہے اور حوالہ کے لئے، یہاں قبول ضروری نہیں، تعالیٰ کے درمیان بھی حوالہ درست ہے، مکملہ فتح الہم میں ہے:

”وَأَمَّا قَلَمُطُ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولُ فَلَا يَشْتَرُطُ فِي الْحَوَالَةِ بَلْ تَعْقِدُ الْحَوَالَةُ بِالتَّعَاظِي كَمَا يَتَعَقَّدُ بِهِ الْبَيْعُ عِنْدَنَا“ (مکملہ فتح الہم، ۱/ ۵۵)۔

فیس کی شرعی حیثیت

ایک سول یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈبھٹ کارڈ کے لئے جو فیس لی جاتی ہے اس کی شرعی معجائش ہے یا نہیں؟

اس کا جواب دینے سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کارڈ بینک کی طرف سے جبر نہیں ہو یا جانا بلکہ کمات ۱۰ روپیہ اختیار ہے کہ وہ بینک سے بھی رقم حاصل کرتا ہے اور اس نظام سے بھی،

فرائم کرنا یہ سب بینک کے جائز معاملات میں سے ہے، اور ان جیسے کاموں پر جو فیس وغیرہ لی جاتی ہے، وہ رہائش سے نہیں ہے۔

ڈاکٹر شوقی شحانہ لکھتے ہیں:

”بینک کو ایچ مشنک کے راجہ میں سمجھا جائے گا۔ اور بینک اہلک لہنے کا شہما مستحق ہے نہہ یہ اہلک عمل یا حد مت کے جملہ میں ہو جو بینک سے طلب کی جارہی ہے“ (اہوک اسلامہ ۲۳)۔

اں لہے بینک اگر اہلک اہلک اہلک لہنے میں جتنی لاکت آتی ہے تو صحیح ہے اور نہہ لہے لہے ہیں تو وہ زائد حصہ خارج نہیں۔

کریڈٹ کارڈ

چیمبرس ڈکشنری میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف اں طرح کی گئی ہے:

”A card issued by bank, company, that authorising the holder to purchase goods or services or credit“ (Chambers 21st Dictionary p 317)

(ایک ایسا کارڈ جو کسی بینک یا کمپنی وغیرہ سے جاری کیا گیا ہو، اور جس کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کو اہلک سامان وغیرہ خریدنے یا حد مت حاصل کرنے کا مجاز بنایا گیا ہو) (چیمبرس ڈکشنری ۳۱۷)۔

کریڈٹ کارڈ کی حیثیت مذکورہ دونوں کارڈ سے بالکل مختلف ہے، بلکہ اہلک کارڈ کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تعریف میں بھی صراحت کی گئی ہے، اہلک کارڈ کی شکل میں بینک مقروض رکھتا ہے، اور مقروض ہوہے نہہ کریڈٹ کارڈ کی شکل میں بینک مقروض ہوہتا ہے، اور چونکہ اں کارڈ کے ذریعہ سے جو بھی قادم و احمیا جاسکتا ہے، اں پر کسی نہ کسی شکل میں ریاضتی عقد میں مشروط ہے، اں لہے اں کا حکم بھی ہوگا جو رہا انسیدہ کا ہے، رہا انسیدہ کی تعریف یہ ہے کہ:

”وہو القرض المشروط فيه الأجل وزيادة مال على المستقرض“
(مقام القرآن ۵۵۷) (قرض جس میں اجل کی شرط ہو) قرض لینے والے پر اضافہ کے ساتھ
واپس کرنا مشروط ہو)۔

اس کارڈ کے ریجسٹر میں رقم نکالی گئی ہے یا دوسرے کھاتے میں منتقل کی گئی ہے تو اس رقم
کے ساتھ یہ ایک رقم لی، انگلی لارم ہو جاتی ہے۔ یہ رقم کی ”انگلی کا لازم ہوا ۱۲ ہے۔“
”شرعیہ مست کرنے کے بعد مقررہ مدت تک“ اسے نہ کرنے پر جو یہ رقم انٹی پانی
ہے وہ بھی اس سے مختلف نہیں، اس لئے کہ ریاضی کی شرط سلب عقد میں پانی جاری ہے قرض
لینے والا ضروری نہیں کہ اس مدت میں ”اسی کرے، ہو سکتا ہے اس نے پورا مال تجارت میں لگا
دیا ہو یا صرف خریدا ہو“ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو اس مقررہ مدت میں ”اسے ایک مشعل کام
ہے، اس لئے گویا یہ بھی ریاضی کی شرط کے ساتھ ہی قرض دینا ہوا، ڈاکٹر و بیسٹ جیلی نے جو مشل
عمل کی ہے وہ میں کریمت کارڈ کے ”ریجسٹر“ یہ مدت کے بعد ”یہ رقم“ ”کرے کی ہے،
دیکھتے ہیں:

”ربا السیۃ: زمانہ حالیہ میں ایک شخص اپنے بھائی کو قرض دیتا تھا، جب قرض ادا
کرے کا وقت آتا تھا تو وہ اس سے کہتا تھا، یا تو تم بھی ”آکر“ یا بعد میں ”آکر“ ”رہ کر“ ”یا
تو فوراً آکر دیتا تھا یا اس مال میں کچھ بڑھا کر دیتا تھا، اس میں مقررہ مدت پر زبردستی اور ضرر و رسائی
ہے، علامہ ابن تیمیہ جو یہ لے اے ”الربا با جائلی“ فرمایا ہے ”(فتاویٰ اسلامیہ جلد ۱۶ ص ۶۸۱)۔
فتاویٰ اللجنة الدائمۃ للبحوث والافتاء میں ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں یہ فتویٰ
دیا گیا ہے۔

”وضع الفانلة على اللين بعد العحر عن التسليم هو من الربا
الصريح ربا الحاحلية وهو محرم قطعاً“ (فتاویٰ اللجنة الدائمۃ للبحوث والافتاء، ۳۳، ۵۷۲، وقت
پر) ”نہ کرے کی صورت میں، ”ین“ قائم دلیما باصرحاً ہے یعنی ربا حاحلیہ ”یہ قطعاً حرام ہے)۔

مہذبہ صبح صراحت نے کریڈٹ کارڈ کی حرمت کے بارے میں اپنی کتاب میں
وسائل غریہ ۳ پر صراحت کی ہے:

”امریک میں تعامل کا ایک طریقہ یہ ہے جسے وہ Credit Card کہتے ہیں کہ بینک
ڈپازٹ کو یہ کارڈ دیتے ہیں تاکہ اس کی ضمانت پر وہ تجارتی مقامات سے جو چاہے خریدے، اس کا
ضامن بینک ہوگا۔ بینک وہ قیمت مانگے گا اس ڈپازٹ کی جانب سے، اسے اگلے گا جو اس کارڈ کا
حاصل ہے۔ جس نے اس بات پر تحفظ کی ہے کہ اگر وہ وقت پر یہ رقم بینک کو نہیں ترے گا تو
لازمہ مرکب یا غیر مرکب فائدہ بینک کو اٹرے گا۔ یہ معلوم ہے کہ اسلام نے یہ لینے والے
دینے والے کو نکلنے والے اور بھی لینے والے سب پر لعنت کی ہے۔“
اس تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ کریڈٹ کارڈ حرام ہے، اس کے ریجسٹرڈ رقم حاصل کرنا اور
اس کے ریجسٹرڈ رقم وخت کرنے وغیرہ کا وہی حکم ہوگا جو رہا الحسیۃ کا ہے، جو Loan کے
بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں سوالات کے جوابات اس طرح ہیں:

- ۱- اسے ایم کارڈ سے استفادہ حرام ہے۔
- ۲- کچھ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت میں بھی شرعاً کوئی
تباہی نہیں معلوم ہوتی ہے۔
- ۳- ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے فیس لینا حرام ہے۔
- ۴- بے شک، بے شک کریڈٹ کارڈ سے فائدہ اٹھانا چونکہ غی کے ساتھ مشروط ہے، اس
لئے اس کو حرام کے لئے فیس لینا، اس کے ریجسٹرڈ رقم ٹکانا، اس کے ریجسٹرڈ رقم وخت کرنا
سب حرام ہے، رہا الحسیۃ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

مختصر مقالات :

بینک میں مروج مختلف کارڈ - شرعی پہلو

مولانا خورشید احمد اعظمی *

حیرت انگیز ایجادات اور ذرائع مواصلات کی برق رفتار ترقی کا اثر انسانی ضروریات، تقاضے، معاملات پر ہوا ایک درکیات ہے، جسے اپنے ماحول اور جوار سے متاثر ہوتی ہے، چنانچہ معیشت، تجارت پر بھی ان کا اثر ہے، ایجاد، قبول، مجلس، قسہ، تصرف اور تسلیم واداکی صورتیں تجدید پذیر ہو چکی ہیں، آج انسان ہزاروں میل، ہر پلے دناں سے راہ چلتے اس طرح معاملات، رشتہ گوارتا ہے، پیسے اس کے سامنے ہینا ہو۔

تجارت، معیشت کے تعلق سے بینکی معاملات بھی مائری ہو چکے ہیں، بینک میں حفاظت کی غرض سے مال رکھنا، بینک کے، ریمیڈرم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، بینک کے، ریمیڈرم کی، انگلی، غیہ و سہویات، تحفقات نے بینکی معاملات کو تجارت، معیشت کا ایک لازمی لایفک بنا دیا ہے، جبکہ عام طور سے بینکوں کا دوسوی لین دین نہ ہوتا ہے، جو اسلامی شریعت میں ممنوع و حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے بیق کو حلال اور جائز کیا ہے، اور سود کو حرام کیا ہے، سودی لین دین اور اس سے متعلق بہت ساری چیزیں گناہ اور معصیت ہیں، کتاب و سنت میں اس پر بڑی وعیدی وارد ہوئی ہیں۔

اس لئے کسی مسلمان کے لئے بہت ہی مازک اور حساس مرحلہ ہوتا ہے کہ وہ وقت کے تقاضے اور سہویات سے استغناء و بھی کرے اور ارتکابِ محرمات اور اس کے اثرات قبیحہ

☆ استاذ جامعہ تعلیم الدین مکہ، یوپی۔

سے محفوظ بھی رہے۔

بینک کے اہل معاملات سودی لین، دین پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے "لا تعاون" علی الاثم والعدوان کے امتثال میں قیام الیقین اس کے استعمال سے چننا چاہئے۔ دور رسانہ میں تجارت و معیشت کا وہ دھانی و سچ ہو چکا ہے، شریعہ مذہب و خستہ بحق پر قبضہ اور اداسگی ٹھن کی نئی نئی شکلیں رائج ہو چکی ہیں۔ بد امنی عام ہو گئی ہے، کچھ ایسے مراحل بھی آتے ہیں کہ بینک کا سہارا لئے بغیر چارہ کار نہیں، اس لئے ہر چہ مجبوری بوقت حاجت بینک کے ساتھ معاملات کی اجازت دی جاتی ہے، اور بینک کی فراہم کردہ سہولیات سے شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کی طرف سے جو سہولیات فراہم ہیں، اس میں کچھ کارڈ کا جاری کرنا ہے، جن سے کھاتہ دار متعدد فوائد حاصل کرتا ہے، مثلاً:

۱۔ ایم کارڈ

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ دار کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر یا ملک یا کسی دوسری جگہ نہیں بھی موجود، اس ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ آج اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرنا ہے، "ہاں کو حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاہدہ نہیں ہوتا ہے" اور نئے کی نہ ضرورت نہیں ہوتی۔ سوال یہ ہے کہ ATM کارڈ سے استفادہ کا کیا حکم ہے؟ اس کارڈ کے ذریعہ استفادہ درست ہے یا نہیں؟

اس موضوع پر تفصیل کے لئے نہ مری معلوم ہوتا ہے کہ کھاتہ دار کے ذریعہ بینک میں جمع کردہ رقم کی حیثیت واضح اور متعین بنی جائے۔

ظاہر ہے کہ کھاتہ دار بینک میں جو رقم جمع کرتا ہے، وہ بینک کو اس رقم کا مالک نہیں بناتا،
ورنہ ہی وہ بینک اس رقم کا کوئی معاوضہ لیتا ہے، بلکہ بلا معاوضہ وہ رقم بینک میں رکھتا ہے، اور اس
طرح بلا تسلیم بلا معاوضہ ہی کو رقم، لینے کی تین صورتیں نظر آتی ہیں:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ رقم جس کو دی گئی ہے، اس کو اس میں تصرف کا حق نہ ہو، صرف
حفاظت کی غرض سے اس کے پاس رکھی گئی ہو اس کو ودیعت کہتے ہیں:

”اور ودیعت رکھنا غیر کو اپنے مال کی حفاظت پر مسلط کرنا ہے، اور ودیعت وہ شئی ہے جو
مین کے پاس چھوڑ دی جائے، اور وہ امانت ہے، لہذا اضافی ہو جانے پر اس کا ضمان نہیں ہے“
(کنز الدقائق مع شرح البحر الرائق ۷/۳۳۳)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو تصرف کا حق ہو، اور اس تصرف سے جو منفعت حاصل
ہو اس میں رقم دینے والے اور لینے والے دونوں کا حصہ ہو، یہ صورت مضاربہ کہلاتی ہے:
”ایک کی طرف سے مال دوسری کی طرف سے عمل اور منت ہو تو اس کے غنہ میں
شرکت مضاربہ کہلاتی ہے، چنانچہ اگر کسی ایک ہی کے لئے تمام نفع شرط ہو تو پھر مضاربہ
نہیں کہلائے گی“ (البحر الرائق ۷/۳۳۸)۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ رقم کسی کو دی گئی اور اسے تصرف کا حق حاصل ہو اور اس
تصرف سے جو نفع حاصل ہو اس کا مستحق صرف رقم لینے والا ہو، اور رقم دینے والا صرف اپنے اصل
مال کا حق دار نہ ہو تو اس کو قرض کہتے ہیں:

”اور قرض میں قرض وہ شئی ہے جس کو لینے کے لئے دو، اور شرعی اصطلاح میں وہ مثلی
شئی جسے وہ پس لینے کے لئے کسی کو دیا جائے“ (البدایہ النہج رد المحتار ۷/۳۸۸)۔

اس تفصیل کے بعد ہم اگر بینک میں رقم رکھنے والے کی غرض اور اس کے مقصد کا لحاظ
کریں کہ وہ صرف اس لئے بینک میں رقم رکھتا ہے کہ اس کی رقم، بینک میں محفوظ بھی رہے اور
بینک اس کی رقم کا ضمان بھی ہو، رقم ہر حال میں اسے واپس ملے، نیز اس رقم کے ساتھ بینک کے

معاملہ پر بھی نظر رکھیں کہ وہ اسے تصرف میں لاتا ہے، اور نفع میں صاحب رقم کو شریک نہیں کرتا تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صاحب رقم بینک میں اپنی رقم بطور امانت یا بیعت نہیں رکھتا، اور نہ بطور مضاربت وہ بینک کا شریک ہوتا ہے، بلکہ اس کی رقم بینک میں بطور قرض ہے، جسے اس نے اس لئے بینک کو دے رکھا ہے کہ بینک میں اس کی رقم کی حفاظت بھی ہوگی، اور وہ حسب ضرورت بینک سے اسے حاصل بھی کر لے گا۔

لہذا معلوم ہوا کہ بینک میں کھاتہ دار کی رقم قرض ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ ”کل قروض جرم معا فیہو حرام۔“ اسی اذکار میں مشروطاً (بخاری ۳۹۵۵) (ترمذی ۳۹۵۵) (بخاری ۳۹۵۵) جو قرض جو بشرط طبع ہو حرام ہے بلکہ ایسی صورت میں بہت بینک کقرض، یا قرض کی واپسی میں کسی نفع کا مفادہ نہیں ہے تو یہ قرض دینا اور لینا درست ہوگا، بلکہ یہ قرض لینے والا اپنی خوشی سے اصل رقم کے ساتھ مزید کوئی نفع فراہم کرتا ہے تو وہ حرام ہوگا۔

”وإن لم یکن النفع مشروطاً فی القرض فعلى قول الکرمی لا بأس“ (بخاری ۳۹۵۵) (یعنی اگر نفع مشروط نہ ہو قرض میں تو امام رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کوئی حرج نہیں)۔

حضرت ابو مرزوق سے منقول ہے:

”قال استقرض رسول اللہ ﷺ مسأ فاعطاه مسأ حبراً من مسہ وقال حبارکم احساسکم فصاء“ (سنن ترمذی کتاب ایوۃ ۱۳۱۶) (رسول اللہ ﷺ نے ایک متعین عمر کا مس بطور قرض لیا، اور واپسی میں اس سے بہتر اور اچھا مس دیا، اور فرمایا: تم میں کے بہتر وہ ہیں جو احساس میں زیادہ اچھے ہوں)۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسے فی ایم کارڈ کے ذریعہ حاصل ہونے والے کچھ دھرمے منافع، مثلاً رقم کسی اور شعبہ کے بینک میں جمع ہو، اور بینک اسے کسی دھرمے شعبہ میں واپسی رقم کی سمیت دے رہا ہے، چونکہ رقم جمع کرتے وقت اس جیسے کسی نفع کی شرط نہیں

ہوتی، اس لئے یہ معاملہ درست ہوگا، اور اسنى ايم کارڈ سے استغناء و جاز ہوگا۔
 ہاں، اس جیسے منافع اور قرض میں مشروط ہوتے تو اس پر عدم جواز یا کراہت کا حکم لگتا،
 جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے:
 ”راستہ کے خطرہ کو زائل کرنے کی شرط پر قرض دینا (جس کو چیک یا ڈرافٹ دینا کہتے
 ہیں) مکروہ ہے“ (الدر المختار رد المحتار ۸/۱۷۱)۔

علامہ شائ نے اس کی تفصیل میں لکھا ہے:
 ”الفتاویٰ اھلری وغیرہ میں ہے کہ اگر چیک یا قرض میں مشروط ہو تو وہ حرام ہے،
 اور اس شرط پر قرض دینا فاسد ہے، ورنہ جاز ہے“ (فتاویٰ ۱۸/۸)۔
 اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی نے کسی کو اس شرط پر مال بطور قرض دیا کہ وہ کسی
 دوسرے شہر میں اس کے حصول کے لئے تحریر لکھ دے تو یہ جاز نہیں، اور اگر بعیر شرط کے قرض دیا،
 اور قرض لینے والے اسے اس قسم کی تحریر دے دیا (جس کے ریجیڈ، میرے شہر میں وہ اپنی رقم
 واپس لے سکے) تو حرام ہے۔

البتہ کوئی شخص اگر کسی چیک میں ہی لے رقم جمع کرتا ہے کہ اس میں ATM کارڈ کی
 سہولت حاصل ہے، جس کے ریجیڈ وہ اپنی رقم کسی جگہ بھی موصول کر لے گا، اور اس طرح
 راستہ کے خطرات سے محفوظ رہے گا تو اس صورت کو فقہاء نے ناجاز لکھا ہے۔

”قالوا إنما يحل ذلك عند عدم الشرط إذا لم يكن فيه عرف ظاهر
 لأن كان يعرف أن ذلك يفعل كذلك فلا“ (فتاویٰ ۱۸/۸) (فتاویٰ کا کہنا ہے کہ عدم شرط
 کے وقت یہ تب جاز ہوگا جبکہ اس میں عرف ظاہر (رائے) نہ ہو، اور اگر قرض دینے والا جانتا ہے
 کہ وہ (قرض لینے والا) ایسا کرتا ہے تو جاز نہیں ہوگا)۔

الاشیاء، ”بخاری میں “العادة المطرودة هل تنزل منزلة الشرط“ کے تحت
 لکھتے ہیں:

”عادت معروفہ کیا شرط کے قائم مقام ہوتی ہے، اس کے تحت، اسلئے میں کہیں میں نے اب تک نہیں دیکھا۔ یہ کہ ان کی طرح ”المعروف کا شرط“ کے قاعدہ پر ہو، اور نہ یہ میں ہے: ”عرفا مشروطا شرعا مشروط“ کی طرح ہے، ان دونوں میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرض لینے والے کی عادت اس سے زیادہ ایسی کرنے کی ہو جتنا قرض یا ہے تو کیا اس کو قرض دینا حرام ہوگا اس کی عادت کو شرط کے قائم مقام قرار دیتے ہوئے؟“ (الاشیاء المظاہر ۱۳۱)۔

اس کی شرح میں جوئی رقم طراز ہیں:

”فقہیہ نقطہ نظر سے اسے حرام نہیں ہونا چاہئے، اس سے احسان کا بدلہ احسان پر محمول کرتے ہوئے، اور احسان کا بدلہ احسان شرعاً مندوب ہے“ (الاشیاء المظاہر ۱۳۱)، یعنی قرض اسناد دے قرض دے کر احسان کیا قرض لینے والا اس احسان کے بدلہ میں اس سے عمدہ دیا اس سے زیادہ واپس کرتا ہے اور ایسی اس کی عادت ہو چکی ہے تب بھی یہ درست ہوگا۔

بددہ کی ناقص رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اس لئے ایسے بینک میں رقم جمع کرنا ہے کہ اس میں ATM کارڈ کی سہولت موجود ہے، تو کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے جاری کرتا ہے، اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ نہیں کرنا پڑتا، سوائے اس فیس کے جو کارڈ ہونے کے سے دی جائے، اس کے ذریعہ بھی آجی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کرتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

البتہ اس کارڈ کے ذریعہ آدمی تین قسم کے قاعدے حاصل کرتا ہے:

۱۔ شریعہ مذمت کے بعد قیمت کی ادائیگی

۲۔ ضرورت پر رقم کا نکالنا

۳۔ ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتہ سے دوسرے کھاتہ میں منتقل کرنا۔

مذکورہ بالا بعض صورتوں میں بھی کھاتہ دار مقرض کو مستقرض بینک سے منفعت حاصل ہو رہی ہے، اور یہ منفعت ایک ایسے کارڈ کے ذریعہ حاصل ہو رہی ہے جس کی حصولیابی کے لئے کھاتہ دار بصورت فیس ایک رقم ادا کرتا ہے جو اسے اس طرح کی منفعت کے قائم مقام ہو سکتی ہے، اور اس صورت میں مقرض کو مستقرض سے نفع مایوش نہیں ہوگا۔ اس لئے اس کارڈ کا استعمال اور اس کے ذریعہ استفادہ درست ہوگا۔

اس کارڈ کے ذریعہ یہ فہرست "مختار شمن کی" انگلی، درست ہوئی، کارڈ کی خصوصیات کے لئے بصورت فہمیں رقم جمع کر کے کوپا بینک کو مکمل بلٹا جا رہا ہے کہ میں نے کتاب شخص سے ادب سامان کیا۔ یہاں اس کامیاب ہے۔ پراکتا، این ہے، تم میری طرف سے میری رقم ہے۔" کرہ۔۔۔ اور اس میں اظہار کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

۳- بیٹ مارا ہوا اپنی ایم مارا، دونوں کے تسمیل کے لئے فیس لدا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، تاکہ جمع کردہ رقم (قرض) سے جو منفعت حاصل ہو رہی ہے، شہداء سے واپس عوض نہ رہ جائے، اس فیس کے لدا کر دینے سے لازم آنے والی کراہیت ختم ہو جائے گی۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

اس کارٹا کے حامل کی رقم بینک میں موجود نہیں ہوتی، بلکہ بینک اس کارٹا کی جنیبا پر حامل کارٹا کو رقم فراہم کرتا ہے، اس کارٹا کے ذریعہ وہ رقم جو یہ کے لئے بھی فیس دینی پڑتی ہے۔

الف۔ چونکہ اس کارڈ کی بنیاد پر حامل کارڈ ادھار خرید و فروخت کرتا ہے اور ادائیگی بینک کرتا ہے، یا اس کے ذریعہ رقم ایک شہر سے دوسرے شہر میں حاصل کرتا ہے اور خوردہ اتہ کے تحت اس سے محفوظ رہتا ہے، لہذا ان صورتوں میں بینک کفالت فارمل "ا" کرتا ہے، "ب" رکھتا ہے، کوئی اتہ نہیں ہے، "ج" اس کے لئے بینک کو بہت سارے "ا" رقی میں انجام دینے پڑتے ہیں،

جس پر اس کے اپنے اثراجات بھی آتے ہیں، اس لئے کارڈ کے اجراء یا تجدید کے لئے مناسب قیمت یا فیس لینے یا دینے میں کوئی قناست معلوم نہیں ہوتی۔

ب۔ اس کارڈ کے درمید حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم "اگرنی ہوتی ہے" کا درست نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ اس مزید رقم کا طالب خود بینک ہے جو مقرض ہے، گویا یہ قرض مشروط بالجمع ہے اور یہ زائد رقم چونکہ لازمی طور پر ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے "کل قرض حرام" کے تحت حرام نہیں۔

ج۔ اس کارڈ کے درمید یہ روایا، اپنی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم دہی بینک کو وہ رقم "اگرنی ہے" کے ساتھ مزید جو رقم "اگرنی ہوتی ہے" وہ بھی شرعاً جائز نہیں، قرض دینا مشروط بالجمع ہے، اگرچہ شرط لغو ہو جاتی ہے، بینک کے ساتھ معاملہ میں وہ شرط لغو نہیں ہوتی، اس مزید رقم کی "اگرنی" ضروری ہوتی ہے، چونکہ معاملہ باہر ہو، کا ہے اس لئے درست نہیں۔

الحکمہ مقررہ مدت کے بعد رقم "اگرنی ہے" میں مزید رقم نہیں دینی پڑتی، اس لئے اس حد تک مع امر بہت حار ہوگا، مع امر بہت اس لئے کہ معاملہ حقیقت سودی طے ہوا ہے، بین تعین القرض حرام والشرط لا یلزم" (المکرر ۱/۳۱۲) کے بموجب مقررہ مدت کے اندر ادائیگی میں لڑم شرط لازم نہیں ہوتا، اس لئے جائز ہے۔

ہندوستان میں سرکاری و غیر سرکاری بینکوں کے کارڈ کا شرعی حکم

مولانا بدر احمد نجفی *

۱- اے ٹی ایم کارڈ (ATM Card)

اس کی صورت یہ ہے کہ بینک اپنے کھاتہ داروں کو جن کی رقم اس بینک میں جمع رہتی ہے اے ٹی ایم کے نام سے کارڈ جاری کرتا ہے۔ کھاتہ داروں کو اس کارڈ کے ذریعہ بینک یہ سہولت دیتا ہے کہ وہ اپنے شہر، ملک یا کسی بھی جگہ اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم نکال سکتے ہیں، یعنی اپنے شہر کے خاص بینک میں جہاں اس کا کھاتہ ہے جا کر رقم نکالنے کے بجائے وہ جس شہر میں ہوں، وہاں ہی بینک کے اے ٹی ایم نظام کے ذریعہ اپنی مطلوبہ رقم نکال کر اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی آسانی یہ ہوتی ہے کہ آدمی کو ہمیشہ اپنے پاس بڑی رقم رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی، کارڈ ہر دو یا کسی طرح کی شے کی طرح اس کی رقم ہوسفر میں بری رقم ساتھ رکھنے، اس کی حفاظت کرے سے آدمی بچ جاتا ہے، ہر طرف ساتھ میں اے ٹی ایم کارڈ ہونا چاہئے، اس سے آدمی اپنے بینک میں موجود اپنی رقم کسی بھی شہر میں نکال سکتا ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ بنانے کے لئے بینک فیس کی صورت میں معمولی رقم دیتا ہے، اس کے علاوہ کوئی معاوضہ ادا کرنا نہیں پڑتا، اس کارڈ کے ذریعہ آدمی بینک میں جمع اپنی خاص رقم ہی کو استعمال کر سکتا ہے، بینک اس کو کوئی علاحدہ سے رقم ادھار کی صورت میں نہیں دیتا ہے۔

* استاذ اہمہ اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ، دارالافتاء، پلوادی شریفہ چہرہ۔

اس کارڈ کے استعمال میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لئے اس کا استعمال جائز و درست ہے، اس میں سو، کی کوئی قفل نہیں ہے، چونکہ بینک میں کھاتا، رکی پتی رقم جمع ہے، وہ وہی رقم کو استعمال کرتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ عام طور سے کھاتا، اپنے بینک کی اس خاص ٹائٹ میں جہاں اس کا کھاتا ہے جائز اپنی رقم نکالتا ہے، اسے فی ایم کارڈ میں بینک اس کو یہ ہوتے دیتا ہے کہ وہ جس شعبہ میں جائے اور وہاں اس بینک کا اسے فی ایم نظام ہے تو وہ وہاں سے بھی اپنی رقم نکال سکتا ہے۔

اس میں اسے فی ایم کارڈ بنانے کے لئے بینک کو صرف شہادت میں ایک مرتبہ فیس کی، نیگی کرنی پڑتی ہے، اور یہ کوئی زیادہ رقم نہیں ہوتی، بینک کھاتا، اور کو جو ہوتے اس کے، ریوڈ پتا ہے اس کا ملاحظہ سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا، صرف یہ فیس کارڈ بنوانے کے لئے دینی ہوتی ہے، یہ بھی طرح کے کارڈ بنوانے کے لئے فیس، پتا جائز و درست ہے، چونکہ یہ محنت کا معاوضہ ہے، جیسے پاسپورٹ بنوانے کی فیس، یہ ایسے کے لئے فیس، لائسنس بنوانے کی فیس وغیرہ، اس سے اس کارڈ میں کوئی شرعی ثواب نہیں ہے، اس کا استعمال جائز اور درست ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کو ہی جاری کرتا ہے، کارڈ بنوانے کے وقت صرف ایک معمولی فیس، کرنی پڑتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ کوئی معاوضہ اس کے استعمال کے لئے کھاتا، اور بینک کو لیا نہیں کرتا، اس کے، ریوڈ بھی کھاتا، اور بینک میں اپنی جمع رقم ہی استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے کہ اس کارڈ کے، ریوڈ آئی کو تین طرح کے قاعدے حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی، نیگی، دوکاندار اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتہ میں پہنچا دیتا ہے۔

بعض صورت کے وقت اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے اپنی رقم نکالنا۔
ج رقم کا اپنے کھاتہ سے دھوے کے کھاتہ میں منتقل کرنا، جس کے لئے انٹینیٹ سے مدد لی جاتی ہے۔

اس کارڈ کے استعمال میں بھی شرمی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس لئے اس کا استعمال بھی جائز اور درست ہے۔ اس میں بھی سواری کوئی قفل نظر نہیں آتی ہے، یہ تکہ کھاتا اور بینک میں جمع اپنی رقم کو ہی استعمال کرتا ہے۔ اس کارڈ کو ہوانے کے لئے قیس «آرنا بھی درست ہے یہ تکہ بینک اس کے ذریعہ کھاتا اور کو جو سوت، بے رما ہے اسی کی حدت قیس کی صورت میں لئے رما ہے اور یہ درست ہے۔

۳- کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ میں اور «پے ڈکرے» کے اسے نی ایم کارڈ «رڈ بیٹ کارڈ» میں «
متبار سے نمایاں فرق ہے:

۱- پہلی چیز تو یہ ہے کہ اسے نی ایم «رڈ بیٹ کارڈ» میں کھاتا اور بینک میں جمع اپنی ہی رقم استعمال کرتا ہے، بینک سے «حمار» میں لیتا ہے، اور کریڈٹ کارڈ میں کارڈ ہولڈر اس کارڈ کے ذریعہ جو رقم استعمال کرتا ہے (خواہ وہ نقد نکالنے کی صورت ہو یا کسی کے کھاتہ میں منتقل کرنے کی صورت ہو یا خریداری کی صورت ہو) وہ بینک سے «حمار» ہوتی ہے جسے بعد میں بینک میں «رسا» ہے، اس میں اپنی جمع رقم استعمال نہیں ہوتی۔

۲- دوسری چیز یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ میں بینک سے «حمار» کی رقم اضافہ کے ساتھ بینک کو «پس رسا» ہوتا ہے، یہ صورت پہلے «نوں» کارڈ» میں نہیں ہے۔

کریڈٹ کارڈ میں استعمال سے راند رقم کی «انگی» تین طرح سے لازم ہوتی ہے:
الف- اس کارڈ کو حاصل کرنے کے لئے، اس کو استعمال کرنے اور بعد میں اس کی

تجہ یہ رائے کے لئے بینک کو فیس کی صورت میں رقم اپنی پڑتی ہے۔ یہ فیس جائز اور درست ہے، چونکہ بینک سب اس کارڈ پر "حاصل" اور اس کو استعمال کرنے کی سہولت دے رہا ہے اور اس کی خدمت فیس کی صورت میں لے رہا ہے، یہ اس کی محنت کا معاوضہ ہے۔

ب۔ کارڈ کے ریورس رقم نکالنے یا کسی کے کھاتے میں جمع کرنے پر اس "حاصل" رقم کے ساتھ جو فاضل رقم بینک کو "اپنی پڑتی ہے" دوسرا حصہ ۱۴ ہے۔ "اسو اٹریکٹ میں حرام" اور ناجائز ہے اس لئے اس فاضل رقم کی "انٹلی کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، یہ حرام" اور ناجائز ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ریورس یہ براداشیا کی قیمت بینک میں ایک خاص مدت یعنی پندرہ دن کے مد جمع کرنی ہوتی ہے۔ اس میں تاخیر ہونے پر اس کے ساتھ مزید فاضل رقم بھی "کرنی پڑتی ہے، یہ بھی سود ہے البتہ متعینہ وقت پر اصل رقم "اگر" اپنے پر یہ زائد رقم لازم نہیں ہوتی، بین معاملہ میں یہ بات طے رہتی ہے کہ جب بھی متعینہ مدت سے تاخیر ہوگی تو زائد رقم واپس ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ میں سود و بنالام ہو جاتا ہے، اس لئے اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، اگر کوئی شخص یہ طے بھی کر لے کہ کریڈٹ کارڈ سے صرف سامان خریدے گا "اس کی قیمت وقت پر بینک کو "اگر" دے گا جس میں کوئی سود و بنالام نہیں آتا تو بھی اس کے جو رکافتویٰ، رنارن، مل، جوہ سے درست نہیں ہوگا:

۱۔ ایسا برا بہت مشکل ہے کہ کریڈٹ کارڈ سے صرف سامان خرید جائے، اس سے نہ رقم نکالی جائے "رنہ" دے کے کھاتے میں جمع لی جائے، چونکہ جب کارڈ مل جائے گا تو مسترد آہستہ سارے کام شروع ہو جائیں گے جن میں سود و بنالام ہو جاتا ہے، اس لئے سدا اللہ ریوہ اس کو حرام ہونا چاہئے۔

۲۔ کریڈٹ کارڈ سے صرف خریداری کی صورت میں بھی ہمیشہ وقت پر رقم لو اکر کرنے پر

انس کا تباہ نہیں ہوتا، کبھی تاخیر ہوئی جاتی ہے اور تاخیر ہونے پر سوالات لازم ہو جائے گا۔

۳۔ یہ بات کارڈ کے مالک اور بینک کے درمیان طے شدہ ہوتی ہے کہ تاخیر ہونے پر یہ ٹریڈ کے حساب سے متعین ہو، یا ہے، یہ فعل حرام پر رضامندی ہے جو ٹریڈ جاری نہیں ہے۔

۴۔ ایسی کوئی شدید ضرورت بھی نہیں پائی جارہی ہے جس میں ٹریڈ کارڈ کے استعمال کے بغیر چار دیوہ نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ ٹریڈ کارڈ کے استعمال میں ٹریڈ اعتبار سے شدید قباحت پائی جاتی ہے اور اس میں سوالات لازم ہو جاتے ہیں اس لئے ٹریڈ کارڈ کا استعمال جاری نہیں ہے۔

بینک سے چارگی ہونے والے مختلف کارڈز - فقہی پہلو

مولانا محمد خالد صدیقی *

موجودہ دور کے صنعتی انقلاب اور گلوبلائزیشن کی تحریک نے پوری دنیا کے اسیاح کو نٹ پوسٹ کر رکھا ہے۔ اس میں بنی نوع انسان کے لئے کچھ فائدہ بھی ہیں کہ دنیا یک گاہ کی شکل میں سرزد ہوئی ہے، خصوصاً اس چیز نے معیشت کے میدان میں توجہ تاننے کا نام انجام دیا ہے، آج پوری دنیا معیشت اور تجارت کے نقطہ نظر سے ایک میز پر یکجا نظر آتی ہے، کسی شخص کے پاس قوت خرید ہو تو وہ، مرقا، دگاؤں میں بیٹھ کر، اربوں میل، ریشموں پر خرید و فروخت، تجارت کر سکتا ہے۔

یہی نہیں، بلکہ سابقہ زمانہ کی طرح اسے زر خرید ساتھ رکھنے یا ساتھ رکھ کر سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی ایک شہر سے دوسرے شہر، زر خرید منتقل کرنے کے لئے سابقہ صورت پر عمل کرنے اور ایک فرد کو دوسرے فرد سے نقد معاملہ کرے کی ضرورت ہے، بس اپنا کارڈ استعمال کیجئے، پاس ورڈ دیجئے، ”مطلوبہ رقم حاصل کر لیجئے، یا مطلوبہ فرد کو منتقل کر دیجئے، اس طرح کی سہولت بینک اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کو یارنہ ہے، اور تھوڑی بہت تفریق کے ساتھ یہ معاملہ دنیا بھر میں رواج پا چکا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کے لئے سب سے پہلے اللہ کی مرضیات کو، جیسا کہ ”سُئے“ گئے مرتکب ہونا نہ دہی ہے، قطع نظر اس کے کہ اسے سہولت مل رہی ہے یا بلا، وقت، پریشانی کا

✽ اہم دارالعلوم و تربیتہ خیال۔

سامنا کرنا پڑ رہا ہے کرنسی کے لین دین میں بھی احکام شریعت کو مد نظر رکھنا ضروری ہوگا کیونکہ موجودہ دور کے مالی معاملات اور لین دین سود پر مبنی ہوتے ہیں، یا کم از کم ان میں سود کا شہ (شہرہ) پایا جاتا ہے۔

یہ بیوی یا بی بی بھی تری کے لین دین میں سب سے زیادہ دریا سے ہے کی تاکید کی ہے قرآنی آیات اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ میں جتنی بھی ہے ساتھ اس سے روکا گیا ہے ثامین یعنی عقیقہ رقت کے ساتھ شہری نکاحات سے روکا گیا ہوگا اس لیے اس کا تجزیہ ضروری ہے کہ اس میں رہا ہوا ہے یا نہیں؟

عام طور پر بینک سے ہونے والے لین دین کی صورتیں ہوتی ہیں:

۱۔ کھاتہ دار نے اپنی رقم بینک میں جمع کی، بینک نے حسب ضرورت رقم کالے کے لئے کھاتہ دار کو چیک جاری کیا، اب وہ بینک کے درمیان تعلقہ بینک سے لین دین کرتا ہے، اگر وہ کرب کا وہ بولڈ رہے تو سووی لین دین کی بات ہی نہیں آتی، لیکن اگر وہ بینک کا وہ بولڈ رہے (بچت کھاتہ دار) ہے تو علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ سود کی رقم بلا نیت ثواب صدقہ کر دے، اب معاملہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

۲۔ مری قلم یہ ہے کہ کھاتہ دار کچھ سامان خریدی رہے یا شخص مجاہد (Goodwill) کی بنا پر بغیر سودی رکھے کچھ رقم بطور قرض حاصل کرے، اور اس کے لئے سود کی متعین شرح کرے، اس قلم پر علماء کا اجماع ہے کہ بیجا جاز ہے۔

بین بینک سے جاری ہونے والے کارڈز کی تیسری ہی حیثیت نظر آتی ہے، بعض جہوں سے اس میں ربو نظر آتا ہے، اور بعض جہوں سے باعث کا پہلو بھٹکتا ہے، اس سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کارڈز کی تینوں قسموں پر انتہائی انتہاء کے ساتھ لگ لگ رہی ڈالی جائے۔

اے ٹی ایم کارڈ

سوالنامہ میں اس کی جو تفصیل بتائی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ شاہی ہر جگہ ایسا نہیں ہے، مختلف مالک میں ٹیکوں کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے، جہاں ٹیکوں کے درمیان مسابقت زیادہ ہوتی ہے وہاں اے ٹی ایم پر کسی طرح کا معاوضہ وصول نہیں کیا جاتا لیکن جہاں ٹیکوں میں مسابقت نہیں ہوتی اور ٹیک کے پاس مظلوم پتہ "میں کا دم بولہ رہتے ہیں" مظلوم بہ شرح تک ان کا کاروبار چلتا ہے، لوگوں کا رتبا بھی اس ٹیک کی طرف زیادہ ہوتا ہے، اس صورت میں یہاں تک ایسا ٹیک اے ٹی ایم کارڈ پر بھی اہمیت غلبہ رکھتا ہے، جس رت میں صورت حال جو بھی ہو، لیکن ہمارے ملک میں بعض ٹیک اے ٹی ایم کارڈ پر اہمیت لیتے ہیں اور بعضوں کے میں لیے کی بھی مثال ملتی ہے۔

سوالنامہ میں جو تفصیل بتائی گئی ہے اس کے مطابق جو صورت حال حتمی ہے، وہ وقت یہ ٹیک سے مشابہ ہے، کی ادونت بولہ اپنے ادونت میں موجود رقم کے مطابق ہی نقد رقم حاصل کر سکتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ اے ٹی ایم میں جس سے بھی رقم حاصل کر سکتا ہے، یہ ٹیک کی صورت میں معینہ جگہ سے ہی رقم نکالنے کی گنجائش ہے۔ مگر "تھوڑے کچھ برسوں سے بہت سارے ٹیکوں نے بھی یہ سہولت دی ہے کہ ہر میڈ ٹیک اس ٹیک کی مثال جہاں بھی ہو، وہاں سے رقم حاصل کر لی جائے، تاہم اے ٹی ایم کارڈ کا دائرہ اور سہولت کا میدان ٹیک سے زیادہ وسیع اور کاروباری افراد کے لئے سودمند ہے۔

۱- اے ٹی ایم کارڈ

اے ٹی ایم نظام میں بظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس کو ہم "سہولت" سے مشابہ بھی نہیں کہہ سکتے، کیونکہ کھاتہ دار ٹیک سے کوئی قرض نہیں لیتا، بلکہ اپنی ہی جمع کردہ رقم وصول کرنا

ہے، اگر آپ کھانا، دار کی جمع کردہ رقم کو بینک کے قرض سمجھتے ہیں اور یہ باور رکھتے ہیں کہ بینک نے خط طریق یا اس جیسی کوئی چیز سے سکتے کے لئے وہ کاروائی شویا ہے، اس لئے وقتاً کے قرضہ سلتجہ سے مشابہ ہے اور درست ہے، تو یہ بات قرین قیاس نہیں ہوتی، یہ نکتہ کھانا، بینک سے قرض بھی نہیں لیتا، بلکہ اپنی ہی ہونی امانت وصول کرتا ہے، یا اگر بالفرض قرض ہی ہے تو یہاں کوئی فریق دوسرے سے مقابل عوض وصول نہیں کرتا۔

اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ یہ سلتجہ سے مشابہ ہے، تب بھی اس کے جواز کی جہت رائج نظر آتی ہے، معاملہ کو صحیح کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سلتجہ کو سمجھ لیا جائے۔ سلتجہ ایسا مالی معاملہ ہے، جس میں ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر قرض دیتا ہے، وہ فلاں شہر میں اس کو یا اس کے نائب کو یا اس کے کسی قرض خواہ کو وہ رقم دے دے گا۔

”ہی معاملۃ مالیۃ یقرض فیہا إسان قرضا لآخر فی بلد لہو فیہ المقرض لو مابہ او ملکہ الی المقرض بعسہ لو مابہ او دانہ فی بلد آخر معین“ (فقہ اسلامی واداء ۲۸/۴۷)۔

احناف نے اسے اس شرط کے ساتھ مکروہ تحریمی لکھا ہے کہ اس سے منفعت مقصود ہو اور صلب عقد میں شرط لگائی گئی ہو، علامہ مرغینانی نے اسے یہ کہتے ہوئے مکرر دہرایا ہے، ”مقرض پنی ذات سے راستہ کے خطرات کو دور کرتا ہے، اور یہ ایک قسم نافع ہے، حالانکہ اس سے روکا گیا ہے؛ ”نہی رسول اللہ ﷺ عن قرض جو نفعاً“ (ہدایۃ الفقہ ۲۵۲/۵)۔

یہاں آپ، کچھ کہتے ہیں کہ اسے ایم کا معاملہ کوئی شرطیہ معاملہ نہیں ہے، بینک کھانا، روکوں کے لئے مجبور نہیں کرتا، یہ بات یہ ہے کہ ”خط طریق سے امتناع“ کا جو قصہ، رفقہاء کے ہنوں میں تھا آٹھ اس کا تصور بھی نہیں ہے، یہ نکتہ لین، لین کی جو تصویر، زرعی سے معاملہ کی جو صورت ماضی میں تھی آج کا دور اس سے یکسر مختلف ہے۔

مالکیہ نے ضرورت کی شرط پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، حنابلہ بھی اس کے جواز کے

قابل ہیں، بیش ٹیکہ ہاں کوئی مقابل نہ ہو، حائفہ دین تیسہ اور حائفہ دین قیم مطلقاً جو ز کے قابل ہیں، یونکہ یہاں منافع، ہنوز فرق کو ہے۔

اے فی ایم نظام پر جس زاویہ سے بھی نظر ڈالی جائے اس میں ربو کا پہلو نظر نہیں آتا، اگر سے ماچار نہیں گئے تو لاکھ چیل کے ذریعہ انجام دے جانے والے لین دین کے معاملات کو بھی ماچار نہ ہوگا۔

ڈیٹ کارڈ

بعض بینکوں کے اے فی ایم کارڈ پر اثبات لیے کے اصول کو، یقیناً، جس کا ذکر سو نامہ میں نہیں ہے تو اس صورت میں اے فی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ میں کوئی حیوانی فرق نہیں رہے گا، یونکہ کارڈ جاری کرے کی اثبات یہاں بھی لی فی اور ہاں بھی لی فی، اللہ تعالیٰ کے حافظ سے فرق پایا جاسکتا ہے، کہ ڈیٹ کارڈ میں سہ ریا و دسیویات میں اور اس میں کارڈ ہولڈر کے لئے استفادہ کا پہلو ریا و دسیویا جاتا ہے۔

میں شکوک و شبہ صرف اس پس منظر میں آگئے نہ حمار ہے میں کہ ڈیٹ کارڈ پر اثبات لی جاتی ہے۔

بلاشبہ اسلام نے ربا اور شبہ ربا سے بچنے کی تاکید کی ہے، لیکن کسی بھی معاملہ میں ربا کا حکم مانڈ کرے میں اس کے مجر پناہوں سے صرف نظر نہیں پایا جاسکتا، یہاں چند باتیں قابل غور ہیں؛
۱۔ بینک کوئی فیہ اتی، ارد نہیں ہے، ہر ندی اس کی بنیاد، اداق فی سبیل اللہ پر ہے، اس کی بنیاد بخش تجارت اور منافع کے حصول پر ہے، اگر بینک اپنی خدمات کے عوض کچھ بھی طلب نہ کرے تو اثر اپنے اخراجات سے طرے پوری کرے، خصوصاً اس شغل میں جب کہ ہم ربو سے بچنے کی بھی تاکید کرتے ہیں، موجود صورت میں بینک کوئی قرض نہیں دے رہا ہے، اس پر حرجت طلب نہیں کر رہا ہے بلکہ ایک انسانی خدمت انجام دے رہا ہے، اور کھاتہ داروں کو اضافی

ہو یا تفرام کر رہا ہے، کارڈ کی طباعت، اس کو محفوظ رکھنے اور اس کو ایک نظام سے مربوط کرنے پر بینک کا صرفہ ہے، بینک یہ سرفہ کس سے حصول کرے؟

۲۔ یہاں مسئلہ اس پر ہوتا ہے کہ بینک نے بلا معاوضہ کارڈ لٹو کیا اور بینک کارڈ اس رقم کو اپنے دماغ میں رکھنے کے عوض سے جو کہ کھاتا، اور بینک میں جمع کر رہا ہے۔ لیکن دین کی صورت میں بلا مقابل نفع پر شہد یا حاکم چاہئے، نہ کہ اس صورت میں۔

۳۔ یہ صورت اتنی عام ہو چکی ہے کہ اس پر عموم بلوی کا اطلاق ہوتا ہے نیز نہ صرف یہ بلکہ متقاضی ہے، اور عام ہے کہ اگر معاملہ ایسا ہو تو حکم میں تخفیف برتی جاتی ہے۔

۴۔ بینک اپنے کھاتہ، اور کو ایک بینک لٹو کرتا ہے، کھاتا، اور خاص مدت سے پہلے اس بینک کو استعمال کر رہا ہے، یا کھاتا، اور کو ریا، اور غنمات پر مشتمل بینک کی نہ صرف ہوتی ہے، بلکہ صورت میں بینک بینک کا بھی خصوص معاوضہ لیتی ہے، یا ملتا، اور بینک کے اس معاوضہ کو اور بینک کے اس طرح کے لین، دین کو بھی مابجا رکھتے ہیں۔

اس کم مایہ کار بینک کی اضافی مدت، عموم بلوی، نہ صرف، اور عام بینک کے لین دین سے مشابہ ہونے کی وجہ سے جواز کی طرف ہے۔

کریڈٹ کارڈ:

کریڈٹ کارڈ کی جہتوں سے رہو اسکے دماغ میں آتا ہے۔

۱۔ کارڈ ہولڈر بینک سے جو رقم لیتا ہے، یا بینک اس کو متعین رقم استعمال کرنے کی جارت دیتا ہے، وہ رقم اس کی اپنی نہیں ہوتی، کھاتا، اور لی محض شخصی جابت، اور کاروباری حیثیت کی بنیاد پر وہ رقم فراہم کی جاتی ہے، اس لئے وہ اپنے قرض کے مرد میں آتی ہے جس سے نفع حاصل کیا جا رہا ہے، "وقد بھی رسول اللہ ﷺ عن قرض حر مہما"۔

۲۔ رقم نکالنے پر اسی شرح کے مطابق علاحدہ ایک مختصر رقم سر میں چارج کے نام پر۔

رہائی پڑتی ہے، اور وہ رہا کی واضح ترین مثال ہے۔
 ۳۔ مقررہ وقت پر رقم، اندر کرنے کی صورت میں پورے شرح کے حساب سے جو اضافی
 رقم و رہائی پڑتی ہے، عین رہا ہے۔
 حاصل یہ کہ یہ معاملہ رہا سے شروع ہو کر رہا پر ختم ہوتا ہے۔ اس لیے ابتدا و انتہا
 ناجائز، ناجائز درست ہے۔

جوابات

- مذکورہ تفصیل کی روشنی میں مسئلہ درج ذیل ہیں:
- ۱۔ درست ہے، اور ٹیک سے مشابہ ہے۔
 - ۲۔ درست ہے۔
 - ۳۔ درست ہے۔
 - ۴۔ ایک مال کو دیکھتے ہوئے ناجائز ہے۔
 - ج۔ ہر حال میں سود ہے۔

بینک کے مختلف کارڈز اور شرعی رہنمائی

ڈاکٹر شمس الدین عظیمی ☆

۱- اے ٹی ایم کارڈ

چونکہ اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ دہائیسی آلات یا کسی عیس کے ہوتا ہے، اس لئے شرعاً اس سے استفادہ کی رخصت ملنی چاہئے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

ڈیبٹ کارڈ سے بھی استفادہ دہر اس سے شرعیہ ممانعت کی شرعاً منعپاش ملنی چاہئے، چونکہ لی رمانہ نقد رقم کو ایک جگہ سے دہری جگہ منتقل کرنا مشکل تر ہو گیا ہے، یا معلوم پیسوں کے ساتھ ساتھ جان بھی محفوظ رہے گی یا نہیں، شریعت کے مقاصد خمسہ میں حفظ نفس کے ساتھ حفظ مال بھی مقصود ہے، جس کی بابت ماہر شاطہینی نے اہم فتاویٰ (۲۸، ۲۷، ۳۱) میں متنبہ کی بحث کی ہے، نیز یہ حاجیات کے قبیل سے سمجھ میں آ رہا ہے جس میں تخفیف تیسیر ہوئی چاہئے۔

”المشفقة تحلب التيسر“ (قواعد ص ۱۲۲)۔

ماہر سہیل دہلی، اپنی کتاب ”ظہیر اللہ مرقاۃ“ ص ۶۶ پر رقم طریقی: ”مغفہ صرفہ میں خمس نہیں ہے جس کی جان کمانے پر مینے کی وہہ سے غلط دیکھیں ہو“

☆ شیخ الحدیث و پرنسپل دارالعلوم سوات

بلکہ کسی دوسری وجہ سے بھی ہو تو وہ منظر ہوگا۔
لہذا دونوں طرح کے کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ فیس کا شرعی حکم

دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے اگر کچھ فیس دینی پڑے تو جائز ہے، اگر نہ ہو
مہذب دینی لکھتے ہیں:

”چونکہ ان دونوں طرح کے کارڈ کا حصول غنہ کے لئے کفالت لہذا معذور ہے، اس لئے
ضرورتاً حاجت عامہ کے باعث اجرت لہما جائز ہے، کیونکہ اجرت نہ لینے کی بنیاد پر مصالح
معطل ہو کر رہ جائیں گی۔“ (الغیر الاسلامی، ج ۱، ص ۱۶۱/۵)۔

مولانا مفتی عثمانی صاحب بھی جواری کے قائل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہما کی انہما
ہیں، مضمون لہ، مضمون غنہ سے خط و کتابت، عملہ و ملازمین کی اجرت قرار دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ
نہایت مشل سے راجع نہ ہو۔

”شرعاً کوئی ممانعت نہیں اس پر کہ قرض دہندہ بینک ایک اجرت ان امور کی انجام دہی
پر جو بینک کو دہنا ہے متعین کرے بشرطیکہ یہ اتنے اتنے مشل سے راجع نہ ہو۔“ (تقدیر کلہ
محاضرہ ۲۰۵، ۲۰۴)۔

فی زمانہ اس طرح کے معاملات کا تعامل بڑھتا جا رہا ہے اور فقہاء نے تعامل کو بھی حجت
قرار دیا ہے (دیکھئے ہدایہ تصانیف کتب الاجارت ص ۱۹۲، رسائل ابن عابدین ص ۱۱۶/۲)۔

یہ یہ بھی ممکن ہے کہ جس کی طرف سے ضمان لی گئی ہے اس سے استیفاء حق کسی وجہ
سے نہ ہو سکے تو اس صورت میں ضمان لینے والے کا نقصان ہوگا، اس لئے اس ضمانتی عمل پر اجرت
لی جاسکتی ہے، علامہ کا سانی تو اعما پر بھی اجرت لینے کے جواز کے قائل ہیں (دیکھئے ہدایہ
تصانیف ص ۲۰۲ کتب الاجارہ)۔

علامہ رحمہ کی رائے یہ ہے کہ بیت المال میں اگر گنجانہ ہو تو بطور فیس حصہ داروں سے ہو اور اس کی اہمیت وصول کی جائے گی۔

"فان لم يقلو على ذلك امر اللہ یوریدون القسمۃ فی مسئلہ حروہ
باجر معلوم وذلک صحیح لانه یعمل لهم عملاً معلوماً . . فلا یأس
بالاستنجاار علیہ" (الموطا ۱۰۲-۱۰۳)۔

"دن عامہ ینشائی فی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ قصور۔۔۔ اور ضرر یہ پرستی چہ
ہو جائے کے باعث کہ لوگ اس طرح کی ضمانت تمہارے قبول نہیں کرتے، مال کے شمار سے
تہت کا معاملہ لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے" (خفا باللیل وبل باللیل ۱۶۰)۔

علامہ سیوطی کی اشباہ و منہجہ پر کیا گیا ہے یہ "الحاجة إذا عمت كانت
كالضرورة" بھی اسی جواز کی تائید ہے، کیونکہ بیت کارڈ منہجہ پر جو فیس کی جاتی ہے وہ
ضرر و تباہی ہے، نیز جب کوئی ایجابی حاجت ضرورتاً حاصل کر لیتی ہے تو وہ شخص طور پر بھی
حاجت نہیں ضرورتاً ہی جاتی ہے، جیسا کہ اقوالہ الفہمہ کے ص ۱۰۹ پر جو تحریر فرماتا ہے:
"الحاجة فی حق آحاد الناس كافة فتول منولة الضرورة فی حق
الواحد المصطر"۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

الف۔ اس امر و فیس کی وہی حیثیت ہونی چاہئے جو جواب سہر گندہ رکھی ہے۔
ب۔ لفظ "کل قرض جو بہ نقعا فہو ربوا" کے تحت یہ رقم سود ہونی چاہئے،
کیونکہ یہ ایسی زیادتی ہے جس کے عوض کوئی شئی نہیں یعنی یہ ریاضتی باعوض ہے، اور یہ مستفاد
بارت کے قبیل سے معلوم ہوتا ہے جو ناجائز ہے، لیکن مولانا مفتی نظام الدین صاحب لکھی
وہ پریشانی کے وقت سودی قرض کے جوار کے قائل ہیں۔

”اُردوں پر اُردی رقم سے کم رقم میں کام کرنے میں معیشت میں تگی و پریٹانی ہوتی ہے
 ”رضہ و ریات پوری نہیں ہو پاتیں“ ریخیر سہ، ی قرض مکان خریدنے کے لئے نہیں ملتا تو پورے
 دن۔ ر سے کام بھی کر سکتے ہیں اور سہ، ی قرض بھی مکان خریدنے کے لئے لے سکتے ہیں جب
 کہ رہنے کے لئے مکان نہ ہو یا بغیر ذاتی مکان کے پریشانی ہو“ (ظاہر ص ۱۳)۔

دہن میں یہ بات آتی ہے کہ مکان کی ضرورت تجارت کی ضرورت، دہنوں میں کافی
 فرق ہے مکان کی ضرورت تو ایک بنیادی ضرورت ہے۔ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو نقد و سنی
 عورت کا وہ بھی حق ہوتا ہے اسی لئے اُرد کوئی آدمی اس شرط پر نکاح کرے کہ تم کو سنی و نقد میں
 دین گے تو بھی اس دہنوں کی دہدہ اُردی شوم پر عام ہوگی۔

میں اُرد اس مسئلہ کی تیس یوں کر دیکھی جائے کہ کارڈ کے ذریعہ پر جو ہمیں دی جا رہی ہے
 وہ حقوق کے حصول کے لئے، پھر اُرد اس کارڈ سے رقم نکالی فی یا منتقل کی فی تو اب اس کارڈ کا ڈا
 میں بھی تو کتابت وغیرہ کی ضرورت پڑے گی، اس لئے اس دہری رقم کی ”گلی کو کتابت کا پیر
 مان لیا جائے تو جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے، بہر حال اس طرح کی منتقل سے بچنے کے لئے عاز
 کے دہن میں یہ بات آتی ہے کہ مسلمان اسلامی طریقہ کمپنیاں کام کریں، کیونکہ اب بیت المال تو
 ہے نہیں کہ اس سے پیسے مل جائیں۔

ہمارے ہندوستان میں بینک کی مداخلت سے تجارت سزا کوئی دہری ”رضہ دہری میں،
 گریٹنگ کے ذریعہ تجارت دہری ہوتی تو ”المصروفات تبیع المحظورات“ کے تحت جو ر
 کی ”کل سنی تھی۔

آجی کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے ضمانت کے طور پر جو پر اپنی دہدہ وغیرہ
 دکھا، ہے کیوں نہیں اسی کا کچھ حصہ فرمخت کر کے تجارت کرتا، لیکن اُرد کریڈٹ کے طور پر اس
 سے ہٹا یک مکان ہی ملایا جس کے سوا اس کے پاس نہ کوئی رہنے کے لئے جگہ ہے اور نہ ہی کوئی
 پر اپنی دہدہ ہے تو اس صورت میں بد چہ مجبوری جو اُردی صورت نکلی چاہے، پھر بھی بندہ کا خدیں

ہے کہ آدمی محنت مزدوری کر کے اپنے محنت کے پیسوں سے تجارت کرے جس پر اللہ رب اعزازت اور اس کے رسول کی جانب سے یہ کتوں کے بہت سارے وعدے ہیں۔

ج۔ یہ بلاشبہ سود ہے، کیونکہ یہ زیادتی بوقت کے عوض ہے اور بوقت جعبہ ہے، "والوصف لا یقابله الثمن" (وصف کے بالتقابل ثمن نہیں ہوتا ہے)۔

بندہ کے نزدیک حضرت مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ کا فتویٰ "حتی المقدور بوقت مقررہ کے اندر اسے اور مجبوری کی صورت میں دوسری ہے اس پر گنجائش ہوتی ہے (قلم الفتاویٰ ۱۲۸) سے بابت کتاب کھل جائے گا اور وہ شخص اپنے کو مجبور و مضطر سمجھو پیسے کا جس سے سود کا شیوہ ہوتا جائے گا۔

خلاصہ بحث

- ۱۔ ۲۔ ۱۔ اس فی ایم کارڈ اور بیٹ کارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
- ۲۔ کارڈ کی فیس لی جاسکتی ہے، اس فیس کی ہفتہ کی رقم کی انجام دہی وغیرہ کے لئے محمول کریں، شے ٹیکہ یہ فیس اتارے گا۔
- ۳۔ ۱۔ اس فیس کی یہی حیثیت ہوگی جو جواب ۳ میں گذر چکی ہے۔
- ب۔ اس رقم کو کارڈ کی فیس قرار دیا جاسکتا ہے۔
- ج۔ یہ بلاشبہ سود ہے، کیونکہ یہ بوقت کے بالتقابل ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز میں غرور یا کا پہلو

مولانا تنظیم عالم قاسمی *

تجارت و معیشت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بینک کی جانب سے مختلف پروگرام و سہولتیں چاہنی چاہتی ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ بینک کا مقصد صرف منافع اور سوسائٹی کو فائدہ پہنچانا ہے، نفع اور مادی مقصد نہیں، اس بلکہ یہ ضرور ہے کہ ملکی اور حکومتی سطح پر بینک کے قیام کا بنیادی غرض نفع کے حصول کے ساتھ راست رسانی بھی ہے، اس کے لئے بینک کی جانب سے دی گئی مختلف سہولتوں کو اسلام کی سونے پر پکھتا چاہیے، اگر یہ سہولتیں شرعی قواعد و ضوابط سے میل کھاتی ہوں تو نہیں، پتا لے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر ان سہولتوں میں شریعہ کے مخالف ہوں تو یک مسلمان کے لئے ان سہولتوں سے استفادہ قطعاً درست نہیں ہے، اس لئے سب سے پہلے اعتماد اور نیت کے ساتھ غور یا جانا چاہئے کہ موجود بینکنگ سسٹم میں کون سی چیزیں غلط ہیں، یہ تو یہ صحیح ہے کہ دنیا کی ہر نئی ایجاد اور نئے نظام کو ناجائز قرار دے دیا جائے اور نہ ہی یہ کہ ہر غلط کو تو جیہ تاویل کے ذریعہ درست کرے لی کوئی کوشش نہ کی جائے، بلکہ مسئلہ پر قرآن و حدیث اور دین کے دوسرے مصادر کو معیار بنایا جائے، عرف و عادت و رواج امتلا و عام، ضرورت و حاجت، شریعت کی نزاکت اور دوسرے قواعد و ضوابط اور دین میں رہے تو سہولت کے ساتھ مسائل حل ہو سکتے ہیں، درست کی صحیح رہمانی میں کوئی وقت چٹ نہیں آئے گی، جیسا کہ ملک اور بیرون ملک میں قائم مختلف فقہی اکیڈمیوں نے سیکرول جدید مسائل پر بحث کے بعد صحیح نتیجہ کا فیصلہ کیا اور یہ کوششیں تا

قیامت جاری رہیں گے۔

ان مذکورہ مقدمات کی روشنی میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے سلسلہ میں غور کرنے کے بعد پورے سامنے آتی ہے:

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ

اے ٹی ایم کارڈ کا استعمال اور اس سے استفادہ شرعاً جائز ہے، چونکہ اس کے جاری کرنے کا مقصد کھاتہ دار میں کو رقم کی منتقلی اور رقم کے حصول کے لئے سہولت فراہم کرنا ہے، نہ کہ کھاتہ دار شہر یا ملک کے جس علاقہ میں جب چاہے اپنی جمع کردہ رقم میں سے بقا چاہے نکال لے تاکہ وہ کاروبار کرنے والوں کے ساتھ عام لوگوں کا بھی فائدہ ہو کہ پوری دنیا کا اے ٹی ایم سے رقم محفوظ رہتی ہے، دوسرے شعبہ میں جانے کے بعد حسب ضرورت اے ٹی ایم نظام سے کارڈ کے ذریعہ روپے حاصل کر سکتا ہے، چونکہ اس کارڈ میں یہ بات شامل ہے کہ کھاتہ دار اپنی وہی رقم نکال سکتا ہے جو پہلے سے بینک میں جمع ہے، اس سہولت پر نہ تو کوئی رقم، نئی پڑتی ہے اور نہ کوئی معاوضہ، اس لئے شریعت کے خلاف اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی ہے جس بنیاد پر اس کو ناجائز حرام یا غلط قرار دیا جائے۔

ڈیبٹ کارڈ

ڈیبٹ کارڈ کی تعریف اور تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ کے درمیان کوئی خاص بنیاد کی فرق نہیں ہے، اس کارڈ کے ذریعہ بھی کھاتہ دار صرف بینک میں پہلے سے جمع کردہ رقم کو ہی استعمال کرتا ہے، خواہ یہ استعمال ان نیت کے ذریعہ دوسرے کے کھاتہ میں رقم منتقل کرے کی شکل میں ہو یا نقد رقم نکالنے کی صورت میں یا اور بھی استعمال کا کوئی طریقہ ہو، تمام صورتوں میں اپنی جمع کردہ رقم میں تصرف کر رہا ہے جس کا کھاتہ دار کو اختیار ہے، اس لئے

کہ وہ رقم کا مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے جس طرح چاہے شرعی حدود میں رہ کر اپنے مال کا استعمال کرے اور اسے نئی اہم کارڈ کی طرح اس کارڈ کا بھی الگ سے کوئی معاوضہ نہیں دینا پڑتا ہے کہ جسے سود کا نام دیا جائے۔

۳۔ فیس کی حیثیت

البتہ ایک قابل لحاظ بات یہ ہے کہ اس کارڈ کے سودانے کے لئے جو فیس "سرنی پرائی" ہے اس رقم کو کون سا امام دیا جائے۔ اس کارڈ کے حصول کے لئے ایسی رقم یقیناً جمع کرادہ رقم کے علاوہ ہے جس کا عرصہ رقم کی قفل میں کماتہ اور کو حاصل نہیں ہوتا، کیا وہ بینک کو زائد رقم دے رہا ہے جس کے تیس سود یہہہ ہاشیہ پیدا ہوتا ہے لیکن یہ بات منکار اور مقاصد پر گرگہ کی نظر ڈالی جائے تو اس نتیجہ تک آسانی پہنچا جاسکتا ہے کہ یہ سود نہیں بلکہ کارڈ بنانے کی اہمیت ہے، اس لئے کہ بینک پر یہ سود دہری نہیں ہے کہ کماتہ اور اس کو کارڈ کی اس سہولت کے لئے مفت خدمت انجام دے، اس میں قلم، کاغذ، رجسٹر اور دستاویزات کے اخراجات ہیں، جن کو انیشیائی کاموں بھی کہا جاتا ہے، اس تمام امور کی انجام دہی کے لئے پیر کی ضرورت پیش آئے گی، جس کو ہم اس چارٹ یا فیس کا نام دیا جاتا ہے، "نئے وقتہ میں اس کی نظیر ہو مسئلہ ہے جو قلماء نے بیان فرمایا ہے کہ قاضی درستی کے لئے فتویٰ اور فیصلہ کرے کہ مدعی اور مستحق سے اثرت طلب کرنا جائز نہیں ہے، میں مدعی کے لئے فتویٰ تحریر میں لائے اور کاغذی کے لئے دستاویزات لکھے اور رجسٹر میں دراجات کرے کی اہمیت لکھا جاتا ہے۔

بشرطیکہ یہ اہمیت ایسے کاموں پہ آنے والی اہمیت مثل سے زیادہ نہ ہو (دیکھئے الدر المختار مع رد المحتار ص ۱۲ طبع دیوبند)۔

اس کارڈ میں کے اثراء میں ہی جانے والی فیس کو "اکھاء" اور دلالی کی فیس پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے، یہ نکتہ یہ لوگ بھی اپنے عمل "رحمت کی اہمیت" لیتے ہیں۔

۴- کریڈٹ کارڈ

اس کارڈ سے استفادہ کا جو طریقہ کار سہولت نامہ میں دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قائل وہیوں قسموں کے کارڈ سے کوئی خاص حلق نہیں ہے، اس میں کاروبار اور ادارہ ہوتا ہے یعنی بینک سے وہ ایک متعین مدت تک کے لئے قرض لیتا ہے اور بینک اس کے عوض میں ہر ایک مقررہ مدت میں کھاتا اور سے فیس کی شکل میں منافع وصول کرتا ہے، جس کے سوا ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

حضرت شامہ علی رحمہ اللہ ص ۱۰۸، جلد ۱ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”الرہو هو القرض علی آن یؤدی إلیہ اکثر و الفضل معا فعند“ (رحمہ اللہ ص ۱۰۸، ج ۱)

اسی کو بالسیہ بھی کہا جاتا ہے جس کا رمانہ جاہلیت میں عام رہا تھا، اسی کے ساتھ اس کارڈ کے معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ کارڈ کا استعمال جب نقد رقم نکالنے کے سے یا کسی کے کھاتہ میں منتقل کرنے کے لئے یا جائے وصول رقم کے ساتھ مزید ایک رقم کی ”ٹنگی اس کے“ ضرور لازم ہوگی، اسی طرح کارڈ کے رجسٹر میں یہ امر کرنے پر مطلوبہ رقم چند روپیہ میں نہ کرے کی صورت میں یہ روپیہ شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے، یہ دونوں شکلیں، صبح طور پر سہولت کارڈ بار میں شامل ہیں، اگرچہ اس کی ایک صورت جبکہ چند روپیہ میں شرحہ اری میں دی گئی رقم نہیں لاری جائے، بلکہ جاری معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ عقد ایک ہے اور صلب عقد میں ایسی سہولت شامل نہیں ہوتی، اس لئے پورا عقد ہی فاسد ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں منع بالشرط سے منع یا گیا ہے، یہ نکتہ اس میں متعاقبین میں سے کسی ایک کا نقصان لازمی ہے اور یہ متقاضی عقد کے خلاف ہے، علامہ ثنائی نے مطلب فی البیع بشرط فاسدہ (۲۸۱/۷) دیکھا کہ پودوبند کے تحت جو حکام یا ہے اس سے بھی اس مسئلہ پر کافی حد تک روشنی پاتی ہے۔

ہجہ ہے کہ اس موضوع کے اہتمام پر مجمع الفہم اسلامی مکرّمہ کے تحت ہونے والے گیارہویں سمینار کے آنکھیں فیصلہ پر ایک نظر ڈال لی جائے، غور و خوض اور مباحثہ کے بعد، اتفاقاً طور پر اس سمینار میں یہ قرار ”تشویناً یا بیا“:

”اگر قرض خواہ نے مقررہ شرح پر شطرنجی یا اس پر لازم یا ہو کر، دونوں کے مابین مقررہ مدت کے اندر، اپنی مقررہ شرح پر رہتا ہے تو ایک مقررہ مقدار میں یا کسی مقررہ شرح سے مالی نہ مانہ دینا ہوگا تو ایسی شطرنجی کا لازم مائل ہے۔ اس کی تکمیل نہ دے گی تو اس میں بلکہ جاری بھی نہیں ہے، خود شطرنجی، ملا کوئی بینک ہو یا کوئی اور شخص، اس لئے کہ یہی میں رہا اجابیت ہے جس کی حرمیت کے لئے آیت مارل ہوئی تھی (مکرّمہ کے فقہی فیصلے ۲۳۲ مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی، لاہور)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیسرے سمینار میں کئے گئے فیصلے کی عبارت بھی کچھ اس

طرح ہے:

”قرض خواہوں سے قرض میں، نئی رقم سے زائد وصول کرنا، چاہے اس کا کوئی سا بھی طریقہ ہو اختیار کر لیا جائے، ہرگز جائز نہیں اور قرض سے زائد حاصل کی گئی رقم شرعاً سود ہے“ (مجلد فقہ اسلامی ۳۷ ص ۱۸)۔

خلاصہ بحث

- ۱- اپنی ایم کارڈ سے استفادہ دہشتہ، درست ہے۔
- ۲- ڈیپٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے رجسٹرڈ پرفرمنٹ جاہز ہے۔
- ۳- مذکورہ دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے بطور فیس، نئی رقم میں چارج اور اجرت الخدمت کے حکم میں ہوگی جو شرعاً جائز ہے۔
- ۴- الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کردہ فیس جو وقفہ وقفہ کھاتہ دار سے وصول کی جاتی ہے، سود کے حکم میں ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ریوید حاصل کرادفعہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم «اُکرتی ہوتی ہے وہ بھی ٹر عاسوہ ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ریوید یہ سرود اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم «کی، بینک کو وہ رقم تاجے «اُکرتی ہے وہ جو مزید رقم «اُکرتی پڑتی ہے وہ بھی سوا ہے جس سے احراز ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ہندوستانی بینکوں کے مختلف کارڈ سے مسلمانوں کا کاروبار کرنا

مفتی محمد عبدالرحیم قاسمی *

۱۔ اسے نئی ایم کارڈ کا حامل اپنی جمع کردہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے، بینک انک سے کوئی معاوضہ ہی متواں سے نہیں لیتا، لہذا مسلمانوں کے لئے اسے نئی ایم کارڈ کا استعمال شرعاً جائز ہے۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ کماتہ دار بوقت ضرورت بینک سے رقم نکال سکتا ہے، خرید و فروخت کے بعد قیمت کی ۱۰۰ فیصدی کمرستتا ہے اور اپنے کماتہ سے واپس لے کر رقم منتقل کر سکتا ہے، ان امور میں کوئی قیامت نہیں، لہذا ڈیبٹ کارڈ کا استعمال بھی شرعاً جائز ہے۔

۳۔ ان کارڈوں کو بھانسنے کے لئے جو فیس دی جاتی ہے یہ رقم واصل ان خدمات کا بدلہ یا اجرت ہے جو کارڈ جاری کرنے کے لئے بینک کو انجام دینی پڑتی ہیں، اس لئے شرعاً یہ فیس دینا جائز ہے۔

۴۔ انک: کریڈٹ کارڈ حاصل کرے اور اس کو استعمال کرنے کے لئے "نرو" فیس اس کاموں کی اجرت ہے جو کارڈ جاری کرنے کے سلسلے میں بینک کا عملہ انجام دیتا ہے، مثلاً اس شخص کی قائل تیار کرنا، جس شخص "نرو" یا مہینوں سے کارڈ جاری کرنے والے بینک کارڈ ہے، اس کو اس کے بارے میں مطلع کرنا، اس کا تعارف کرنا اور اس کو اس قائل بنانا کہ وہ اپنے مالی معاملات اس کارڈ کے ذریعہ حل کرے، لہذا کریڈٹ کارڈ کو حاصل کرنے پر اس کو استعمال

✽ اہم جامعہ خیر العلوم نورنگل، دہلی، بھوپال۔

رے کے لئے بینک کو فیس دینا جائز ہے، کریڈٹ کارڈ کی ایک حیثیت ضمانت کی بھی ہے اس پر روٹنی دیتے ہوئے مفتی محمد تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں:

”نیل کے لئے فیس کفالت پر ذمہ داریاں جائز نہیں لیکن اگر نیل کو اس کفالت پر کچھ عمل بھی کرنا پڑتا ہے، مثلاً اس کے بارے میں اس کو آگاہ کرنا پڑتا ہے، اور اس کے دفتر کی امور بھی انجام دینے پڑتے ہیں، یا مثلاً کفالت کے سلسلہ میں اس کو مشغول (جس کے لئے ضمانت لی گئی) اور مضمون عنہ (جس کی طرف سے ضمانت لی گئی) سے ذاتی طور پر خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ کرنا پڑتا ہے اس قسم کے دفتری امور کو تھوڑا سا انجام دینا ضروری نہیں، بلکہ نیل کے لئے مطلقاً نہ سے یا مطلقاً عنہ سے ان تمام امور کے انجام دینے پر ذمہ داریاں کا مطالبہ کرنا جائز ہے، آج کل جو بینک سی کی ضمانت لیتے ہیں وہ صرف رہائی ضمانت نہیں لیتے بلکہ اس ضمانت پر بہت سے دفتری امور بھی انجام دیتے ہیں مثلاً خط و کتابت کرنا، کاغذات وصول کرنا پھر ان کو سپرد کرنا، در رقم وصول کرنا پھر اس کو بھیجنا وغیرہ ان کاموں کے لئے اسے ملازمین، عملہ، دفتر، عمارت اور دھریضہ دہریشیاء کی ضرورت پڑتی ہے بینک جو یہ تمام امور انجام دے رہا ہے پوری فائدہ میں انجام دینا اس کے لئے واجب نہیں، چنانچہ ان امور کی انجام دہی کے لئے بینک کے لئے چنے گاہوں سے مناسب ذمہ داریاں جائز ہے“ (فقہی مقالات ۱/۲۹۹)۔

ب۔ کارڈ جاری کرے۔ بلا بینک شریہ اداری کی کل قیمت «اگر تے وقت جو کمیشن وصول کرتا ہے وہ جائز ہے، چونکہ یہ رقم بینک «درمانہ کے درمیان اس ذمہ داری سے یا حق خدمت کی طرح ہے جو لال جامہ کے کارڈ دار میں وصول کرتا ہے، لہذا اس میں یہ شرط ہے کہ اس وقت کا اطمینان کر لیا جائے کہ بینک کارڈ بیلڈر کی شریہ اداریوں کی «انگلی کے لئے جو رقم بقی طور پر چنے پاس ہے «اگر ہے» رجسٹر کی صورت کارڈ بیلڈر پر قرض، یہ کی ہوتی ہے اس کا معاوضہ بینک وصول نہ کرے» اس کی مدت میں یہ میٹھی کے لحاظ سے کمیشن میں کوئی کمی میٹھی نہ کرے اس مہلت کی ذمہ داری بھی نہ مانگے اس کو بینک کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جس

شخص کا کارڈ جاری کرنے والے بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ ہے اور جس کا ڈیبٹ اکاؤنٹ ہے
نیا وہوں قسم کے کارڈ ہولڈروں سے کارڈ جاری کرنے والا بینک یکساں معاملہ رہتا ہے یا مختلف؟
(کریڈٹ کارڈ ۶۸)۔

فقہی مقالات میں ہے: ”بینک بائع اور مشتری کے درمیان واسطہ بھی بنتا ہے اور
بحیثیت دلال یا وکیل کے بہت سے کام انجام دیتا ہے۔ اور شرعی حلالی اور نکات پر اہمیت دیتا
جائز ہے لہذا ان ۱۰۱ انگلی میں بھی بینک کے لئے اپنے گائیڈ سے اہمیت کا منہ نہ کرنا
جائز ہے“ (فقہی مقالات ۲۹۹)۔

نتیجہ - خریدت کارڈ کے درمیان یہ نزدیکی و اشیا کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی
ہے اس پر وہ دلال کی طرح کمیشن لے سکتا ہے بشرطیکہ اس نے دونوں طرح کے معاملات میں
یکساں کمیشن یا جو ایسے معاملہ میں جس میں بینک نے قرض کے طور پر اپنے پاس سے تاجر کو
ادائیگی کی اور جس معاملہ میں بینک نے کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ادائیگی کی ہے۔

البتہ کارڈ ہولڈر اپنے ذمہ واجب الادا رقم مدت معینہ کے اندر بینک کو نہ لوٹائے تو
کارڈ جاری کرنے والے بینک کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس سے تاخیر کا کوئی نہ ماہ یا کمیشن وصول
کرے، کیونکہ یہ صورت اصل قرض پر منافع بنتی ہے جو کہ ہر مہتا حرام ہے (کریڈٹ کارڈ ۶۹)۔
کریڈٹ کارڈ کے بارے میں شیخ عبد العزیز ابن عبد اللہ آل شیخ نائب مفتی مملکت
سعودی عرب کہتے ہیں: ”قرض مہیا کرنے والے کارڈ یعنی جب کارڈ ہولڈر کے قلوب میں
تئی رقم نہ ہو حقیقی رقم اس لئے شریعہ پر صرف فی امر کارڈ کے درمیان مال شریعہ تو اس سے کوئی قرض
یا سود یا یہ قرض ہے جس پر منافع ہو، یا جائز ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ اگر مدت مقررہ کے بعد
مدد ۱۰۱ انگلی نہ کی جائے یا مقررہ سود سے زیادہ مال کارڈ پر حاصل یا جائے تو بینک ۱۰۱ سود نکالتے
ہیں اور یہ سود بھی سود مرکب ہوتا ہے حقیقی تاخیر ۱۰۱ انگلی میں ہو کی اتنی سود بڑھتا چلا جائے گا اس
طرح کا معاملہ درست نہیں ہے۔“

اور اگر اس کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ہو جتنی اس نے کارڈ کے ذریعہ نکلوائی یا خرچ کی ہو کارڈ صرف اس لئے لے رکھا ہے کہ اس کے ذریعہ رقم نکلوا سکے اور بینک کو سود دینے کی نیت نہیں، ”رشدی خود سودی معاملہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے تو ایسی صورت میں کارڈ کا حصول عام بات ہے“ (مجلد المدعوۃ شمارہ ۱۶۰۸، ریاض خبر ۱۹۹۷، بحوالہ کریڈٹ کارڈ ۷۸)۔

کوئی شرعی قباحت نظر نہیں آتی، لہذا اس کارڈ کا حصول اور مذکور بالا خبر و توں میں اس کا استعمال از روئے شرع جائز ہونا چاہئے۔

۲- ڈیٹ کارڈ

بیک اپنے کھاتہ داروں کو یہ کارڈ اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ خرید و فروخت کے بعد قیمت کی «انگلی کریں»، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کارڈ کے «سٹے» سے اپنی مطلوبہ رقم کو اپنے کھاتے میں پہنچاتا ہے۔ دوسرے اس کارڈ کا حامل وقت ضرورت اس سے رقم نکالتا ہے، اسی طرح وقت ضرورت ڈیٹ کی مدد سے اپنی رقم پہنچاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ بھی آئی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کرتا ہے اور اس کے استعمال کا کوئی معاوضہ الگ سے دینا نہیں پڑتا کہ یہ سود کے دائرہ میں آئے، بجز اس معمولی فیس کے جو کارڈ ہوا کرتے وقت «اگرٹی پاتی» ہے، جس کا جواب آگے مذکور ہے، شرعی لحاظ سے اس میں بھی کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لئے فیس دے کر اسے حاصل کرنا اور اس سے مذکور بالا فوائد حاصل کرنا شرعاً جائز ہونا چاہئے۔

۳- فیس کی حیثیت اور حکم

اگر ان... نون قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑتی ہے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت اور مضائقہ نہیں، اس فیس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے راشن کارڈ، پاسپورٹ، ویزا وغیرہ دہانے کے لئے فیس جمع کرنی پڑتی ہے جو سب کے سب ایک جائز ہے، مفتی امور کی انجام دہی کے لئے ایسے اداروں میں جو فرائض ادا کرتے ہیں یہ فیس اس کی اہمیت قرار دی جائے گی۔

۴- کریڈٹ کارڈ

اس کارڈ سے متعلق سوائنامہ میں یہ مذکور ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی دوتیوں فوراً حاصل کرتا ہے جو ڈیبٹ کارڈ سے حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی اس کے ذریعہ خرید و بیعت کے بعد قیمت کی ادائیگی بوقت ضرورت رقم نکالنا اور رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا، اس کے علاوہ مزید قاعدہ یہ ہے کہ اس سے قاعدہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بینک کے توسط سے احادیث یہ خرید و بیعت بھی ہو سکتی ہے، اس کے ذریعہ آدمی بینک سے قرض بھی حاصل کر سکتا ہے یا کسی کے کھاتے میں منتقل بھی کر سکتا ہے۔

”اہل الذرہ و ہوں کارڈ کے حصول کے لئے ایک مختصر سی رقم طور میں کے“ کرنی پڑتی ہے اس کے علاوہ کوئی اضافی رقم نہیں۔ کرنی پڑتی ہے بعد کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے شروع میں فیس“ کرنی پڑتی ہے۔ پھر اگر اس کے ذریعہ بینک سے قرض یا ہے یا رقم دوسرے کے کھاتے میں منتقل یا ہے تو پہلے ہی دن سے سو اس کے اندر لام ہو جاتا ہے اور جب وہ استعمال شدہ رقم کو جمع کرتا ہے تو اس کے ساتھ مقرر سود کی رقم بھی ادا کرنی پڑتی ہے، معاملہ کا یہ حصہ خالص سود پر مبنی ہے کہ قرض کے ساتھ اضافی رقم ادا کرنی پڑتی ہے جو عوض سے خالی ہے اور حدیث نبوی: ”کل قرض حرام مسموعہ فهو ربا“ (جو قرض جس سے نفع حاصل یا جائے وہ حرام ہے) کے تحت داخل ہے۔

اسی طرح اگر اس کارڈ کے ذریعہ کسی دکان سے ادھار خریداری کی گئی تو بینک اس کی طرف سے نقد قیمت دکان کو ادا کرتا ہے اور ماد کے آثار میں کارڈ ادا لے کر اس کی پوری تفصیل فراہم کرتا ہے۔ مظلوم پر رقم اس آدمی کو چند روزوں کے اندر ادا کرنی پڑتی ہے، دیکھنا نہ کرنے پر یہ شرح کے حساب سے مزید رقم (یعنی سود) کی ادائیگی اس پر لازم ہوتی ہے جس کو وہ آئندہ اصل رقم کے ساتھ جمع کرتا ہے، ظاہر ہے کہ معاملہ کی یہ نذر بھی خالص سود پر مبنی ہے، اگرچہ اس میں اس کا مکان ہے کہ وہ متعین مدت کے اندر مظلوم پر رقم جمع کر دے، اور اس سے سود نہ دینا پڑے، لیکن

ضروری نہیں کہ وہ ایسا کرنے پر تیار ہو ہی جائے اور برہت رقم مہیا نہ ہونے کی صورت میں سود کی دیکھی گئی لازم ہو جائے گی، اس لئے ایک مسلمان آدمی کے لئے ایسا کرنا اور سود کی شرط پر آپس میں کوئی معاملہ طے کرنا شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔

» اگر کوئی شخص عام نوعیت کے قاعدے حاصل کرنے کے لئے »دو دقتیوں کا کام انجام دینے کے لئے جن کے لئے ذبیحہ کار استعمال کیا جاتا ہے کریمہ کارا ہونا چاہیے جس کے لئے شریعت میں معمولی فیس کے سوا کوئی اور اضافی رقم »اٹھیں کرنی پڑتی ہے، »اور اس کارا کے »ریجینک سے »حصہ رقم حاصل نہ کیا، »مرے کے کھاتے میں منتقل کرنا مقصود نہ ہو جس کے سے سود »ناپائتا ہے »مرندہ اس کے »ریجینک سے »حصہ »یہ ادنی کارا »دیو جس میں سود میں مبتلا ہونے کا قوی »کان رہتا ہے تو بھی اس کارا کے ہونے کی ضرورت ماقی نہیں رہتی ہے کہ یہ سب کام ذبیحہ کارا کے »ریجینک انجام پائی جاتے ہیں جس میں سود کی قباحت نہیں ہے، تو پھر سے چھوڑ کر، ہی مقصد کی خاطر کریمہ کارا کا سہارا لینے کی یا ضرورت ہے جو »سے خالی میں ہے یا جس میں سود میں مبتلا ہونے کا خطرہ موجود ہے، اس لئے مدد »ریجینک کے طور پر بھی اسے ناجائز ہونا چاہئے۔

اے ٹی ایم، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ - مختصر شرعی جائزہ

مفتی سید اسرار الحق سیلوی *

آج پوری اسلامی دنیا اسلامی یا بینکنگ نظام کام ہے، اور یہ مناسبت کے سے ایک ضرورت بن گیا ہے، غریب سے غریب افراد کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے، دنیا میں بہت کم تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کو بینک سے کوئی واسطہ نہ پڑتا ہو۔ بینکوں میں عوام کے نجوم کو کم کرنے اور ذرائع مواصلات کی تیز رفتار رفتی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بینکوں نے عوام کو بہت پرہیز کرنے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر مختلف کارڈ جاری کئے ہیں، تاکہ عوام کے لئے موبائل فون کی طرح ہر جگہ رقم حاصل کرنا اور تجارتی مقاصد کی خاطر دوسرے تک رقم منتقل کرنا آسان ہو جائے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کل بینکنگ نظام سو میں تکرار ہوا ہے، ایک مسلمان کے لئے سوائیلین، این اسلام جائز نہیں ہے، جہاں تک ہوتے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی منظر میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف نوعیت کے کارڈز کا شرعی حکم دریافت کرنے کی کوشش کی گئی۔

ATM کارڈ کا حکم

ATM کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شہر، ملک یا ملک سے باہر گئے ہیں بھی موجود ATM کیبن سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم نقد حاصل

رہیں۔ اور ان کو نقد رقم (Cash) حاصل کرنے کے لئے بینک جانے کی ضرورت نہ ہو، اس کارڈ سے آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی نکال سکتا ہے، اس سہولت سے قاعدہ اٹھانے پر بینک کو کوئی معاوضہ ہوا نہیں سنا پڑتا ہے، البتہ کارڈ کے اجراء اور تجدید (Issue and Renewal) کے وقت مقرر فیس ۱۰ روپیہ پڑتی ہے۔

اس کارڈ کا حکم یہی ہوگا جو بینک میں رقم جمع کرنے کا حکم ہے کہ بینک میں رقم جمع کرنا ضروری ہے مگر روپے کی حفاظت کے لئے بینک میں رقم جمع کرنے کی اجازت ہے سب۔ ATM کارڈ سے روپے کی حفاظت ریا ہوئی ہے، بس روپے کے سفر و غیرہ میں پورا احتیاط سے حفاظت ہوئی ہے، جب کہ مال کی حفاظت شریعت کے مقاصد غرض میں سے ایک مقصد ہے۔

۲- ڈیپٹ کارڈ کا حکم

یہ کارڈ بھی اسی فی ایم کارڈ کی طرح قابل استعمال ہے، البتہ اس میں دو سہولتیں زیادہ ہیں، جو اس فی ایم کارڈ میں نہیں ہیں:

۱- اس کارڈ کے رجسٹریری اری کے بعد دوکان دار مطلوبہ رقم اپنے اکاؤنٹ میں پہنچا دیتا ہے۔

۲- اپنے کھاتے سے دوسرے کے کھاتے (Account) میں رقم منتقل کرنا۔

ATM کارڈ کی طرح اس کارڈ سے بھی استفادہ ان لوگوں کے لئے جائز ہوگا، جن کو اس کی خاص ضرورت پیش آتی ہو، جیسے تجارت پیشہ حضرات، جن کے لئے ریا و نقد رقم کے لئے ترسیل دیا جائے، جس جان و مال کا خطرہ رہتا ہے، جان (نفس) اور مال کی حفاظت شریعت کے مقاصد میں داخل ہے۔

اس کارڈ کے رجسٹریری فروخت کی حیثیت یہ ہے کہ خریدار اسے ادھار قیمت پر خریدتا

ہے۔ رقم کی ہائیگی اپنی وکیل (بینک) کے ذریعہ کرتا ہے، خریدار کی رقم بینک میں جمع ہوتی ہے، جب خریدار نقد رقم کے بجائے Debit Card دکاندار کے حوالہ کرتا ہے، تو دکاندار اس کارڈ کو EDC (Electronic Data Computer) سے گزارتا ہے، اگر کارڈ صحیح ہے، خریدار کے کھاتہ میں روپے موجود ہیں تو اس میں متعلقہ تفصیل چھپ جاتی ہے اور ۴۸ سے ۷۲ گھنٹے کے اندر، دکاندار کے اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو جاتی ہے۔ نکات کے بارے میں امام ابو حنین قدوری لکھتے ہیں:

”کل عقد جاز أن يعقده الإنسان بنفسه جاز أن يوكل به غيره“ (مختصر القدوری، ۱۴۱) (ہر وہ معاملہ جو آدمی کے لئے بذات خود کرنا جائز ہے، اس معاملہ میں دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے)۔

۳۔ فیس کا حکم

بینک کارڈ جاری کرتے وقت، اس کی تجدید (Renewal) کے وقت، اگر کارڈ گم ہو جانے کے بعد دوسرا کارڈ جاری کرتے وقت فیس وصول کرتا ہے، یہ فیس چونکہ کارڈ پر آنے والے اثر اجازت اور خدمات کے عوض لی جاتی ہے، اس لئے یہ فیس لینا جائز ہوگا۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

Credit Card سے وہ تمام قلم سے حاصل ہوتے ہیں جو ATM اور Debit Card سے حاصل ہوتے ہیں، لیکن یہ کارڈ مذکورہ دونوں کارڈوں سے تمیز دہن سے ممتاز ہے:

۱۔ اس کارڈ کا حامل (Card Holder) بینک میں موجود اپنی رقم سے زیادہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔

۲۔ اس کارڈ کے ذریعہ نقد رقم نکالنے یا کسی کے کھاتے میں منتقل کرنے پر اثر ق شدہ رقم کے علاوہ مزید ایک رقم لازم ہوتی ہے۔

۳۔ کارڈ کے ذریعہ ادھار خریداری پر مطلوبہ رقم چند روزوں کے اندر بینک کو ادا کرنی ہوتی ہے، ایسا نہ کرنے پر یہ شرح کے حساب سے مزید رقم لازم ہوتی ہے۔

غ: فیس کی حیثیت

کارڈ جاری کرتے وقت یا اس کی تجدید کے وقت بینک جو فیس وصول کرتا ہے، اس کی حیثیت سروس چارج (Service Charge) کی ہے، جو بینک کو کارڈ جاری کرنے کے سلسلہ میں کرنی پڑتی ہے قرض سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس لئے یہ جائز ہوگا۔

ب: سزید رقم کی حیثیت

کریڈٹ کارڈ سے نقد رقم نکالنے کی صورت میں جو سزید رقم کارڈ ہولڈر کے ذمہ لازم ہوتی ہے، وہ دراصل سودی ہے:

”وَأَحِلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحُرْمَ الرِّبَا“ (سورہ بقرہ ۲۷۵) (اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام)۔

”وَمَا أَنْتُمْ مِنْ ذُنَا لَعْنُوا فِیْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَزَالُوا عِنْدَ اللَّهِ“ (روم ۳۹)
(جو سزیدم، جیتے ہو، تاکہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا ہے)۔

ج: ادھار رقم کا سود

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی ہے، اس رقم کی سزیدگی مقررہ وقت تک نہ کرنے میں جو سزید رقم بینک وصول کرتا ہے، اس کی حیثیت بھی سودی کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"لے رسول اللہ ﷺ آکل الربا، و موكله، و كاتبه، و شاهديه، وقال
هم سواء" (مسلم ۲۷۴۲ باب الربا، کتاب الحرام و الحلال) (فقہ کے رسول ﷺ نے سوا کھانے
، لے، کھانے ، لے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دو بننے والوں پر عنت فرمائی ہے ،
فرمایا ہے کہ تمہارا میں وہ سب ہمہ کے ٹیکہ میں)۔

اس لئے ریٹ کارڈ کا استعمال کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس کارڈ کا استعمال نقد رقم
کمانے کے لئے نہ کریں، اور اس کارڈ کے ذریعہ قرض لینے کے بعد مقررہ مدت تک بینک کو قرض
دے دیں تاکہ مدت گزرنے کے بعد سود سے بچ سکیں۔

حاصل بحث

- ۱۔ نہ مرت مند لوگوں کے لئے ATM کارڈ کا استعمال جائز ہے۔
- ۲۔ نہ ہیٹ کارڈ کا استعمال بھی نہ مرت مندوں کے لئے جائز ہے، اور اس کارڈ کے
ذریعہ یہ امری اجازت یہ امری کے حکم میں ہے جس میں یہ امری (بینک) نہیں کرتا ہے۔
- ۳۔ ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے ہمیں اگر جائز ہے۔
- ۴۔ ایک کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کے لئے فیس کی حیثیت سر میں پورٹ کی
ہے اگر ص سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔
- ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ رقم کمانے پر مزید رقم جو بینک کو "دفعہ ہوتی ہے، اس کی
حیثیت سود کی ہے۔
- ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ قرض کی رقم لینے کے بعد مقررہ مدت تک اگر رقم بینک کو ادا نہ کی
گئی تو مدت گزر جانے کے بعد جو زائد رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس کی حیثیت سود کی ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - چند شرعی وضاحتیں

مفتی جنید عالم ندوی کا مکی *

اے فی ایم کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو جاری کرتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ کارڈ ہولڈر کسی بھی شہر میں موجود اے فی ایم نظام سے اپنی جمع کردہ رقم حاصل کر سکتا ہے۔ اس کارڈ کے ذریعے بینک سے اس طرح کا معاملہ کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس وقت رستے پر گھر جاتے ہیں، اپنی رقم کو محفوظ طریقے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، بعض اوقات رقم کے ساتھ حاکم بھی چل جاتی ہے، تو رقم مانے، ملا شخص کو چاہیے کہ رقم کو منتقل کرنے کا سب سے محفوظ طریقہ بینک ہے جس کے لئے کارڈ ہونا ہے، یہ حقیقت انسانی صورت بن چکا ہے، نہ تو مذکورہ کارڈ ہوائے میں کوئی فیس ملتی ہے، نہ وہ کسی مزید کوئی رقم دینی پڑتی ہے، اس طرح کارڈ ہوائے اپنی رقم محفوظ طریقہ پر دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں میرا خیال یہ ہے کہ یہ کارڈ حقیقت جمع کردہ رقم کا بیحد ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی رقم حاصل کر سکتا ہے، اس میں شے کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی ہے، اس کی نظیر کتب فقہ میں ملتی ہے، حدیث میں جس سے اپنی شہداء آفاق کتاب "المسوط" میں عبد اللہ بن ربیع کے عمل کو نقل کیا ہے کہ وہ مکہ میں تاتہوں سے پیسے یا کرتے تھے، اور کوئی دیکھ دیکھ میں، اس لئے فائدہ لکھ دیا کرتے تھے، عبد اللہ بن عباس سے جب سولہ یا پانچ سو روپے ملے اس کی تصدیق فرمائی (دیکھئے المسوط ۱۲: ۳۷)۔

کتب فقہ میں سنتے کی بحث آتی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو قرض دے

* صدقہ مفتی دارالافتاء الامارت شریعہ پبلواری شریف چہرہ

تا کہ وہ دوسرے شے میں قرض خواہ کو یا اس کے کسی دوست کو دے، اس کے شرعی حکم کے لحاظ سے فقہاء یہ صراحت کرتے ہیں کہ اگر قرض، بچے وقت، دوسرے شے میں دینے کی شرط لگا دے تو یہ "کل قرض جرمعاً" کے تحت گنہگار ہوگا۔ یہ نکتہ راستہ کے خطوط سے محفوظ رہنے کا نام دیکھا جا رہا ہے اور اگر اس طرح کی شرط نہ لگائے تو بلا اثر استجاز ہے۔ یہ نکتہ اس میں دوسرے شے کی حقیقت متغیر کی اس صورت میں، اصل یہ جو بلا اثر استجاز ہے، یہ نکتہ اس میں دوسرے شے میں دینے کی شرط نہیں ہوتی ہے۔ رقم جمع کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے وہ جہاں چاہے اس نظام کے تحت اپنی رقم نکالے۔

یہ یہ اسلامی ضابطہ بھی ہے، اس لئے "الصرورات تبیح المحظورات"، "الصرور یزال"، "المشفقة تجلب التیسیر" اور اس طرح کے دیگر اصول کے پیش نظر اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔

ڈیپٹ کارڈ سے استفادہ اور خرید و فروخت کا حکم

۱۔ کارڈ ڈیپٹ کارڈ کہا جاتا ہے، اس میں بھی کارڈ ہولڈر صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی سے نامہ دیکھا جاتا ہے، اور یہ رقم نقد دینی پڑتی ہے اور نہ ہی ملتی ہے، یہ کارڈ بھی اپنی جمع کردہ رقم کا وثیقہ ہوتا ہے، البتہ اس سے نامہ دیکھا جانے کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

۱۔ ضابطہ درست پڑے پر اپنی رقم نکالی جائے۔

۲۔ اپنی رقم دے کے کھاتہ میں منتقل کی جائے۔

۳۔ اس کارڈ کے رجسٹر اشیاء کی خرید و فروخت ہو، اس کے بعد وہ مکاندار کے کھاتہ میں قیمت منتقل کر دی جائے، پہلی صورت کا یہی حکم ہے جو اسے فی ایم ٹا بیان کیا گیا ہے، یعنی بلا اثر استجاز دوسرے جہاں کے دلائل بھی ہیں جو اسے فی ایم کے دلیل میں ذکر کئے گئے ہیں۔

وہری صورت بھی جائز و درست ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی کو اپنی رقم دے کر اس کو وکیل بنادے کہ میری یہ رقم فلاں کو پہنچا دو، ظاہر ہے کہ یہ جائز و درست ہے، مذکورہ صورت میں بینک کارڈ ہولڈر کا وکیل ہوگا جو کارڈ ہولڈر کی رقم ۱۰۰ روپے تک پہنچا رہا ہے، خانیہ میں ہے:

"قال المؤکل خذ هذا الألف يا فلاں وادفعه إلى فلاں فأبھما قصی

جاء لیسما واستحسنا" (خانیہ علی ہاشم اقصی الہندیہ ۵/۳۶۹)۔

تیسری صورت ہمارے کی بھی ہوتی ہے جیسا کہ ۱۰ روپے یا ۱۰۰ روپے اور حوالہ کی بھی ہو سکتی ہے اور اگر بلی فقہ کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت حوالہ کی ہو، اس لئے کہ حوالہ میں مقررہ رقم قرض کی ۱۰۰ روپے دہرے کے ۱۰۰ روپے دیتا ہے جو کہ مقررہ رقم کی کوئی رقم پہلے سے اس شخص کے پاس ہو یا نہ ہو، ہر کتب فقہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ اگر محیل (قرض حوالہ کرنے والا مقررہ رقم)، محال علیہ (جس کے حوالہ قرض کی ۱۰۰ روپے کی بی بی ہو) اور محال (صاحب، ین) تینوں راضی ہوں تو عقد حوالہ درست ہوگا، مذکورہ صورت میں تینوں راضی ہوتے ہیں، لہذا یہ معاملہ درست ہوگا (دیکھئے مجموع المسائل ۱۵/۱۵۶)۔

۳- کارڈ ہولڈر کے لئے فیس کی ادائیگی کا حکم

غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ فیس درحقیقت محنت و عمل کی امداد ہے، نہ کارڈ ہولڈر کو سو یا ۱۰ روپے امداد کی خدمت کرنے کا معاوضہ ہے اور کسی محنت کی امداد جیسا کہ دینا یا کسی لی بھتہ خدمات پر معاوضہ لیا جائز و درست ہے جیسا کہ پاسپورٹ ہولڈر کی امداد، دلالی کی امداد، ویرا حاصل کرنے کی امداد اور ان کے معاوضہ ۱۰۰ روپے بہت سے مسائل ہیں ان میں محنت کی امداد لیا جائز و درست ہے، لہذا مذکورہ صورت میں بھی کارڈ ہولڈر کے لئے فیس دینا جائز و درست ہوگا۔

بینک میں رائج مختلف کارڈوں کا حکم

مولانا خورشید انور اعظمی *

آج کے دورِ مَیّٰتی میں تجارت کا اور دفاعی وسیع ہو چکا ہے، اور رائج ہیں وہ ریلوں میں جا، وہ ماں تجارت کرنا ایک عام سی بات ہوئی ہے، ایت میں سب سے بڑا مسئلہ رقم کی منتقلی ہے کہ تاہم جہاں چاہے محفوظ طریقہ، یہ سب ضرورت مطلوبہ رقم حاصل کر کے اطمینان کے ساتھ تجارت کرتے۔

بینکوں نے اس صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے لین، دین کی مختلف صورتیں نکالیں، اور نئی طرح کے کارڈ جاری کئے تاکہ وہ سب سے سہولتوں میں بھی رقم کی منتقلی آسانی کے ساتھ ہو سکے، اور راستے کے خطرات کی ابھمن بھی نہ رہے۔

میں بینک کی فراہم کردہ سہولیات سے فائدہ اٹھانے سے قبل ضروری ہے کہ اس کی شرعی حیثیت متعین کر لی جائے، اس لئے کہ بینک کا عمومی نظام سود پر مبنی ہے اور شریعت مطہرہ سے سو کو حرام قرار دیا ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے سود سے تعلق رکھنے والے تمام افراد پر لعنت فرمائی ہے:

”لَعْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكْلَ الرِّبَا وَمَوْكَلَهُ وَشَاهِدِيْهِ وَكَاتِبُهُ“ (سنن ابی حزمہ)

کتاب الاموال۔

* استاد جامعہ مظہر العلوم ہائرس پولی۔

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ کا شرعی حکم

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس غرض سے جاری کرتا ہے کہ وہ اپنے شرعی مالک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی موجود اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے قدر رقم بصورت نقد حاصل کر سکیں۔

اس کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اور اس کو حاصل کر سکتا ہے، اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ کسی عنوان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کارڈ سے قائمہ اٹھانا از روئے شریعت درست ہوگا، اس وجہ سے کہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ بطور قرض ہوتی ہے، جمع کرنے والا جب چاہتا ہے، بینک سے نکال لیتا ہے، اور قرض کے سلسلے میں یہ بات پر مبراہستہ ہو، بے کفایت کی شرط کے بغیر قرض دیتا اور عینا درست ہے، ممانعت قرض مشروط کی صورت میں ہے۔
رد المحتار میں ہے:

”کل قرض جبر نفعاً حرام ہی اذا کان مشروطاً“ (رد المحتار ۴/۳۵۵)۔
معنی میں ہے:

”کل قرض شرط فیہ ان یرید فہو حرام بلا خلاف“ (الفتاویٰ ۳/۳۶۳)۔
آج جب ہماری رقم لے کر ہمہ روز مقامات کا سفر کرنا بہت تشویشناک امر ہے، اور ہر عہد پیشہ رہتا ہے کہ مال کے ساتھ جس جان بھی نہ گنوائی پڑے، اس صورت حال میں اس کارڈ سے استفادہ، مندوب و مستحسن ہوگا۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ

یہ کارڈ بھی بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے جاری کرتا ہے اور اس کے استعمال کا بھی کسی طرح کا کوئی معاوضہ لیا نہیں کرنا پڑتا، سوائے اس فیس کے جو کارڈ کے بنوانے کے لئے

دی جائے، اس کے ذریعہ بھی آدمی صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی استعمال کر سکتا ہے، اس سے ریہ وہ نہیں۔

البتہ آدمی اس کارڈ کے ذریعہ جس قسم کے فائدہ حاصل کرتا ہے:

۱۔ خرید و بیع کے بعد قیمت کی "انگی"۔

۲۔ ضرورت پر رقم کا نکالنا۔

۳۔ ضرورت پر رقم کا اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کرنا۔

اس کارڈ کے استعمال میں بھی کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی، اس لئے کہ قرض دینے والا اپنی جمع کردہ رقم سے کسی نفع کی شرط کے بغیر، وقت نہ مروت استفادہ کرتا ہے، باقی رہی فیس تو یہ کارڈ اور اس کے نمونے کے عوض میں ہے، یا اس سلسلے کے حساب، کتاب کی امت کے طور پر ہے۔

۳۔ کارڈ کے لئے فیس دینے کا مسئلہ

اس فی ایم کارڈ اور ایٹ کارڈ کے حصول کے سلسلے میں جو رقم بطور فیس دی جاتی ہے، اس کا دیکھنا درست ہے، اس لئے کہ یہ فیس کارڈ، اس کی ہونی، قلم، کاغذ، رائٹر، ڈرائیجٹ کے عوض میں ہے، نیز، اس سے متعلق دیگر غیر درست رکھنے کی امت بھی قرار دی جاسکتی ہے۔
درمختار میں ہے:

"يستحق القاصي الأجر على كتب الوثائق أو المحاصر أو المسجلات"

قدو ما يجوز له غيره كالمفتي" (درمختار ۱۲۷۷)۔

کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ کی صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس سے قاعدہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے کے لئے بینک نہ مروت مند

آؤں کے حالات معلوم کر کے اس کی مالی حیثیت متعین کرتا ہے، پھر اس حیثیت کا کارا جاری کرتا ہے، اور اسی کارا کی بنیاد پر حال کارا کو رقم فرام کرتا ہے، پھر اس کارا کے ادا و استعمال و تجدید کی فہم لیتا ہے۔

لنک - باوجود یہ کہ اس کارا کے ذریعہ احاطہ شدہ دست ہوتی ہے پھر بھی اس کے حصول کے لئے فہم، یادداشت ہوگا۔ اس وجہ سے کہ بینک حال کارا کا ٹیکل ہے کہ اس سے شہ میں یا شہر دست کے موقع پر رقم فرام کرتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے اثرات ہوتے ہیں، بینک انہی اثرات کے عوض میں فہم کی رقم حصول کرنے کا مجاز ہوگا۔

ب - اس کارا میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید رقم جمع کرنی ہوتی ہے، جو شرعاً درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں قرض کے ساتھ قرض کی شرط کاویائی ہے جو زور سے شرط ماخوذ ہے۔

ج - کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کارا کے ذریعہ کچھ چیزیں خریدی جاتی ہیں، وہ بینک کی قیمت ادا کرتا ہے، پھر جب بینک کو وہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے تو اس کی بصورت ہوتی ہے: اگر رقم کی ادائیگی مدت مقررہ کے بعد ہو تو بینک کی "اگر وہ رقم کے بعد رہی" کرنی ہوتی ہے، اور اگر اس کی ادائیگی مدت کے بعد ہو تو اس کے ساتھ مزید رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مزید رقم کی ادائیگی کی صورت بھی شرعاً درست نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں قرض مشروط پایا جا رہا ہے، جو ممنوع ہے۔

رہی مدت مقررہ کے بعد رقم کے ادا کرنے کی صورت تو وہ ظاہر درست ہے۔

آخر اوراق میں ہے:

"تعلیق القرض حواء والشرط لا يلزم" (الحجرات ۱۲/۱)۔

یعنی اس سے بھی قرض کا مکان نہ بنے گا نہ مدت ہے، اس وجہ سے کہ آبی عموماً قرض کی ادائیگی مدت کے بعد نہیں کر پاتا اور سودی اغت میں رفاہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ثناء علی اللہ صائب محدث اہل حق نے حجۃ اللہ ایاق میں اس طرح کی صورت حال کو بہت واضح انداز سے بیان فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

”إن عامة المحترمين بهذا النوع هم المحاليس المصطرون و كثيرا ما لا يجدون الوفاء عند الاجل فيصير اصعاقا مضاعفة لا يمكن التخلص منه بدا وهو مظنة لمنافشات عظيمة و خصومات مستطيرة“ (حجۃ اللہ الیوم ۲/۱۰۶)۔

بینک کے اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

مولانا محمد نعمت رحمۃ اللہ قاسمی *

۱۔ بینک میں جمع کردہ رقم کی حیثیت قرض کی ہے امانت کی نہیں، اس لئے کہ عہدہ وہ رقم جمع کرے، اس لئے کہ وہ بینک میں کی جاتی ہے اور قرض سے ہی قسم کا استفادہ اس سے کیا جاتا ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، جو خود بخود اور دلالتہ منوں لحاظ سے قطعی ہے۔

استفادہ کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کیلا، وزنا بعد اقرض سے زیادہ وصول کیا جائے، یہ تو حرام ہے ہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صرف مصفا قرض سے ربا وصول یا جائے، یا کسی چیز قرض سے زیادہ وصول کی جائے جس کا تعلق بظاہر قرض سے نہ ہو۔

مصفا زیادہ وصول کرنے کی مثال یہ ہے کہ قرض کی واپسی میں جو دت اور عمدگی کی شرط کر لی جائے کہ جو مال یا ہے وہی مال، بین اس سے عمدہ مال لوں گا یا یہ کہ قرض تو یا ایک شے میں اور وصول کرنے کی شرط لگایا، اس سے شے میں، جسے علماء کی اصطلاح میں ”سنتہ“ کہا جاتا ہے، یہ بھی مصفا زیادہ وصول کرنے کی مثال ہے کہ شرط طریق سے حفاظت کی شرط اس میں پائی جاتی ہے۔ غیر متعلق بھی زیادہ وصول کرنے کی شرط کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کہا جائے قرض دے رہا ہوں اس شرط پر کہ تم میری دعوت کرو یا تمہارے مکان میں ایک ماہ میں رہوں گا، وغیرہ۔

ان تمام صورتوں میں اگر شرط کے بغیر منہ یا غیر متعلق میں کی ربا دتی مقررہ کو حاصل ہو رہی ہے تو وہ اس کے لئے جائز ہے، بین اگر بطور شرط یہ ربا دیا، یا قرض دینے والے کو حاصل

✽ استاذ دہراعلوم، کھنکھویا (بھارہ)

ہوری ہیں تو وہ اس کے لئے جائز نہیں ہیں، حرام ہیں، مگر چہ بعض مقبلاً و نرم نے اس کے پر
راست کا اطلاق کیا ہے، بین ان کی مراد بھی تحریم ہی ہے (ان تمام تفصیلات کے لئے دیکھئے مدد
القانون رمال شعبہ الدینی عن وجہ الہدایہ، مؤلفہ حضرت مولانا مظہر احمد قاضی ۱۳۹۳ھ/۲۰۱۱ء)۔

بین اتر قرض سے استفادہ نہ ہو بلکہ استفادہ کے لئے واحد سے اہت ۱۱ کی
جائے تو یہ صورت جائز ہے، جیسا کہ متنی آراء اور اے مسئلہ میں حضرت قاضی نے ۱۳۲۰ھ اور
۱۳۳۱ھ کے فتوے میں حرمت منقطعہ کی، جب سے متنی آراء کو جائز تحریر فرمایا تھا، بین پھر ۱۳۳۲ھ
کے فتویٰ میں مثنیٰ آراء فیس کو رد و انگی وغیرہ کی اہت قرار دے کر متنی آراء کو جائز تحریر فرمایا اور دیکھئے
مدد الفتویٰ ۱۳۳۲ھ/۱۳۶۱ء۔

۱۔ اگر بینک میں غیر سودی قرض جمع ہو اور اسے دہرے شر یا ملک میں اہت ۱۱ سے
کر متعلق کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

۲۔ اس عائدہ کے ذیل میں بینک میں رقم جمع کرنا امانت علی المصلیٰ نہیں ہے، اس
لئے کہ بینک سے دہرہ ہاں کو سود پر قرض دیا جاتا ہے تو یہ بینک کا اپنا فعل ہے، رقم جمع کرنے والا اس
کا باعث اور محرک نہیں ہے، پس بینک کے غیر سودی ادا و سب میں غرض حفاظت اپنی رقم جمع کرنے
میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں سودی اکاؤنٹ میں بلا۱۰ جمع رقم کرنے کی اجازت میں ہوگی۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ ہر شخص کے لئے اتنا مال کہ اس کا ضیاع اس کے لئے جان لیوا
صدمہ کا باعث ہو، اس کی حفاظت اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا جان کی حفاظت اس کے
لئے ضروری ہے، ہر غائب ہاں حدیث پاک کے اندر جس میں مال کی حفاظت کی خاطر قرض کی
اجازت دی گئی ہے، مال سے مراد ہر شخص کے لئے اسی قدر مال ہے جس کا ضیاع اس کے لئے جان
لیوا صدمہ کا باعث ہو، پس جان کی طرح اتنے مال کی حفاظت میں بھی حرمت شرعیہ قطعاً بینک کے
رتباب کی اجازت ہوگی اور یہ تو ظاہر ہے کہ شخص کے تمام مال کے اتنے مال کی مقدار میں بھی
تمام ہوگا اور غور کر لے سے یہ بھی حقیقت فطر اور انشائی کی ایک صورت ہے، ہاں ہی "نظر
میں فطر اور فی المال ہے، عزت و آبرو کے حق میں بھی فطر اور کے تعلق سے یہی تفصیل ہوں۔

۴۔ چوتھی بات یہ کہ اگر عزت و آبرو اور مال کا ضیاع اس حد تک ہو کہ وہ قابلِ تحسُّن ہو، اس سے نفس کا ضیاع لازم نہ آتا ہو، البتہ مسان کرب اور پریشانی سے، چار ہوستا ہو تو یہ عزت و آبرو اور مال کے حق میں حاجت کی صورت ہوئی اور یہ بھی درحقیقت قبیح کے لحاظ سے حاجت کی نفس ہی کی ایک صورت ہے۔

۵۔ پانچویں بات یہ ہے کہ عادتاً اپنی عمدہ معلومات کی روشنی میں سمجھتا ہے، محرمات شرعیہ قطعاً جو شوہر اور لڑکیوں کے لحاظ سے قطعی ہوں، اس کے ارتکاب کی اجازت صرف فطرہ کی حالت میں ہوگی، خواہ وہ نفس کا فطرہ اور ہو یا مال کا یا عزت و آبرو کا، فطرہ سے کم درجہ کی مجبوری میں شوہر اس کا تمام ضرورت جس یا حاجت، محرمات شرعیہ قطعاً کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہوگی، خواہ یہ محرمات شرعیہ قطعاً ممنوعہ لذت ہوں یا غیر۔

فقہاء کرام نے جن صورتوں میں فطرہ سے کم درجہ کی صورت میں محرمات شرعیہ کے ارتکاب کی اجازت دی ہے، ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام محرمات وہ ہیں جن کا ثبوت دلائل سے ہے، جنہیں آپ مکروہ تحریمی کہہ سکتے ہیں۔

بق کی تعریف: بق کے شرائط، بیع کا حکم، کفالت کے شرائط، اجارہ کی تعریف، اجارہ کے شرائط، اس طرح کی حشّی چیزیں ہیں ان سب کا ثبوت ایسے دلائل سے ہیں جن میں ظہر یا تو ثبوت میں ہے یا دلالت میں۔ جس اثر شریعت میں کچھ احکام، مسائل اور معاملات ایسے ملتے ہیں جو عام اصول قواعد کے خلاف ہیں اور نہ بناء حاجت ان کی اجازت دی گئی ہے، تو یہ درحقیقت حاجت کی بناء پر دلائل ظہر سے ثابت شدہ امور میں رخصت و اجازت ہے، یہ کہ دلائل قطعاً سے ثابت شدہ امور ہیں۔

ہاں انٹے بالوفاء، استغناء بالخرج، تدایٰ بالحرم، کشف سترِ مرقہ، اس طرح کے دو چار چیزیں یا تو سے البتہ متاعل ہوتا ہے، لیکن وہ اس طرح کے چیزیں ہیں اس امر کی تحقیق ضروری ہے کہ مقتباً و اُمرام سے جو اجازت مخرج ہے، وہ درحقیقت فطرہ کی حالت میں ہے یا اس سے کم

درجہ کی حالت میں بھی، ثانیاً یہ: زیات متعلق بلبایا یا مختلف فیہا۔ ان امور کی تصحیح کے بغیر اس جیسے چیزیات کو سامے رکھ کر یہ اصول بتایا کہ ”فقط ار سے کم درجہ کی ضرورت میں بھی ممنوع وغیرہ کے ارتکاب کی اجازت ہے، خواہ اس کی ممانعت دلائل قطعیہ سے کیوں نہ ثابت ہو، میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ چوتھا وہی الحرام میں تو نہ صرف ممنوع وغیرہ بلکہ مستحکم لہذا کا بھی ارتکاب ہوتا ہے جو کل نظر اصول کی روٹی میں بھی اٹھ کر کے بغیر تصحیح نہیں ہوا چاہے۔ یہ کہ یہ ار سے جیسے دوسرے: زیات فی عمل تصحیح ضروری ہے۔

یعنی یہ بات کہ حاجت کبھی نہ مرت کا درجہ اختیار کرنا ہے تو اس کا اثر یہی مطلب ہے کہ ضرورت سے مراد فقط ار ہے۔ اس طرح حاجت کبھی اٹھ کر کا درجہ اختیار کرنا ہے تو پھر کروغیر مالتی جو حاجت کے درجہ میں ہے اور اگر مالتی جو فقط ار کے درجہ میں ہے، یہاں بھی کروغیر مالتی کو اگر مالتی کے درجہ میں اگر نہ کر، اگر وغیر مالتی کی صورت میں بھی اہل مہنت، اہل کم خزانہ، شرب خمر، شرب ہم وغیرہ کی اجازت ہوتی چاہے تھی، بدعتاً، مردم تصریح کرتے ہیں کہ کروغیر مالتی کی صورت میں وہ مالتی قلع اجازت میں ہے۔

ان چند تمہیدی اور اصولی نکتوں کے بعد ترتیب وار سوالوں کے جوابات تحریر کرتے ہیں:

چاہتے ہیں:

۱۔ اس فی الم کارنا سے استفادہ دہشتوں کے ساتھ جائز ہے:

ا۔ غیر سودی کاروبار میں رقم جمع کی گئی ہو۔

ب۔ دوسرے شہر یا دور سے ملک میں رقم پہنچانے کی اہمیت ”اُردی جائے“ تاکہ

مستوطانہ طریق جو ایک قسم کا استفادہ ہے محض قرض کی وجہ سے حاصل نہ ہو، ورنہ دوسرے شہر یا ملک میں قرض وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، تحصیل کے لئے تمہیدی شیئ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸،

دیں گے اس لئے وہ فیس نہ صرف یہ کہ جازا ہے بلکہ دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کے جوڑ کے لئے لازم ہے۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ کی حیثیت سند کی ہے۔ اس کا استعمال نقد رقم نکالنے یا دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کے لئے یا کیا جاتا ہے تو اس کی حیثیت قرض کے حصول کے سے سند کی ہے۔ اگر اس کا استعمال مال کی خریداری کے لئے کیا گیا ہے تو اس کی حیثیت حوالہ کے لئے سند ہوگی، یعنی کارڈ کے مالک نے کسی تاجر سے احجار مال خریدے جس کے نتیجے میں وہ تاجر کا مقترض ہو گیا۔ اب اس قرض کی اسٹیٹ کا آمد پینک نے لے لیا جس کے لئے ثبوت اور سند یہ کارڈ ہے، یہ گنگو تو اس کارڈ کی حیثیت سے متعلق ہوئی۔

اب سوالوں کے متعلق کا جواب ملاحظہ ہو:

الف۔ جیسا کہ اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ سے متعلق تحریر یا یا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں رقم منتقل کرنے کے لئے علاحدہ سے اجرت ادا کرنا ضروری ہے، اجرت ادا کئے بغیر یہ استفادہ جائز نہیں ہے۔ ”کل فرص حرر بھا فہو دہا“ کے دلیل میں اگر ما جائز ہو جائے گا، کارڈ کی فیس کو ہم ذمہ قرار دے سکتے ہیں، اس میں کوئی مائع شرعی نہیں ہے، اسی طرح ہم یہاں کارڈ کی فیس کو اس قرض کے منتقل کرنے کی ذمہ قرار دے سکتے ہیں، جو قرض نقد کی صورت میں یا سامان کے ضمن کی صورت میں کریڈٹ کارڈ کے مالک کو حاصل ہو۔

ب۔ ج۔ کارڈ کا استعمال خود نقد رقم نکالنے کے لئے کیا گیا ہو یا رقم دوسرے کے کھاتے میں منتقل کرے کے لئے یا خریداری کے لئے بہر صورت اصل رقم سے جوڑ نقد رقم ادا کی جائے گی، دوسرا ہے، دوسری قرض لیا، لفظ ”بغیر جازا نہیں ہے، جیسا کہ تمہید کی شق ۵ میں جائز ہے اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

کریڈٹ کارڈ سے متعلق مسائل

مولانا محمد شوکت شاہ، کاشمی ★

جدید سائنسی ایجادات، انکشافات اور مادی ذرائع الاٹھنے مختلف ممالک کے نام سے اور دوسروں کو مافیہ قریب کر دیا ہے، بلکہ پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں اور خاندان بن چکی ہے اور اب مہینوں کا سفر گھنٹوں میں ممکن ہو چکا ہے، اور راز کی خبریں اور چیمات، پیمات چند محو میں بتا سانی ملنے لگی ہیں، اور میں، اور میں، اور میں سے ملنے کی فکر، بنوں سے دور ہو چکا ہے، گویا کہ جدید ذرائع الاٹھنے پہلے زمانے کے بہت سے ناممکنات کو ممکن ہی نہیں حقیقت میں تبدیل کر دیا ہے، اور پتہ ترقی کسی ایک ہی شعبہ تک محدود نہیں رہے گی کے مختلف شعبوں میں جو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، انہی جدید سہولیات اور ترقیات میں سے ایک ترقی Banking نظام میں اس کی ایم کارڈ، ڈیٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کی شکل میں ہوتی ہے جو عوام الناس کی سہولتوں، بینک میں لمبی انتظار میں کھربے کی رحمت سے بچانے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ (ATM Card)

اسے فی ہم کار کا فی غرض و غایت یہ ہے کہ کھاتہ دار اپنے بینک کے وقت کی پابندی اور بینک میں لمبی لائن میں محسوس کے بجائے، اپنے شریک یا ملک میں کسی جگہ رہتے ہوئے وقت ضرورت اپنی جمع آمد رقم سے استعفاء و مرستے، یعنی ضرورت کے وقت نقد رقم اسے فی ہم نظام

☆ استاذ عدیۃ و شعبہ اثنی عشریہ جامعہ کائنات، حیدرآباد

سے حاصل کرتا ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ”چیک بک“ لیکن چیک بک سے نقد رقم نکالنے کے لئے اپنے بینک میں جانا ضروری ہے، جبکہ انی ایم کارڈ سے کسی بھی انی ایم نظام سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اپنے بینک کے انی ایم کے حدود اور سرے کی بینک کے انی ایم نظام سے استفادہ کی صورت میں کچھ رقم طور فیس ”آرنی پرائی“ ہے، حاصل کیا یہ ہے کہ انی ایم کارڈ کی حیثیت بھی چیک بک کی ہے، البتہ اس میں نقد رقم سے ”چیک بک“ میں تنگی ہے اور جس طرح چیک بک سے استفادہ درست ہے، اسی طرح انی ایم کے موجودہ نظام سے بھی استفادہ کی گنجائش ہے۔

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

Debit Card کا مقصد بھی نقد یا ایسی ہے جو انی ایم کارڈ کا ہے، البتہ اس میں مزید توسیع اور سہولت ہے، اسے انی ایم کارڈ کے ذریعہ ہر نقد رقم سے ہی استفادہ کیا جاسکتا ہے، جبکہ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ سوانامہ میں مذکور تینوں قسم کی سہولیات سے استفادہ ممکن ہے، اس کارڈ سے بھی تینوں طرح کی سہولیات سے استفادہ میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ مزید فائدہ منبت کی صورت میں اتر قیمت کی ”انگلی“ میں سی طرح کا غریبانہ منبتی میں سے کسی کو ضرور ہو تو پھر اس کے ذریعہ مزید فائدہ منبت قابل غور ہوگا۔

کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ: حقیقت احوال معاملہ کی ماڈرن شکل ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، کریڈٹ کارڈ کا معاملہ اصل قرض کا معاملہ ہے، کارڈ جاری کرنے والا بینک قرض دیتا ہے اور کارڈ ہولڈر قرض لیتا ہے، ہر ای کے ساتھ بینک نیل اور کیل بھی ہوتا ہے، کارڈ ہولڈر جب کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خریداری کرتا ہے، تو اس کے بل کی ”انگلی“ کا شمار بینک ہوتا ہے،

درجہ کارڈ ہولڈر سے بلوں کی وصولی کرنے کے بعد تادمہ کو اس کی رقم «اُترتا ہے، تو کوپا بینک بینک منت کارڈ ہولڈر کا اور تادمہ دونوں کا وکیل ہوتا ہے، چنانچہ بینک کارڈ ہولڈر کے وکیل ہونے کی حیثیت سے اس کے بلوں کی ادائیگی کرتا ہے، اور تادمہ کے وکیل ہونے کی حیثیت سے کارڈ سے رقم حاصل کرتا ہے۔

اور یہ صورت کہ ایک ہی شخص دوسری طرف سے وکیل ہو، فقہاء کے نزدیک درست ہے البتہ یہاں ایک بات محل غور ہے کہ کیا ایک ہی شخص ایک وقت وکیل «اپنے موکل کے حقوق کا ضمانت ہوتا ہے، یا نہیں؟ فقہاء ثلاثہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس کی گنجائش ملتی ہے، البتہ فقہاء حسب اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں، اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جو شخص ایک وقت وکیل «اپنے موکل کے حقوق کا ضمانت ہے، اپنے آپ کو ناجائز طور پر ضمانت سے بری کر لے تو پھر موکل کا بہت برا نقصان ہوتا ہے، یہ خط و «امداد بیشہ پتی حکم بالکل درست ہے، بین بینکنگ کے موجود نظام میں یہ خط و بالکل موہوم ہے، «در خاص طور سے کریڈٹ کارڈ سے متعلق معاملات تو اتنے مشکل طور پر متعین «معرّفہ ہوتے ہیں، «در یہ کسی فرد یا ایک خاص بانک یا شرکا «عاملہ نہیں ہے، بلکہ بین الاقوامی معاملہ ہے، کسی بھی بینک کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ تعین «معرّفہ ضابطہ کی خلاف «مرئی کرے۔

خدا صمد بحث

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں سول میں مذکور مسئلوں کا جواب حسب ذیل ہے:

۱- اسے نئی ایم کارڈ سے استغناء و بلا کسی قباحت کے درست ہے۔

۲- ڈیپٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت کا معاملہ جبکہ عائدین

میں سے کسی کو راجح نہ ہو جس کا «کان عام طور سے اس کارڈ سے خرید و فروخت کی صورت میں نہیں رہتا ہے، درست ہوگا۔

۳۔ نئی ایم کارڈ، ڈیپٹ کارڈ، بنوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لیے کچھ رقم بطور فیس دینی پڑے تو دی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ فیس بینک کی خدمات کے عوض ہے۔

۴۔ ایک عام حالات میں جب کسی کو خاص ضرورت نہ ہو، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ریڈ کارڈ حاصل نہ کرے، کیونکہ اسان کی خوشامناسی ہیں، جس کی وجہ سے اثر جات دن چن طویل ہو سکتے ہیں، اور پھر وہ غیر اختیاری طور پر قرض کے الدل میں پھنس چائے گا، جس سے باہر نکلتا بہت مشکل ہو سکتا ہے، اور آمدنی شرح میں جو تو اس باقی رہن چائے باقی نہ رہنے کی وجہ سے سنگین مالی بحران سے دوچار ہو سکتا ہے، اگرچہ کہ اس کے حاصل کرنے میں بہت سارے قاعدے ہیں، لیکن دنیا کے ساتھ دین کا بھی بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کے لیے یہ محسوس طور پر سودی معاملات میں پانے کا قوی اسٹاپ رہتا ہے، لیکن اگر کوئی حاصل کرنا چاہے، اور اس کے حصول پر کچھ فیس دینی پڑے تو کارڈ ہولڈر کے لیے فیس دینا اور بینک کے سے مصل کرنا درست ہوگا، کیونکہ یہ فیس بینک ان خدمات کے عوض میں لیتی ہے، جو بینک کو کارڈ چاری کرنے کے سلسلہ میں انجام دینی پڑتی ہے، اس فیس کا قرض سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

ب۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کی صورت میں جو مزید کچھ رقم ادا کر لی پڑتی ہے، اس کا سو ہونا بالکل واضح ہے، اس لیے بلا ضرورت شدید کارڈ ہولڈر کے لیے بینک سے نقد رقم لینی جائز نہیں ہوگی۔

ج۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ یہ ضرورت اور متعین مدت پر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں جو اضافی رقم دی جاتی ہے، یہ اضافی رقم سود ہوگی۔

تحریر و آراء

بینک میں مستعمل کارڈ - شرعی نقطہ نظر

مولانا محمد رحمان الدین سنہیل *

- ۱۔ ۲۔ ۱۔ اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ مذکورہ فی اسوال تفصیلات کے مطابق جازن معلوم ہوتا ہے۔
- ۳۔ کارڈ کے حصول کی اجرت کے طور پر کچھ رقم دینا جازن معلوم ہوتا ہے (اگر کوئی اور منظور شدہ نہ ہو)۔
- ۴۔ ۱۔ اے: اس پر سوئیٹ کرڈ سوائق آتی معلوم ہو رہی ہے، لہذا یہ جازن نہ ہوگا۔
ب۔ اس کا بھی یہی حکم ہے جو اوپر پر را (جازن نہیں)۔
ج۔ مقررہ مدت پر ۱۰ اندرے کی صورت میں اضافہ کی شرط قائم ہے، اس سے یہ عقد قائم ہوگا، اس امر پر شرط نہ ہو تو جازن ہوگا۔

بینک کے اے ٹی ایم و ویدیر کارڈ سے استفادہ

مولانا زبیر احمد قاسمی *

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ

اس کارڈ سے استفادہ کی جو صورت اور وضاحت سوال میں کی گئی ہے اس کی روشنی میں اس کارڈ سے استفادہ میں میرے سمجھنے کے مطابق صرف ایک سستیہ دینی فتنی ممانعت لازم آتی ہے، بشرطیکہ اسے بے وقت اور مشروط ہو تو ممنوع ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ کھاتا دار جو رقم بغرض حفاظت بینک میں جمع کرتا ہے وہ بنیادی طور پر کوئی قرض نہیں ہوتا۔ نہ اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ بینک ہماری جمع کردہ رقم کا کوئی دقیقہ پہلے اے ٹی ایم کارڈ ہمیں دے۔ نہ بینک چونکہ اس جمع کردہ رقم کو خرچ کر لیتا ہے اس تصرف کی بنیاد پر یہ مد بینک کو رقم کو یا ایک قرض ہو جاتا ہے۔ اور پھر بینک کے تعامل کے بنا پر یہ کارڈ عملاً مشروط سا بن جاتا ہے۔

تاہم چونکہ اصل کے درجہ میں نہ یہاں قرض ہے نہ کارڈ دقیقہ دینا پر ضابطہ مشروط اور کھاتا دار اس کارڈ کے رعبہ صرف اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اس لئے اس کارڈ کے حصول اور اس سے استفادہ دینی اجازت ہوئی چاہیے۔

انجامِ مال کے اعتبار سے اگر رقم یہ مد بینک قرض بھی بن جائے اور کارڈ کو مستحق مشروط بھی کہہ دیا جائے تب بھی آج کے پرفتن اور فاسل غیہ مامون ہونے کے دور میں جس سے جان

✽ مامون جامعہ عربیہ شرف العلوم، کمپوٹریٹ سائنس، بیاب

مال پر ہفت ایک ڈالر سے کم ہوا رہتا ہے۔ ”جان و مال کی حفاظت مقاصد شریعت میں داخل ہے۔ اس لئے ”الصبر و دہ بیع المحظور اب“ کے منظر اس قسم کے کارڈ سے استفادہ کی گنجائش کو جائز کہا جاسکتا ہے۔

۲- ڈیٹ کارڈ سے استفادہ کا حکم

ڈیٹ کارڈ کے درمیان بھی کماتہ اور نہ کم اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے خواہ بوقت ضرورت بقدرضہ مدت رقم بحال کر یا اپنا کھاتے سے اڈیٹ کی مراد سے کسی دوسرے شخص کے کھاتے میں منتقل کر کے۔ ظاہر ہی بھی صورت میں کوئی وجہ ضمانت نہیں پائی جاتی، جب بینک کھاتے دار کی رقم اسی کے پاس ہی رہے گی۔ کماتہ میں منتقل کرتا ہے تو بحیثیت وکیل کرتا ہے اور وکالت اپنی اصل کے اعتبار سے ایک عقد مشروع ہی ہے۔

ماں و دصورت جس میں کماتہ اور اس کارڈ کی بنیاد پر کوئی ضرر نہ خست کرتا ہے، اس میں بھی ”انگلی قیمت میں بینک یا وکیل مٹا ہے۔“ یہ عقد ضمانت ہوتا ہے تو بھی کوئی وجہ ضمانت نہیں، یا بینک اس کارڈ کو جاری کر کے دیا ”انگلی قیمت کی ضمانت مٹا ہے تو عقد ضمانت“ یا سے عقد حوالہ دیا جائے کہ کماتہ اور کے ”مربوطہ شخص بصورت ضمن واجب الادا ہو جاتا ہے، وہ دین اس کارڈ کے واسطے سے جو بینک منتقل ہو جاتا ہے، تو یہ عقد حوالہ بھی محیل محال اور محیل علیہ تینوں کی رضامندی پائے جائے کے سب عقد نام صحیح ہو جاتا ہے، اس طرح بھی کارڈ سے استفادہ میں کوئی وجہ ضمانت نہیں آ پاتی، اس لئے ڈیٹ کارڈ سے استفادہ کو جائز کہا جانا چاہئے۔

۳- کارڈ بنانے کی فیس

اسے فی ایک یا ڈیٹ کارڈ کے بنانے میں جو کچھ رقم بطور فیس لی جاتی ہے اسے بینک کا ”مرہم چارٹ حق الجھت“ ”راتہ ذالخدمت“ نہ ناجائز کہا جاسکتا ہے، جیسے کہ بہت سے موقعوں میں

دی جائے، اہل فیس اللہ قاتلہ مت سمجھی جاتی ہیں اور اس کا عام تعامل ہے مثلاً پاپو رٹ بنانے، لاسنس، ڈرائنگ وغیرہ بنوانے کی فیسوں کو اللہ قاتلہ مت کہہ کر جو دار کا توی یا جانا ہے۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ

الحق۔ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ کے لئے جب کارڈ ہولڈر کی کسی رقم کا بینک میں جمع ہونا ضروری نہیں تو اب جو بھی اور جس طرح بھی استفادہ ہوگا وہ شخص بینک کے ایسے ہوئے اور بینک سے حاصل کردہ غرضی کی بنیاد پر ہوگا تو اس سلسلے میں بینک جب بھی اور جس عنوان سے بھی زائد از قرض رقم کا مطالبہ کرے گا وہ بہر حال سودی کہائے گا، اس طرح یہ سارا معاملہ اپنے آغاز ہی سے مشکل بر رہا ہوگا جس کی اجازت نہیں، یہی جاسکتی، یہی کاروبار سے مبرا از قرض یعنی تاکید آتی ہے وہ خاص عام کو معلوم ہے، یہ کریڈٹ کارڈ سے دراصل مستفاد شخص بالبرکۃ الی صورت ہوتی، جس کی اجازت خاص شرائط تفصیل کے ساتھ صرف اس کے حق میں کوئی دی جاتی ہے، ہر کس واکس کو ملی الاطلاق اجازت نہیں۔

اس لئے کریڈٹ کارڈ کا حصول اور اس کی بنیاد پر کاروبار کرنا، غیہ وغیرہ ہمارے نہیں میں اس لائق نہیں کہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ اس کارڈ سے استفادہ کو مطلق ممنوع ہی کہا جائے ”دعوا الربا والربیۃ“ اور آٹھ ربا ہو کل ربا، غیہ و سہل کے ملعون ہونے کی جو وعید شدید ہے، اس کا تقاضہ یہی ہے۔

استقرار بالبرکۃ، ملی ترقی اجازت کو جس کے شرائط اپنی جگہ معلوم و مذکور ہیں بنیاد بنا کر اس کریڈٹ کارڈ کے حصول اور اس سے استفادہ کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔

بینک میں مروج مختلف کارڈز - شرعی جائزہ

• مفتی محبوب علی چشتی *

اے ٹی ایم کارڈ

۱۔ اس کارڈ کے استعمال میں اظہار کوئی قباحت نہیں ہے، موجودہ حالات کے اعتبار سے جب غور کیا جاتا ہے تو یہ بینک میں اس کی امانت ہے، جو وہ بوقت ضرورت اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

۲۔ یہ ایک جلد سوم میں ہے:

”الودیعة امانة فی ید المودع اذا اهلکت لم یضمنها لقوله علیه السلام
لیس علی المستعیر غیر المعمل صمان ولا علی المستودع غیر المعمل صمان
ولأن بالناس حاجة الی الاستعانة“۔

ڈیبٹ کارڈ

۳۔ اس کارڈ کے استعمال میں بھی شرعاً کوئی خرابی نہیں ہے، کارڈ ہونے کے سے جو فیس دی جاتی ہے وہ اس کارڈ کا معاوضہ ہے، یہی رقم میں موتیوں نامہ سے جو اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں جائز ہیں۔

✽ امام مدرسہ فرقانیہ امپریوٹی۔

ریڈیٹ کارڈ

۴۔ اس کارڈ کے استعمال میں بعض صورتیں ۱۰ کی پائی جاتی ہیں، یہ تک کارڈ کے مالک کی کوئی رقم بینک میں نہیں ہوتی، وہ صرف اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کر سکتا ہے، یہ آدمی بینک میں اپنی رقم جمع کرنا چاہتا ہے اور بینک اس سے اپنا قرض وصول کرتا رہتا ہے، اور اگر پہلے سے رقم جمع ہے تو وہ استعمال کے قدر اس میں سے کم ہوتی رہتی ہے۔ اور جمع شدہ رقم ختم ہو جائے تو کارڈ کے مالک پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ تک اس صورت میں ہی کارڈ استعمال کر کے پٹی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ یہ مکمل ہی قرض کی ہے بقدر رقم نکالنے یا کسی کھاتہ میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں ایک رقم ماحدود سے ۱۰ کرنسی پائی ہے، تو یہ شریعت کی اصطلاح میں ۱۰ ہے، پھر کارڈ کے ذریعہ سے خریداری کے سلسلہ میں اگر اس کی جمع شدہ رقم کم ہے تو بقیہ رقم چند روپے کے اندر آ کر رہا ہوگی، اگر چند روپے کے اندر جمع نہیں کی تو یومیہ شرح کے حساب سے مزید رقم، یا ہوگی یہ ۱۰ ہوگا، ان وجوہات کی بنا پر جن صورتوں میں سود کی آمیزش ہے، صورتیں ماحدود میں باقی جائز ہیں۔

رواجتار میں ہے:

”اذا كان مشروطا بحد اقربا فيه منعة وهو ربا ولا فلا بأس به“ (رد)

الاجتار ۲۳۴/۲۳۴

بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں قابل غور پہلو

• مفتی حبیب اللہ قاسمی *

۱-۲-۱- اس فی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ دونوں طرح کے کارڈ سے استفادہ درست ہے، اس کے ذریعہ یہ فرحت و نعمت کے وقت رقم کا اپنا کھاتے سے واپس کھاتے میں منتقل کرنا سب مباح ہے۔

۳- کارڈ کی فیس

کبھی کی جانب سے جاری کردہ دونوں طرح کے کارڈ ہونے میں جو رقم بطور فیس دینی پڑے یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ یہ کارڈ (مال) کی قیمت ہے۔

۴- کریڈٹ کارڈ

۱- چونکہ کریڈٹ کارڈ کے نظام کے ذریعہ کبھی جو پاپسی چلاتی ہے اس میں روپے، تھوڑے نوٹ پیسے پانی جاتی ہیں اور جو پیسے کسی حرام اور ناجائز چیز کا سبب بنتے ہیں وہ بھی حرام ہے، لہذا کریڈٹ کارڈ کی خرید، اس کے ہونے کی فیس اور اس کی تجدید بھی ناجائز ہوگی۔

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کاروبار

۲- جب کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک نے جو رقم خرید و اشیاء کی قیمت کے طور پر

✽ مستمسک جاسو اسلام آباد اعلیٰ درجہ کے محکمہ مذہبی امور اسلام آباد

دیا گیا ہے یا بطور قرض کے ہی کو یہ رقم، یا ہے بہر صورت اس رقم کی واپسی کے وقت اس سے زائد رقم کی شرط لگانا ناجائز ہے اور یہ زائد رقم ۱۰ ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے قرض سے منع فرمایا ہے جو کسی نفع پر مشتمل ہو اور اس سے قرض خواہ کی کوئی امید وابستہ ہو۔

”نہی النبی عن ”سلف و بیع“ مثل أن یقرض شخص غیرہ کلف درهم علی أن یبعہ دارہ أو علی أن یرد علیہ أجود منه فو اکثر والربا حرام إذا كانت مشروطة أو متعارفا علیہا فی القرض لأن ”کل قرض حر یباعا فهو ربا“ (المذلل اسلامی ۵/۳۳۷)۔

اب بینک ٹو اور کوئی مدت متعین کرے یا نہ کرے مثلاً اتنی مدت میں قرض ۱۰ - یا تو یہ قرض سے زائد رقم، یعنی پڑے گی ورنہ نہیں، بہر صورت جب بھی قرض کے ساتھ نفع باہوش دیا جائے گا یہ حرام ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ کہ بینک سے جو کریڈٹ کارڈ جاری کیا گیا ہے اس کا خریدنا اور اس کے ذریعہ بینک سے نفع اٹھانا جائز نہیں، اس لئے کہ قرض سے زائد رقم کی شرط ناجائز ہے اور یہ رقم ربا اور سود ہے اور سود کی حرمت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے (دیکھئے سود ہند ۵۵، ۷، مکی مسلم ۲۷)۔

نصوص اور تصریحات فقہاء سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، میں عصر حاضر میں، غیر مسائل کی طرح کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ بھی اجتماعی غور و فکر کا مستقاضی ہے، لہذا انفرادی رائے کے بجائے اجتماعی آراء کو فیصلہ کی بنیاد بنایا جائے تو بہتر ہوگا۔

ممکن ہے ”الضرورات تبیح المحظورات“ اور ”لولاہ لتصور“ جیسے اصول عموم بلوی کی راہ ہموار کر دے، اس لئے ان جیسے اصول کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

بینک سے جاری ہونے والے کارڈ اور ان کا شرعی حکم

مفتی جمیل احمد مدنی *

۱- ایسی ایم کارڈ سے استفادہ جاری ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ سے بھی استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ خرید و فروخت کے وقت جب وہ کارڈ اس کارڈ کے واسطے سے اپنی مطلوبہ رقم اپنے کھاتے میں پہنچائے تو کسی قسم کے دھوکہ دہا، مکان نہ ہو، مثلاً مطلوبہ رقم سے ریا و رقم پہنچانے کا دھوکہ نہ ہو۔

۳- ان دونوں قسموں کے کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس، نئی پڑتی ہے، وہ بھی جائز ہے، یعنی کارڈ بنوانے کا خرچہ دینا جائز ہے، اسے اجرت عمل یا حق الخدمت وغیرہ کہا جاسکتا ہے۔

۴- ایف۔ آر۔ ٹی کارڈ بنانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے ساتھ سودی معاملہ برآء راست جزا ہوا ہے، اس کارڈ کے تحت جو نقد رقم نکالی گئی ہو یا الٹی گئی، یا جو سامان خرید لیا ہو، ہر ایک میں کسی نہ کسی طور پر مزید رقم اُترنے کی ضرورت پڑتی ہے، جو ظاہر ہے کہ شرعاً کاربائے سود ہے، کو یہ کارڈ سودی معاملہ میں ملوث ہونے کا براہ راست ذریعہ ہے، لہذا ایسا کارڈ بنوانا جائز نہیں، ورنہ ایسا کارڈ بنانے کی اتھارٹی فیس دینا بھی جائز نہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کارڈ کے ذریعہ وہ قینوں کام بھی انجام پاتے ہیں جن کے لئے ڈیبٹ کارڈ استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ وجہ بھی اس کارڈ کے بنوانے کو جائز نہیں رہتی،

✽ مہتمم جامعہ عربیہ اسلامیہ مولانا مبارک علی اعظمی گڑھ

یونکہ پھر ڈیجیٹل کارڈ بنی کیوں نہ ہو لیا جائے، ایسا کارڈ بنیوں ہو لیا جائے جس میں سودی معاملات بھی مکمل طور پر موجود ہوں۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ شرعا سود ہے، کیونکہ اس مزید رقم کی ادائیگی معاملہ کرنے کے ساتھ ہی مشروط ہے۔

ج۔ معاملہ میں چونکہ یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر "اندازہ" پر اصل رقم سے زائد رقم ادا کرنی ہوگی۔ لہذا یہ معاملہ سودی معاملہ ہوا، خواہ مزید رقم دینی پر سے کٹا نہ لینی پڑے، بہر حال یہ قائل بھی جائز نہیں۔

بینک کے مختلف کارڈ کے استعمال میں ممنوع پہلو

مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی *

۱۔ آئی ٹی مل کی حفاظت کی غرض سے اس کو بینک میں رکھنے کی اجازت فقہانوں کی ہے البتہ اگر یہ بینک میں روپیہ رکھا جائے تو صرف اسی بینک سے نکالا جاسکتا ہے، ورے کی کم میں، تا اضافہ ہے کہ صرف اسی مقامی بینک سے روپے نکالنے کی پابندی میں ہے بلکہ ملک کے کسی بھی حصہ میں اس بینک کی شاخ سے روپیہ نکال سکتے ہیں، چونکہ اس میں، عمرے شہر میں روپے لے کر حائے میں جو خریدا ہے اس سے حفاظت ہوتی ہے، قرض سے کسی طرح کا نقصان سود ہے، اسی لئے اس کو منع کیا گیا ہے، لیکن میرے خیال میں آج کل خطرات بہت بڑھ گئے ہیں، اس میں عام احتیاط بھی ہے، اس لئے اس کی گنجائش ہونی چاہیے۔

۲۔ اس کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے جو جواب (۱) میں گذرا۔

۳۔ اس کو وضع لگاتے قرار دیا نہیں ہے، جیسا کہ مثنیٰ آراء فقہی کے بارے میں ہے۔

۴۔ الف۔ چونکہ اس کارڈ کے ذریعہ بینک سے قرض حاصل کیا جاتا ہے، ”حادثہ یہ ضرورت ہوتی ہے، اس لئے جو رقم کارڈ حاصل کرے کے لئے بطور فیس دی جاتی ہے یہ راسل پیشگی سود ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم دی جاتی ہے وہ اضافی

سود ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے درمیان یہ کہ وہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی ہے
 اُس کے ساتھ مزید رقم دینی ہو تو وہ اضافی ہو ہے اور اگر مزید رقم نہ دینی پڑے تو اس کا سود فیس
 کی شکل میں ادا کیا جا چکا ہے۔

الغرض کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کی اجازت شرعاً جائز نہیں
 ہوئی چاہئے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ۔ شرعی وضاحتیں

مولانا عبد اللطیف پالپوری *

بینک کی طرف سے جاری کردہ ایف ٹی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کے جواز اور عدم جواز سے پہلے یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ بینک میں جو رقم رکھی جاتی ہے وہ بطور مانت نہیں ہوتی بلکہ سودی کاروبار میں استعمال کی جاتی ہے، لہذا اگر سودی کھاتے (سیونگ اکاؤنٹ) میں رقم جمع کی جائے تو سود لینے کا نفاذ ہوگا جس پر قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں ہیں اور اگر غیر سودی کھاتے (کرنٹ اکاؤنٹ) میں رقم جمع کی جائے تو اس میں اعانت علی المعصیہ کا نفاذ ہے، لہذا بینک میں رقم جمع کرنا ہی جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر قرضہ یا کسی اور سخت مجبوری کی وجہ سے بینک میں رقم جمع کرانی پڑے تو پھر بینک کی طرف سے جاری کردہ کارڈ سے استفادہ کا حکم حسب ذیل ہے:

۱۔ بینک کی طرف سے جاری کردہ ایف ٹی ایم کارڈ سے استفادہ جائز ہے، اگرچہ اس پر سلتجہ (ہنڈی) ہونا صادق آتا ہے، جو حنفیہ کے نزدیک مکرمہ ہے، مگر امام احمد کے نزدیک سلتجہ جائز ہے، اور ابتداء عام و حوائج شدیدہ کے پیش نظر عمل مدہب غیر فی مہاجاش ہے (امین الفتاویٰ ۱۰۹/۷)۔

۲۔ ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ چاہے رقم نکالنے کی صورت میں ہو، چاہے خرید و فروخت کی صورت میں، دونوں جائز ہیں، اس لئے کہ اگر استفادہ رقم نکالنے کی صورت میں ہو تو اس پر سلتجہ

* مسئلہ عدویہ وائیاہ وراطلوہا مودیر بیکاکوسی (کھرات)۔

ہو، صادق آئے گا، جس کا حکم، اپنی ایم کارڈ کے تحت یاں ہو چکا ہے، اور اگر استفادہ دہریہ و فرہشت کی صورت میں ہو، اس پر حوالہ کی تعریف صادق آئے گی، جو جائز ہے۔

”وَصَحَّ الْحَوَالَةُ بِرِصَاءِ الْمُحِيلِ وَالْمُحْتَالِ وَالْمُحْتَالِ عَلَيْهِ“ (برایہ

۳۳۱۳)۔

۳- مذکور بالا دونوں قسم کے کارڈ حاصل کرنے کے لئے بطور فیس کے رقم دینا جائز ہے

(مستفاد از حسن بھٹاوی ص ۷۷)۔

۴- بینک کی طرف سے جاری کردہ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ جائز نہیں، کیونکہ کریڈٹ کارڈ کے دہریہ استفادہ رقم حاصل کرنے یا کسی کے کھاتے میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں ہوگا تو بینک کو یہ ایک رقم، اگر فی پانچ بیس سو روپے ہے، اور اگر اس کارڈ کے دہریہ شرح یہ کردہ اشیاء کی قیمت بینک سے لے لی، اور مقررہ مدت تک بینک کو یہ رقم، اس کی نفی تو مزید کچھ رقم دینا لازم ہے، یہ بھی سو ہے، اور اگر مقررہ مدت تک بینک کو یہ رقم، اس کی نفی تو گھر پر مزید کچھ دینا نہیں ہوتا، عام معاملہ میں یہ بات شامل ہے کہ مقررہ مدت پر رقم، یہ سرنے کی صورت میں اصل رقم سے زیادہ رقم، اگر فی سو فی سو، یہ سودی معاملہ ہے جو جائز نہیں ہے۔

تفصیل ہے۔ اور سہولت اور مصالحت کے جس حوالہ سے اپنی ایم کارڈ سے استفادہ کے جو رزق بہت کمائی جاتی ہے، وہی مزید بہت اور قوت کے ساتھ ڈیجٹل کارڈ کے سلسلہ میں صادق آتی ہے، یعنی ایم کارڈ کے ذریعہ آدمی زیادہ تر اپنی ذاتی ضرورت اور صرفی مقاصد کے لئے رقم نکلاواتا ہے۔ جب ڈیجٹل کارڈ کے ذریعہ وہ وطن سے دور اجنبی جگہوں پر اپنی کاروباری ضرورتوں کی بھی تکمیل کر سکتا ہے۔

۲۔ ان کارڈوں کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس کے دینی پڑے، اس کا حکم وہی ہے جو کہ منی آرڈر فیس، رنڈ رائٹ فیس کا ہے، بینک اپنے (Maintenance) اور اپنے عملہ کی تنخواہوں، میڈیکل، ایجنسی کے لئے اپنی آمدنی کے جو رائج اہلکار ہے، اس طرح کی فیسیں بھی اسی کا ایک حصہ ہوتی ہیں، اس طرح کی ضرورت سے کالج، یونیورسٹی سے مارکس شیٹ، دستہ کی حصول پائی کے لئے فیس، یہ جانتی ہے، رائج زندگی کے مختلف امور میں رجسٹریشن فیس، الکی حاتی ہے، جو جو حکم ان تمام طرح کی فیسوں کا ہوگا، وہی حکم ریزہ بحث کارڈوں کی فیس کا ہوگا۔

۳۔ الف: کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے جو فیس الکی جاتی ہے اس کا حکم وہی ہے جو بچھے، نوں کارڈوں کی فیس کا ہے، اس میں اصرار کے معاملہ اس مسئلہ پر بہت زیادہ فرق نہیں پڑتا، تفصیل آگے آتی ہے۔

ب۔ دراصل کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی بصورت ہے، ایک یہ کہ سود اپنی ضرورت وراثیت کے مطابق اس کارڈ کو حاصل کرتے وقت نقد رقم اپنے کھاتہ میں جمع کرے، البتہ اس کارڈ کی مخصوص نوعیت کا قاعدہ افحالتے ہوئے اپنی کاروباری ضرورت سے کچھ رقم اس سے زائد بھی صرف کر لے، یہ کاروبار میں یہی سہولت فی صورت ہے، کاروبار میں بسا اوقات ایسا موقع آتا ہے کہ آدمی کے پاس موجود رقم اس کی ضرورت کے لئے کفایت نہیں کرتی، اور اس کی مجبوری سے سودے سے دستبرداری نقصان کی موجب ہوتی ہے، ایسی حالت میں نئی جگہ میں آدمی کسی

سے قرض لے کر اپنی کاروباری ضرورت کو پوری کرنے کے بجائے، اُسے اس کاروبار کے رمیڈ اس کی
بیش ضرورت پوری ہو جائے تو اس میں آسانی ہی آسانی ہے۔

وہی صورت یہ ہے کہ آئی اپنی حیثیت کے لحاظ سے فیس ۱۰۰ امر کے ٹریڈ کارڈ کا تو حاصل کر لے بین اپنے کھاتہ میں رقم بالکل ہی جمع نہ کرے۔ یا یہ اسے مام جمع کرے، اس صورت میں وہ گویا کاروباری منافع اپنے سرمایہ کے بجائے صرف اپنی حیثیت، محنت اور مائٹھ، حیثیت (Skill) کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں بینک ٹریڈ کارڈ ہولڈر کو جو اضافی رقم دیتا ہے اس کو بے لوث ہونا، پتہ قیاس کرنا چاہئے جس میں فرض دینے والا اپنے قرضہ پر کچھ منافع کا حاسب ہوتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ بے لوث ہونا، میں کھیت یا مثلاً ۱۰۰ دینے والا جو ورنہ اس لئے میں یہ نفع متعین نہیں ہوتا ہے۔ جبکہ بینکنگ سسٹم میں ایک اصول کے تحت منافع کی شرح متعین ہوتی ہے۔ اس کی روشنی میں ضرورت کے تقاضے سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے حاصل کردہ رقم سے آمد رقم بینک کو واپس کی جاسکتی ہے۔

ج۔ مقرر مدت کے اندر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں بینک کو جو رقم "سرنی ہوگی، اس کی حیثیت ایٹ فیس کی ہوگی، جیسا کہ سامانوں کی فروخت میں "حصہ" نقد کے فرق سے قیمتوں کے فرق کو ای طرح ایٹ فیس سے تعبیر کیا جاتا ہے، اصل آئ کے "کامینک کوئی فیہ اتی" "نہ نہیں ہے کہ" "صرف لوگوں کو رقیس بانٹا رہے اور ان سے اپنا کوئی مطالبہ نہ رکھے، اپنی ایک حیثیت میں "دھارہ باری" "اد ہے اور اسے اپنی دھارہ باری مساعمتوں کے لحاظ کا حق ہے، نفی میں ایک ہے کہ "اد رقم کے "اد سے اس کو اپنی رقیس جلد "ہیں مل جاتی ہیں، "اد نہ کوئی "اد نہ رہے "دلوگوں کے "اد اس کی "حصہ رقیس" "جب "اد "پڑی رہیں، جس کو کوئی تجارتی "اد جمع نہیں کر سکتا، ای طرح کی مساعمت سے آئ کے "ر میں "کلوں میں مقرر مدت فیس ادا نہ کرنے پر عام طور پر ایٹ فیس "اد "ان ہے، جسے عرف عام میں جائز تسلیم کیا گیا ہے، بیع الوقف میں بھی قرض دینے والا اس طرح کی شرط لگانا سنا ہے کہ متعین مدت کے اندر قرض "ہیں

نہ ملے، رکھیت اور رہن جاؤ، کو نہ چھڑا، نے کی صورت میں اس کو مزید ایک مدت کے لئے اس کو اپنے پاس رکھنے کا اختیار ہوگا۔

نہی پر قیاس کر کے مسئلہ زیر نظر میں بریڈٹ کارڈ میں مدت گزر جانے کی صورت میں لیٹی رقم پر اضافی رقم کی جاسکتی ہے۔

بینک کے مختلف کارڈ میں چند پیچیدگیاں

مولانا ابوسفیان عثمانی ☆

۱۔ چونکہ اسے بنی ایم کارڈ کے درمیان آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے اور اس کو حاصل کرتا ہے اور اس کے لئے الگ سے کوئی معاوضہ ہی عموماً سے "آرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس تشریح کے ہوتے ہوئے اسے بنی ایم کارڈ سے استفادہ کے جواز کی صورت نکلتی ہے۔" کوئی مہمناہت سمجھ میں نہیں آتی بلکہ اس کارڈ سے استفادہ شرعاً جائز ہوگا۔

۲۔ چونکہ ڈیٹ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کے لئے ہی جمع کرتا ہے اور اس کے استعمال کا بھی یہی طرح کا کوئی معاوضہ نہیں کرنا پڑتا سوائے اس قس کے جو کارڈ بنوانے کے لئے دی جاتی ہے۔ اس کے درمیان بھی آدمی صرف اپنی ہی جمع کردہ رقم ہی استعمال کرتا ہے، اس سے زیادہ نہیں تو اس تشریح کی روشنی میں ڈیٹ کارڈ سے استفادہ کے جواز کی شکل بنتی ہے، اور کوئی مستثنیٰ سامنے نہیں آتی بلکہ اس کارڈ سے استفادہ شرعاً جائز رہے گا۔

۳۔ اس کارڈ کے درمیان خرید و فروخت وغیرہ کا حکم جو آدمی ہے جو بینک کے چیک، ڈرافٹ کے درمیان دیا کے تجارتی لین دین اور خرید و فروخت کرتے ہیں اور علماء و مفتیان مت اس کو جائز کہتے ہیں بلکہ اس کارڈ کے درمیان خرید و فروخت وغیرہ جائز ہے۔

۴۔ ان دونوں قسموں کے کارڈ یعنی اسے بنی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کے ہونے اور اس کے حصول کے لئے جو کچھ رقم بطور فیس دینی پڑتی ہے وہ شرعاً جائز ہے، جیسے کہ مریش ڈاکٹر کو تشییس

مرض کے لئے فیس دیتا ہے جو جائز ہے۔

۴۔ چونکہ کریڈٹ کارڈ کی صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے بینک میں رقم کا موجودہ مواضع دہی نہیں ہے بلکہ اس کارڈ کو جاری کرنے کے لئے بینک ضرورت مند آدمی کے حالات معلوم کرتا ہے۔ ”بچہ اس شخص کی مالی اشیئت متعین کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی آمدنی ماننا یا سالانہ کتنی ہے۔ بچہ مالی اشیئت متعین کرنے کے لئے بینک اس اشیئت کا کارڈ جاری کرتا ہے۔“ بینک کارڈ کے جاری کرنے کا مقصد مدت تک اس کے استعمال کرنے اور اس کے بعد اس کی تجدید کے لئے ایک فیس لینا ہے، تو یہ طریقہ کار بینک کا بلوں قرضہ لینے کے لئے اور کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ”آرڈر“ دینے کی شہنی اشیئت سود کی ہوگی، جو حدیث ”کل فرض جہ نفعاً لہو دہا“ کی روشنی میں سود ہو کر حرام ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے جو رقم بطور فیس دی جاتی ہے وہ سود ہے جو حرام ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - شرعی احکام

مفتی محمد ثناء اللہ دیوبندؒ کا بھی *

پوری دنیا آج ایک تجارتی مندی میں ہے جس نے یہ یمن کر دیا ہے کہ اور در کے ماقوں میں مقیم کوئی شخص، نیا کے ہی بھی ملک سے تجارت اور کاروبار کر سکتے، ظاہر ہے کہ جب تجارت ہوگی تو لین، دین بھی ہوگا، اس لین، دین کے عمل کو تیز رفتاری بخشنے، یعنی بناتے، درقوات کی منتقلی میں پیدا ہوئے، لے ڈھات سے چنے کے لئے بینک نے کارڈ جاری کیا ہے، اس سسٹم سے یہ سہولت بھی پیدا ہوئی ہے کہ ملنے کی امکانات کے علاوہ بھی کسی وقت آپ نہ مدت پر کسی بھی شے میں رقم نکال سکتے ہیں، یہ کارڈ عموماً تین قسم کے ہوتے ہیں:

آپ بے بینک میں جو رقم جمع رکھی ہے، وہ اپنے شے یا ملک یا کسی دوسری جگہ حساب بینک کا ایف ایم موجود ہو، اپنی نہ مدت کے قدر پر پیسہ نکالنا چاہتے ہیں تو بغیر الگ سے کوئی معاوضہ دینے ہوئے اس نظام سے قاعدہ اخذ سکتے ہیں، اس نظام کو ATM کہتے ہیں، اس نظام سے قاعدہ اٹھانے کے لئے بینک ایک کارڈ جاری کرتا ہے، اس نظام سے قاعدہ اٹھانا جائز ہے، کیونکہ اس میں وہ اپنی جمع شدہ رقم سے ہی قاعدہ اٹھا رہا ہے، اور اس خدمت کے بدلے بینک کو الگ سے کوئی معاوضہ نہیں دینا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کا کارڈ ڈیبٹ کارڈ Debit Card کہلاتا ہے اس کارڈ کے رابطہ شریک،

فرہشت کے بعد قیمت کی، انگلی کے ساتھ نہ دہرت پر رقم نکالنے اور ڈیبٹ کی مدد سے رقم اپنے کھاتے سے دہرے کھاتے میں منتقل کرنے کی سہولت ہوتی ہے۔

البتہ ان کارڈس کے بنوانے کے لئے بینک کو فیس کی شکل میں ایک مقررہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے، اس فیس کی حیثیت کارڈ بنانے کی ادائیگہ ہے اور اس میں استعمال کیے گئے انڈیشیا کی قیمت کے شکل ہے، اس لئے اس کارڈ کے استعمال کی شرعا اجازت ہے۔

تیسری قسم کا کارڈ Credit Card کہلاتا ہے، یہ ڈیبٹ کارڈ کی طرح ہی استعمال ہوتا ہے البتہ اس کارڈ کے حاملین کو یہ سہولت بھی ملتی ہے کہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے زیادہ بھی استعمال کرے، ایک مقررہ مدت میں واپس کرے، اگر وہ واپس نہیں کرتا تو اس کو خریدنے کے ہوئے رقم سے زیادہ اُڑا ہوتا ہے، بینک اس کارڈ کو جاری کرنے سے قبل ضرورت مند آدمی کی مالی حیثیت کا اندازہ لگاتا ہے، اس کارڈ کے جاری کرنے پر مقررہ مدت تک اس کے استعمال کرنے اور اس کے بعد اس کی تجدید کے لئے ایک فیس لیتا ہے، اس کارڈ کے شرعی حکم یا اس کے استعمال میں تھوڑی تفصیل ہے۔

الف۔ خریدت کارڈ جاری کرے، مقررہ مدت تک استعمال کرنے اور اس کی تجدید کے لئے جو فیس لی جاتی ہے، وہ اصل کارڈ بنانے کی ادائیگہ اور انڈیشیا کی قیمت ہے، اس سے درست ہے۔

ب۔ کارڈ کا استعمال نقد رقم نکالنے یا کسی کے کھاتے میں منتقل کرنے کے لئے کیا گیا ہے، اور وہ اس کی جمع شدہ رقم سے زیادہ نہیں ہے تو جو اضافی رقم نکلتی ہے وہ منی آرڈر فیس کی طرح ہے۔

ج۔ اس کارڈ کے ذریعہ جمع شدہ رقم سے زیادہ رقم نکالایا کھاتے میں منتقل کیا تو یہ بینک کا قرض ہے اس پر جو اضافی رقم لی جا رہی ہے وہ سود ہے، ایک شکل یہ بھی ہے کہ خریدی

کے بعد پندرہ دن کے اندر رقم «اُترائی جاتی ہے اس صورت میں ٹریڈ کارڈ کے حاملین سے بینک کچھ نہیں لیتا، یہ صورت بھی جامد ہے، کیونکہ قرض پر کچھ ایٹامیں پڑا ہوا ہے، البتہ پندرہ دن کے بعد کی «انگلی کی صورت میں جو پورے شرح کے حساب سے بینک کو اضافی رقم ادائی ہوئی ہے، یہ سو ہے، «راہی سے احتیاط ضروری ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

مفتی نیاز احمد ہزاری *

موجودہ ور میں بینک سے جاری ہونے والا اپنی ایم کارڈ، حقیقت بینک کی جانب سے ایک عہد ثبوت ہوتا ہے کہ بینک نے اپنے جس کھاتہ دار کے نام اس کارڈ کو جاری کیا ہے اس کھاتہ دار کی متعین رقم اس بینک کے پاس محفوظ ہے اور وہ بینک ذمہ دار ہوتا ہے کہ کھاتہ دار کی بھی زماں، مکاں میں اپنی جمع شدہ رقم کو اس بینک سے حاصل کر سکتا ہے، اور رقم کے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں ممکنہ حادثات اور اس کے متقی اثرات سے وہ اپنے کو اپنی ہفتکار سے بچا سکتا ہے، بینک اپنی اس سہرت کا کوئی عوض بھی نہیں دیتا تو شرعاً یہ صورت، ودیعت کی ہوتی، اور ودیعت مانت ہوتی ہے، امانت کا رد یہ ہوتا ہے کہ امین اس امانت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ مات رکھنے، لاپنے مال کی حفاظت کا سر ذمہ یا لائے امین کو، اور بتاتا ہے، جسے امین قبول کرتے ہوئے ودیعت کی حفاظت کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔

”تسلط العیر علی حفظ مالہ صریحاً أو دلالة“ (نہای ۵۱۵)۔

اور امانت کی بلاکت امین کو ضامن نہیں بناتی، البتہ اس صورت میں امانت کی بلاکت موجب ضمانت ہوتی ہے کہ امین حفاظت امانت میں کوتاہی کرے، یا غشاً ودیعت کے برعکس امین کے کسی عمل سے وہ امانت ضائع یا تبدیل ہو جائے۔

”ما یغیر حال المعقود علیہ من الأمانة إلی الصمان، صہا ترک الحفظ وصہا ترک الحفظ للمالک بنی خالفہ فی الودیعة .. أو عبداً“
 * مفتی دارالافتاء مظہر العلوم ہزاری۔

لاستعمله أو نودعها من ليس في عياله“ (برای مصانع ۲۱۱)۔

”بیعت کی متذکرہ بالا صورت بینک کے ذریعہ جاری کردہ اے ٹی ایم کارڈ سے اس طور پر مختلف ہے کہ بینک حفاظت مال، بیعت کی ذمہ داری تو لے جاتا ہے، لیکن اس بیعت کو حیدر مالک کو لوٹانے کی ذمہ داری نہیں جاتا، بلکہ ”انٹیلی مشل کا دوسرا من ہوتا ہے جبکہ یہ تفصیل کھانڈہ ر کے فلم میں پہلے سے موجود ہوتی ہے اور یہ بینک اس کی امانت کو استعمال ہی کرے گا یہ بات اس حقیقت کی دلیل ہے کہ کھانڈہ دار بینک کے اس تعارف سے راضی ہے، تو شرعاً یہ صورت استقرار کی ہوگئی اور اس صورت میں کھانڈہ دار لالہ اس تعارف پر رضامند ہوتا ہے کہ نہ دیتا بینک اس کی جمع شدہ رقم کو استعمال کر سکتا ہے جو اصول شریعت کے مطابق درست ہے، (جیسا کہ جب میں کو اپنے گھر کے چل جانے کا خوف ہو تو وہ امانت کو اپنے پاؤں میں منتقل کر سکتا ہے اور اس منتقلی کی صورت پر امانت رکھنے والے کی رضاء لالہ ثابت تصور کی جاتی ہے)۔

”لانه تعين طريقا للحفظ في هذه الحالة لغير تصبیه المالك“ (ہدایہ اب

ابودیہ ۲۵۷/۳)۔

نیز دو بیعت اور اے ٹی ایم کارڈ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ شرعاً دو بیعت ایک اخلاقی معاملہ حفاظت مال ہے اور اے ٹی ایم کارڈ بینک کے ”ایک اقتصادی نظام کو تقویت پہنچانا اور کاروبار کو فروغ دینا“ ہے، اس کے علاوہ یہ حالات میں مسلمانوں کے لئے اس بات کو ٹھوکر کھانا ضروری ہے کہ بینک ایک سودی ادارہ ہے جس کے تمام اہدائیں، بین سود پر مبنی ہیں، یہ ”رہ سے کسی طرح کا تعاون لینا بہتر نہیں ہے، مسلمان امت نے بینک کی ماموریت کو درست نہیں سمجھا ہے، یہ بات بھی پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ چونکہ ساری دنیا کا اقتصادی نظام خوالہ اسلامی یا غیر اسلامی ملک ہو، بینک سے ہی منسلک ہے، ایسی صورت میں جبکہ ہمارے پاس کوئی اقتصادی اسلامی نظام نہ ہو، رائج نہیں ہے، بینکوں کا سہارا لینا ملکی اور اقتصادی اہم ضرورت ہے جس کو عیسوی نظریہ اذکر دینا ضرور کا باعث ہے۔

کارڈ مذکور کی مثبت دہنمی پہلوئیں کی تسبیح کے بعد اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ موصلائی اور کلو مائینیشن نظام سے اُس مسلمان غلطیہ منحرف و لاطلق ہو جائے، جبکہ ساری دنیا ہی نظام معیشت کی حائی ہو چکا ہے۔ تو اس صورت میں مسلمان رزاقی سے محروم ہو سکتا ہے، محض اپنی نظام کے اندر، و عمل کی صورت میں مسلمانوں کے اقتصاد کی حالات غرور سے غرور تر ہو سکتے ہیں اور بالنتیجہ، اُن قوم مسلمان اپنی معیشت میں مغلوب و مغلوب ہو سکتا ہے اور اس غلبہ کے رد و پیش کے عموال کے نتیجے میں وہ ذاتی طور پر اس قدر متاثر ہو سکتا ہے کہ وہ شرعی احکام سے عراض کا مرتب ہو جائے اور مال ایمان کے نقد ان کی صورت میں رد و ارتداد کو اختیار کر لیا پسند کر لے، ایسے حالات میں اسے فی ایم کارڈ کا استعمال درست ہوگا۔

اسے فی ایم کارڈ کے حصول کے لئے اگر بینک کچھ معاوضہ لے تو یہ صورت دلائل قرض پر حق الحجت لینے کے مترادف ہوگی، اس لئے کہ اسے فی ایم کارڈ اپنی اصل کے اعتبار سے دایعت ہے، و پھر بعض صورت امتحان کی بن جاتی ہے، و شرعاً اس صورت میں حق الحجت ہی قدر لیا درست ہوگا جو خالص اُجرات پر مبنی ہو اور اُجرت کا تعین اُجرات کے بعد ہی ہو سکتا ہے، ورنہ کسی زیادتی کا احتمال ہوگا، مگر کی صورت غرر (دھوکہ) کی ہوگی، و ربا، قبیح کی صورت ربا کی ہوگی جو شرعاً حرام ہے اور شرعاً خالص دایعت میں حفاظت، دایعت کی اہمیت لیا، درست نہیں ہے، مگر حفاظت، دایعت (امانت) میں ایمین کا سارا گھر مشغول ہو جائے تو اس صورت میں ایمین اہمیت لے سکتا ہے۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز - قابل توجہ پہلو

مولانا ابوالعاص و حیدری قاسمی مدظلہ العالی

ایک اصولی بحث

مذکورہ موضوع کے تعلق سے جو سوالات ہیں ان کے جوابات سے پہلے ایک اصولی بات ذکر کر رہا ہوں جس پر فقہ یا تمام ائمہ متقاہما اتفاق ہے، مویہ ہے کہ عبادات میں صلا، حرمت ہے، کسی طریقہ عبادت کے اثبات کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور عبادات کے حدود دوسرے امور و معاملات میں اصلاً بااحت ہے، ان میں سے کسی چیز کی حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ عبادات کے علاوہ عادات و معاملات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَأَمَّا الْعَادَاتُ فَهِيَ مَا اعْتَادَهُ النَّاسُ فِي دِيَارِهِمْ مِمَّا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ، وَالْأَصْلُ فِيهِ عَدَمُ الْحُظَرِ فَلَا يَحْظَرُ مِنْهُ إِلَّا مَا حُظِرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى“ (التقواہ العکبرہ المزمعہ ۳۲ طبع دوم بیاض) (جہاں تک عرف و عادت کا معاملہ ہے تو حسب ضرورت لوگ دنیا میں جس کے عادی ہیں اسے عادت کہا جاتا ہے، اس میں اصلاً عدم ممانعت ہے، لہذا اس میں وہی چیز ممنوع ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے)۔

امام بخاری نے جامع صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع میں مستعمل ایک باب قائم کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادات کے علاوہ دوسرے امور و معاملات جیسے کیل، مورن وغیرہ میں

☆ بحر، مہر، یولی۔

مختلف ملک و ممالک کے عرف و عادات کا اعتبار کیا جائے گا۔

اب بالترتیب سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

۱۔ ATM کے بارے میں جو تفصیل آئی ہے اور اس کے جو فوائد و خدمات ہیں، اس کے پیش نظر اس سے استفادہ درست ہے، مشین کی اپنی سے ضرورت پہنچ سکتا ہے، حکم عام احوال پر نکایا جاتا ہے۔

۲۔ ڈیٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ یہ خدمت درست ہے اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں معلوم ہوئی۔

۳۔ مذکورہ دونوں کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس دینا پڑتی ہے اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ الف: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے جو عیس ادا کی جاتی ہے چونکہ اس کی حیثیت اجرت خدمت کی ہے اس لئے جائز ہے۔

ب۔ اس کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم ادا کرنا ہوتی ہے وہ سود کے حکم میں آئے گی، اس لئے دونا جائز ہے۔

ج۔ اس شق کے تحت بھی جس مزید رقم کے ادا کرنے کا ذکر ہے، وہ بھی سود کے حکم میں ہے، کیونکہ زائد مال کسی چیز کے عوض میں نہیں ہے، اس لئے وہ بھی درست نہیں۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ - فقہی پہلو

مولانا سید قمر الدین محمود *

۱- اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

آج کل ذرائع مواصلات کی تیز رفتار ترقی کے نتیجے میں تجارت و کاروبار کے سلسلہ میں بہت سی نئی شکلیں وجود میں آ گئی ہیں جن میں ایک صورت نامہ حضرات کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں رقم کی نقلی کے لئے بینک کے ذریعہ مختلف قسم کے کارڈ جاری کرنے کا معاملہ بھی ہے۔

بینک کے ذریعہ جاری کئے جانے والے ان کارڈس کا استعمال نہایت عام ہو چکا ہے، یہ سلسلہ میں ایک کارڈ جو بینک سے کمایا دوسرے کے لئے دیا جاتا ہے، ATM کارڈ ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کمایا دوسرے شہر، ملک یا کسی دوسری جگہ کہیں بھی جہاں ATM نظام ہواں کارڈ کے ذریعہ اپنی ضرورت کی مقدار رقم نقد کی صورت میں حاصل کر سکتے، کمایا دوسرے بینک میں اپنی جو رقم جمع کرتا ہے وہی ہے وہ قادم و انخاستا ہے۔

کمایا دوسرے جو رقم بینک میں جمع کرتا ہے بینک اس کے عوض جو ATM کارڈ دیتا ہے وہ مزید ایک وثیقہ کے ہے کہ جس کے ذریعہ دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں رقم حاصل کر سکتا ہے، دوسرے کی دلیل میں حضرت ابن ربیعہ اور حضرت ابن عباس کا معاملہ ہے جو اہل مکہ کے سے آپ کرتے تھے، چٹائیایا جاسکتا ہے (دیکھئے: الوسوط لخریص ۳/۳۷۷)۔

* مجسم اصلاح المسلمین، دورہ کھرات۔

نیز اس کارڈ میں ایک حیثیت سنجہ کی ہے، لہذا اس کارڈ کے ذمہ دہ میں رقم کی منتقلی ر مشروط نہ ہوتی ہو جائز ہوگا۔

"والسفاتح التي تتعامله الناس على هذا في الفرضه بغير شرط وكتب له سمجة بملك فلا بأس به، وبي شرط في الفرض ذلك فهو مكروه لأنه يسقط بذلك خطر الطريق عن نفسه فهو فرض جرمعة" (الموسم ۱۳/۷۷۳)۔
لہذا ATM کارڈ سے استفادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ

اس کارڈ کے ذریعہ کارڈ ہولڈر جو فائدہ اٹھاتا ہے اس میں بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اور کارڈ ہولڈر اور دکاندار (تاجر) دونوں کی طرف سے بینک وکیل ہوتا ہے، اس لئے سماں کی یہی یا رقم کی منتقلی کے سلسلہ میں بینک اس کی طرف سے رقم "سرنا ہے تو یہ صورت جائز ہے جبکہ کارڈ ہولڈر اپنی جمع شدہ رقم سے ہی استفادہ کرتا ہے۔

۳- فیس کی حیثیت

کارڈ کے حصول کے لئے جو رقم بطور فیس کارڈ ہولڈر سے وصول کی جاتی ہے، وہ حق امت کے طور پر ہے، لہذا اس کا ایسا اثاثہ عا جائز ہوگا، جیسے مٹی آرڈر کی فیس یا بینک کے خدمات پر اترتے وصول کرتا ہے، بینک ڈرافٹ وغیرہ جیسے ہو جائز ہے یہ کارڈ کی فیس بھی جائز ہوں، حضرت تھانوی نے مٹی آرڈر کی فیس وغیرہ کے بارے میں امداء الغنا میں اسے جائز قرار دیا ہے۔

۴- کریڈٹ کارڈ

الف- کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ جو معاملہ طے ہوتا ہے، وہ سود پر مبنی ہے اور ہو جائز نہیں ہے، لہذا اس معاملہ کے لئے جو کارڈ حاصل کیا جائے گا اس پر جو فیس "دلی جائے گی" وہ بھی جائز

نہیں ہوگی۔

ب۔ جب ٹریڈ کارڈ کے ورید اصل معاملہ ہی درست نہیں ہے تو اس کارڈ کے ورید بینک سے جو رقم حاصل ہوگی اور اس کی اگلی کے وقت اس سے مزید رقم بینک کو اس کی ہوگی تو یہ سوویا ہی ہوگا لہذا یہ اضافی رقم، یا جاری نہیں ہے۔

ج۔ چونکہ معاملہ میں یہ شرط طرہی ہے کہ مقررہ مدت کے بعد اس کی اگلی کی صورت میں مزید رقم دینا ہوگی اس لئے یہ نقد فائدہ ہوگا۔ اور یہ رقم کی اس کی جاری نہ ہوگی اور پھر بہرہ اصل معاملہ ہی سوویا ہی بنیاد پر جاری نہیں ہے تو اس پر مندرجہ شرط بھی جاری رہے گی۔

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

مولانا محمد ارشد فاروقی ✽

- ۱۔ اے ٹی ایم کارڈ: استعمال درست ہے، مگر اس کی اصطلاح کے مطابق مستحق (منڈی) کی یہ ایک نئی نسل ہے۔ ہم سب کے یہاں مکرر دے لینے نام احمد کے روپک جاز ہے، ضرورت کی بنیاد پر عدول عن الہذیب کی گنجائش ہے، خطیر رقم کا ساتھ لے کر دور دراز کا سفر خطرے سے خالی نہیں، اس لئے ”الصورہ ہوا“ کے تحت اس کارڈ (ATM) استعمال جاز ہے۔
واضح رہے کہ جو لوگ بینک میں کام کرتے ہوئے اے ٹی ایم کارڈ بھی ہلاتے ہیں ان کی ملازمت کا وہی حکم باقی رہے گا جو بینک کی ملازمت کا ہے۔
- ۲۔ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال بھی درست ہے اور یہ صورت ”حوالہ“ سے ریا وہ شاہ ہے، خرید و فروخت کے لئے اس کا استعمال بھی درست ہے۔
اگر متعین وقت پر رقم ادا کی گئی تو جو زائد رقم بڑھی ہوئی مدت کے عوض ”ا کی جائے و“ وہ پیشاب کن ہے، بلکہ سو ہے اگر پینا میل کی جائے کو نقد اور احادیث پر فروخت میں قیمت کا فرق ہوتا ہے جو فقہاء کے یہاں جاز ہے، تو گنجائش نکل سکتی ہے۔
- ۳۔ اے ٹی ایم یا ڈیبٹ کارڈ بنوانے کے لئے بطور فیس کچھ رقم کی ادائیگی درست ہے، یہ فیس کاغذی کاروائی، آفس مصارف کے عروج کے طور پر دی جائے گی۔
- ۴۔ الف: کریڈٹ کارڈ کے نظام پر غور کرنے پر ایک شبہ تو سراپا سود کی ابھرتی ہے جو ✽ سکریٹری مرکزی صبیۃ العلماء ہندوستان نئی دہلی۔

نصوص قطعیہ کی بنیاد پر ناجائز ہے۔

دوسری شیعہ یہ سائے آتی ہے کہ اس پر عام کوٹھانہ تسلیم کریں بینک کو کارڈ ہولڈر کا
بیکل معنوی ملایا جائے ہر زائد رقم کو فیس مائیں، اگر مائیں اس مقدمہ کو کالہ تسلیم کریں تو جائز
ہوگا۔

ب۔ اگر ریپرٹ کارڈ کوٹھانہ کا معاملہ مائیں تو زائد رقم کی ادائیگی بطور فیس درست اور
ترسوہ پر مختصر مائیں غلط۔

۴۔ اگر اس معاملہ کو مقدمہ کالہ تسلیم کریں تو اضافی رقم کو اجرت اور فیس قرار دے کر جو
کافٹوی دیا جائے، ورنہ سودی معاملہ کا پایا جانا نتیجی ہے، جو درست نہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ بینک ان تمام زائد رقموں کے لئے جن کا ذکر سوالنامے میں موجود
ہے بالعموم اسے (سود) کافٹوی استعمال کرتا ہے جس کو کرنی میں غامدہ نامہ دیا گیا ہے، پسپا ہے۔

بینک کے مختلف کارڈ سے استفادہ میں غرور و ربا کی آمیزش

مفتی شاہد علی کاظمی *

واقعہ یہ ہے کہ زمانہ کی تیز رفتار فنی اور ذہنی اشیاء کی ایجادات نے بہت سے ایسے مسائل پیدا کئے ہیں جن کا ماضی قریب میں تصور نہیں تھا، خاص ہے کہ اس طرح کے مسائل کا سرچشمہ قرآن و حدیث میں ملنا مشکل ہے، نہ صرف اس بات کی ہے کہ ملاقاتیں میں مل جیو، نہ ان کا ایسا حل نکالیں جو قرآن و حدیث سے قریب تر ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے کے ساتھ امت کے سامنے آئیں۔

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

جیسا کہ سوانامہ میں یہ تشریح کی گئی کہ اس کارڈ کے ذریعہ اے ٹی ایم کاؤنٹر سے بینک میں جمع شدہ رقم کو کسی بھی وقت نکالنے کی سہولت ہوتی ہے، اور نہ تو کارڈ بنانے کی فیس لگتی ہے، اور نہ کارڈ پر سے اس کا کوئی معاوضہ یا جانا ہے، پہلے رقم نکالنے کے لئے بینک جانا ضروری تھا، اب اس کی جگہ نہ صرف اندر ہی، گویا اے ٹی ایم کارڈ کا عٹا بینک کھاتا، درمیان کو سہولت پہنچاتا ہے، اور اس لئے اس کے مابین ہونے کی کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی، جس اے ٹی ایم کارڈ بنانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۲- ڈیٹ کارڈ سے استفادہ اور خرید فروخت کا حکم

ڈیٹ کارڈ بھی ایسی ایم کارڈ کی طرح ہے فرق اس قدر ہے کہ اس کارڈ سے اے ٹی ایم کارڈ میں زیادہ سہولت ہے کہ اس کی مدد سے اپنے کھاتہ کی رقم دوسرے کھاتہ میں منتقل بھی کی جاسکتی ہے، اور اس سے کوئی چیز خریدنے پر اس کی قیمت کی "انگی کارڈ کے ذریعہ فروخت کنندہ کے کھاتہ میں منتقل بھی کی جاسکتی ہے۔

پس اس میں بھی کھاتہ اور کو سہولت کم پہنچاتا ہے، اس کا الگ سے کوئی معاوضہ یا رقم لینا نہیں ہے البتہ کارڈ ساری کی فیس دینی پڑتی ہے، تو یہ فیس اصل میں کارڈ ہونے کا معاوضہ ہے چونکہ اس کارڈ سے ایک بہ نفع تعلق ہے، اور ظاہر ہے کہ کارڈ بنانے میں حکومت کا کچھ نہ کچھ خرچ بھی ہوتا ہے، اس لئے اس فیس کو کارڈ بنانے پر ہونے والے اخراجات کا معاوضہ نہ مانے کا لہذا ڈیٹ کارڈ بنانا اور اس سے خرید فروخت کرنا درست ہے۔

۳- اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کی فیس کا حکم

جیسا کہ تحریر کیا گیا کہ ڈیٹ کارڈ بنانے کی فیس، حقیقت کارڈ بنانے پر ہونے والے اخراجات کا معاوضہ ہے، لہذا اے ٹی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ کی فیس لینا جائز ہے۔

۴- کریڈٹ کارڈ

الف- کریڈٹ کارڈ کا معاملہ اپنی رقم کے اعتبار سے جائز نہیں ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ ہونے سے احتساب کرنا چاہیے، تاہم یہ کارڈ بعض ملکوں میں عام ہو گیا ہے کہ عام ہلوی بنا جاتا ہے، اور جب کسی چیز کا چلن عام ہو جائے تو اس میں شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے یہ کاپیلا اختیار کیا جاتا ہے۔

”ابن الامر اذا صاع اتسع و اذا اتسع صاع“ (اشعاع و اشعاع ۱۲۸)۔

چونکہ کریڈٹ کارڈ سے استفادہ کی بعض صورتیں رقم کے نزدیک راہت کے ساتھ

درست ہے، اس لئے اگر کوئی کریڈٹ کارڈ ہونا چاہے اور اس کے لئے فیس دینی پڑے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ یہ فیس اس «حاررِ قلم» کا معاوضہ نہیں ہے۔ جو قلم بینک نے اس کے لئے تسلیم کیا ہے، اور جس سے وہ آئندہ استفادہ کرے گا۔ بلکہ یہ فیس سونی پر ہونے والے قلم بینک کے اثرِ جات کا معاوضہ ہے اس لئے کریڈٹ کارڈ ہونا «اس کی فیس» اُسرا جاز ہے۔

ب۔ کارڈ سے رقم نکالنے کے بعد مزید رقم کی ادائیگی

اس کارڈ سے رقم نکالنے یا دوسرے کے کھاتہ میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں جو اضافی رقم وہی میں «اس کی حاتی ہے اس کی حیثیت سود کی ہے۔ چونکہ بینک کی حیثیت قرض کی ہے اور حامل کارڈ کی حیثیت قرض کی ہے، اور جو یہ کارڈ اس قرض کا وثیقہ ہے، اور یہ مسلم اصول ہے کہ قرض سے قادم اخذ ناما حارر ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال رقم نکالنے یا کچھ رقم دوسرے کے کھاتہ میں منتقل کرنے کے لئے جاز نہیں ہے۔

ج۔ اشیاء کی خریداری کے چند روز بعد اس کی قیمت بینک کو «اُترنے کی صورت میں بینک جو اضافی رقم لیتا ہے یہ بھی سو ہے۔ کہ یہ بھی قرض سے قادم اٹھانے کی ایک صورت ہے، تاہم اگر حامل کارڈ نے کوئی چیز خرید کر چند روز بعد اس کی قیمت بینک کو «اُتر کر خریدی تو معاملہ کی یہ صورت درست ہے۔ لیکن چونکہ پہلے ہی سے یہ بات طے ہوتی ہے کہ اگر حامل کارڈ نے سامان کی قیمت چند روز بعد «اُتری تو اسے کچھ اضافی رقم کے ساتھ «اُترنا ہوگا، اس لئے کریڈٹ کارڈ سے خریداری کرنا بھی کراہت سے خالی نہیں۔

جیسا کہ تحریر کیا گیا کہ کریڈٹ کارڈ سے قادم اٹھانے کی سبقت «صورتمیں (بینک سے رقم نکالنا یا دوسرے کے کھاتہ میں رقم منتقل کرنا) جاز نہیں ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ ہونا بہر صورت کراہت سے خالی نہیں تاہم رقم کی رائے ہے کہ بنیادی طور سے کریڈٹ کارڈ کی جو صدیقی کی جائے اور اسے منہ و باطن «اُردیا جائے، اور کوئی بھی اسے پابند کیا جائے کہ وہ اس سے صرف اشیاء کی خریداری کرے نقد رقم نہ نکالے اور سامان کی قیمت بھی چند روز بعد اس کے «اُتر کرے۔

بینک میں رائج مختلف کارڈ اور شریعت اسلامی

مولانا محمد ارشد مدنی *

ہی بھی فرہاد ہر سے یہ بات چنی نہیں کہ آج تجارت، لین دین، بینکنگ کاروبار مختلف متنوع شے ہیں اختیار کرتا ہمارا ہے مینیوں کی مسافرتیں منوں میں طے ہو جاتی ہیں، اس طور پر جو سوویات آج حاصل ہیں، وہ ہر حال مسلم ہیں، نہ ہونکہ ہم مسلمان ہیں اس لئے تمام معاملات میں ہم شریعت کے پابند ہیں، اس بنا پر از روئے شرع اس طرح کے کارڈ بار کی صحت و عدم صحت کے متعلق غور و فکر کرے کی نہ مرث بالکل میاں ہے۔

بینک کی طرف سے جاری ہونے والے تین قسم کے کارڈ کا آج رواج عام ہے، اے ٹی ایم کارڈ، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ، واضح رہے کہ انڈیا میں پہلے چودہ قسم کے بینک اس قسم کے کارڈ، یہ کے تیار تھے، اب پانچ مزید بینکنگ نظام اس میں شامل ہو گئے ہیں، اس طرح ان کی کل تعداد اب نہیں ہوئی ہے۔

۱۔ ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم

۱۔ اے ٹی ایم کارڈ سے استفادہ کا حکم
یہ آٹو بینک ٹولز مشین (Automatic Tools Machine) کا مخفف ہے، یہ کارڈ بینکوں سے صرف کماتے ہیں اس کو جاری ہوتا ہے، اس کے ذریعہ اس کے حاملین ملک

* شعبہ صحت جامعہ ابن تیمیہ شرعی پمپن (بھار)۔

وہیں ملک نہیں بھی رہ کر منوں میں اسے فی ایم نظام کے تحت اپنی حاجت بضرورت کے بقدر رقم حاصل کرنے کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں، چونکہ اس کارڈ کا نظام ہی بھی طرح کے سوئی کارڈ پر مشتمل نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے نظام میں شری اعتبار سے کوئی منظور و ممنوع چیز پائی جاتی ہے، بلکہ کھانا دار اس کے ذریعہ اپنی جمع کردہ رقم ہی سے مستفید ہوتا ہے، اس بناء پر حاجت بضرورت کے تحت اس سے مستفید ہونے میں شری عا کوئی حرج و حرجت نہیں ہے۔

۲- ڈیٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ذریعہ خرید و خست کا حکم

چونکہ اس کارڈ کے حاملین کو اس کے استعمال کا کوئی ایسا معاوضہ نہیں کرنا پڑتا ہے جو شری عا منظور و ممنوع ہو نیز آئی اس کے ذریعہ اس فی ایم کارڈ کی طرح اپنی جمع کردہ رقم ہی سے مستفید ہوتا ہے، نہ تو بینک سے الگ کوئی رقم لینی پڑتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے کسی طرح کے اخ کی ہنگامی کرنی پڑتی ہے، اس وجہ سے ہمارے نزدیک ڈیٹ کارڈ سے استفادہ کرنا اور اس کے ذریعہ خرید و خست کا معاملہ کرنا حلال ہے۔

۳- حصول کارڈ کے لئے بطور فیس اخ کی گئی رقم کا حکم

چونکہ ہمارے نزدیک اس فی ایم کارڈ اور ڈیٹ کارڈ دونوں سے استفادہ جائز ہے، اس وجہ سے ان دونوں کارڈ کے حصول کے لئے بطور فیس جو رقم اخ کی جاتی ہے، وہ ہمارے نزدیک معاوضہ محنت ہے، جس کے لینے میں شری عا کوئی حرج نہیں، بلکہ جائز ہے، نیز ہم اس فیس کا قیاس اس فیسوں پر کر سکتے ہیں، جو آٹھ مہینوں میں رجسٹریشن اور فائبر میں رائج ہیں۔

۴- اخ: کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے اخ و رد فیس کا حکم

کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کے لئے جو فیس اخ کی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ کارڈ بینک سے ادھار رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، اس کی

بنیاد پر اوجھار دیا یہ بخر و خست ہوتی ہے، اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے، اس طور پر اس کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا کاروبار سودی ہوتا ہے، اور تمام طرح کا سودی کاروبار اسلام میں حرام ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے لئے ادا کی جانی والی فیس بھی حرام ہوگی۔

۴- ب: کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم وصول کرنی ہوتی ہے اس کا حکم

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، وہ سود ہے اور سود حرام ہے، اس لئے کہ حدیث رسول ﷺ ہے:

”کل قرض جرم منعة فهو دہاء“ (جس قرض سے بھی نفع ملتا ہو وہ دہا ہے) (ابو داؤد الحلیل ۵/۲۳۵)۔

علامہ ابن ابی شیبہ نے فرمایا ہے کہ حدیث میں مذکور ہے، تاہم چند حدیثیں اس معنی کی مزید روایت ہوتی ہیں، اور ان میں سے بعض کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔

ان نصوص سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے وہ سود ہے۔

۴- ج: اصل رقم کی واپسی میں ہونے والی تاخیر کے عوض مزید رقم کی ادائیگی کا حکم

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید کرے والی اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم ادا کی، بینک کو وہ رقم واپس کرنے میں تاخیر ہونے کے عوض مزید جو رقم وصول کرنی ہوتی ہے، اس کا حکم ”ربا النسیۃ“ کا ہوگا، جو حرام ہے، لہذا مزید ادا کی جانے والی رقم حرام ہوگی۔ ”ربا النسیۃ“ کی صورت زمانہ جاہلیت میں یہ تھی کہ جب قرض کی مدت پوری ہو جاتی تو قرض دہا کر دے کہتا کہ قرض

و نہ گئے یا سود نہ گئے، اگر قرض، "انہ کرتا قرض، بیۃ المال کی مقدار بڑھا دیتا۔" قرض کی مدت بھی بڑھا دیتا۔

"فكان القريم يريد في عدد المال ويصير الطالب عليه" (المباح الاحكام

القرآن ۳۲۸۳) اس پر یہاں بتا دیا کہ:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً" (المرۃ ۱۳۰)

(اے ایمان والو! بڑھاتے بڑھاتے سود نہ کھاؤ)۔

ہندوستانی بینکوں میں رائج کارڈ کا جائزہ

نیاز احمد عبدالحمید مدنی *

- ۱- ATM کی بابت جو تفصیل آتی ہے، اس کی بوجہ دات میں اس کی رہنمائی میں اس کے عدم جواز کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ مشین پر پینک یا صارف کوہ رینجی سنا ہے، یہ حکم عموم پر گناہ اور جوار کا ہے۔
- ۲- اسلامی شریعت کے مانع اور مشقت کی باتوں کو غور سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے رسم و اصول بنائے ہیں، بیٹھ کر ان سے لین دین اس کی ضروری خدمات میں بظاہر کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا، اور کوئی مانع نظر نہیں آتا۔
- ۳- اس کے جوار میں کوئی مانع نظر نہیں آتا۔
- ۴- مانع: جوار ہے، کیونکہ یہ خدمت کی نیت ہے۔
- ب- ناجواز ہوگی، اور یہ رقم سود کے حکم میں آئے گی۔
- ج- ناجواز ہوگی، اور سود کے حکم میں آئے گی، کیونکہ زائد مال کسی چیز کے بدلے میں نہیں۔

ساقشہ

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کا شرعی حکم

مفتی زاہد علی خان (محبوبہ عیادت علی رحمہ)

عبداللہ صاحب نے موضوع کے تعارف میں یہ بات فرمائی تھی کہ بینک جب کریڈٹ کارڈ جاری کرتا ہے تو ٹرمین سے سی ایف ست عطا ہے یا پلاٹینم سی ایف ست عطا ہے، مین جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ پچاس دن تک سی ایف ست نہیں عطا ہے، یا آپ کسی اور طرح کے سی ایف ست کے بارے میں فرما رہے ہیں، یہ بات صحیح نہیں ہو رہی ہے، اس کی وضاحت فرما دیجئے۔

عبداللہ صاحب چاند نہ صاحب

جی امیں نے جو عرض کیا وہ یہ عرض کیا تھا کہ وہ انکا کیا ہو پریہ ہے اس میں سروس ٹرمینٹ کرتے ہیں یعنی وہ جو 50 دن آپ فرما رہے ہیں، 45 دن ہے، 20 دن ہے، 60 دن بھی ہیں، وہ پریہ کہہ رہے ہیں کہ بعد جتنا بھی ٹرمینٹ آئے گا آپ کا ہوگا، اس پر اسٹریٹ بہر حال لگے گا، اور اس کے بعد مزید جتنا ٹرمینٹ ہوگا جائے گا اس پر اسٹریٹ کے ساتھ پائل اسٹریٹ بھی لگے گا۔

مولانا محی الدین تازی صاحب

یہ بتائیں کہ جب ہی جین کو خریدنے جاتے ہیں تو ایسٹ کارڈ سے خریدنے میں،

ٹریڈ کارڈ سے خریدنے میں، یا کیش۔ یہ نے میں ان میں کیا کچھ فرق ہوتا ہے؟ کیونکہ میرے علم میں ہے کہ اس کی قیمت میں بھی فرق ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سراج صاحب نے ویزا ماسٹر کارڈز کو دیکھا تھا کہ ویزا ماسٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات ذرا واضح کر کے بتا دیجئے کہ ویزا ماسٹر سے کہتے ہیں؟

مولانا یاسر ندیم صاحب (دیوبند)

ڈیٹ کارڈ کے متعلق سوال کر رہے ہیں کہ دکاندار اس کو شو کرنا ہے تو اس کی کیا حقیقت ہے، اس کی ذرا وضاحت کر دیجئے۔

مولانا محمد ارشد مدنی صاحب (جامعہ ابن تیمیہ چمپارن)

میں آپ حضرات سے جانتا چاہتا ہوں کہ مثال کے طور پر ”کریڈٹ کارڈ ہولڈر“ ایسے کارڈ کے حاملین ہوں گے قرض لے رکھا ہو اس کی موت کے بعد اس کی ”سٹیک ہولڈر“ ہونگے۔ ان کے ورثین اس کو لے کر یہ ایسا کیا نظام بنایا ہے ان لوگوں نے؟

مولانا ذکریا صاحب رشادہی

مختص معاملات میں بینک سے جاری کردہ مختلف کارڈ سے متعلق ایک کتاب جس کے پچاس صفحہ کے آخر میں جو پیرا گراف ہے وہ اس طرح ہے: اس کارڈ کے ذریعہ آدمی اپنی جمع کردہ رقم ہی سے استفادہ کرتا ہے، اس کے لیے الگ سے کوئی معاہدہ نہیں ہوتا ہے۔ ”کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس میں مجھے اتنا عرض کرنا ہے کہ ”ATM“ کارڈ کے لیے ڈپازٹ ضروری ہے، مختلف بینک مختلف ڈپازٹ لیتے ہیں خاص کر ”ICICI“۔ ”اسی طرح دیگر بینک جو اپنے علاقے میں ہے اس میں ڈپازٹ لیا جاتا ہے۔

مولانا صباح الدین ملک صاحب

ہینل انسٹ کی وضاحت:

۱۔ یہ بھی فرمایا کہ مالی اداروں کا بخل زیادہ ہو رہا ہے اور بینکوں کا بخل کم ہوتا جا رہا ہے، ابھی ایک شرح میں مات آتی تھی اور یہ بٹایا تھا کہ یہ اسلام سے زیادہ قریب ہے یعنی مالی اداروں کا بخل برعکس اور بینکوں کا بخل کم ہو یہ ایمانی رو سے زیادہ قریب ہے تو اس کی وضاحت کریں کہ اس قربت کی وجہ کیا ہے؟ ایسا یوں ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا کیش کا استعمال کم سے کم ہو رہا ہے اور اس کی جگہ پر دوسرے کارڈ کا، یہ وہ دوسری کانڈی دستاویز کا استعمال مالی لین دین میں زیادہ ہوتا ہے، امریکہ کے روپے کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ 19 ویں صدی کے اوائل میں یہ ہوتا تھا کہ مارچ 1990 میں بینک کا بخل کم سے کم ہوتا چلا گیا، تو اس کی وادی اس پہلو کی وضاحت کریں گے کہ اسلام کی رو سے قریب کیوں ہے؟

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمائی

دیکھئے اپنا حق دوسرے کو مت دیجئے، یہ متعین کرنا کہ کونسی صورت اسلام کے قریب ہے وہ تو آپ کا کام ہے کہ کون سے مالیاتی ادارے ایسے ہیں جن میں مضاربہ کی، مشارکہ، اجارہ اور مرابحہ کی گنجائش ہے اور وہ اسلام کے نظام سرمایہ داری کے دورے میں بھی آتا ہے اور کون سے مالیاتی نظام ایسے ہیں جس کی بنیاد ہی انسٹ پر ہے، ”فعل الله المبيع وحرم الربا“ کے بالکل برعکس ہے، تو یہ متعین نہ تو آپ حضرات کا کام ہے، اپنا حق ہم لوگ، امرے کوند دیں بہتر ہوگا۔

مفتی نذیر عالم صاحب (کشمیر)

میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کارڈوں کی بحث ہے، خاتمہ ہے ان کے ہے تاکہ ہم امت کو بتا سکیں کہ اس میں جہاں کوئی نہی قائل ہے اور کون سی شکلیں ناجائز ہیں اور ان بیاد پر ملائکہ فقہ اکیڈمی نے بلایا ہے اور آتا بھی چاہے۔ ان کارڈوں میں کون سی شکلوں میں سو آتا ہے اور کون سی شکلوں میں سو نہیں آتا ہے تاکہ ہم ملائکہ کو یہ طے کرنے میں آسانی ہو کہ یہی وہ قائل ہے جس سے امت کو پتہ چلے اور یہ وہ شکلیں ہیں جس سے انتفاء و کرا چاہے، انتفاء کے ساری شکلیں اس باب میں نے بتا دی ہیں ان کے ہم شکر گزار ہیں لیکن اور وضاحت کے ساتھ تر بتا دیں کہ کون سی شکلیں جن میں سو آتا ہے اور کون سی شکلیں جن میں سو نہیں آتا، اس طرح حکم رکھنے میں آسانی ہوگی۔

ماہرین کی وضاحت

۵۰ دن تک کوئی اثر سنت نہیں یا جانا یہ کریٹھارڈ کی شراط کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جب بینک اس کو مل بھیجے گا تو اس کے تختہ بن بعد ادا کرے گا، عام طور سے خریداری پہلی تاریخ سے ہوتی ہے اور ۳۰ تاریخ، مہینے کی آخری تاریخ تک چلتی رہتی ہے، اس کے بعد بینک کے پاس مل آتے ہیں، تب بینک سمر کو مل دیتا ہے اور اس میں بھی وقت دیتا ہے تو اس طرح سے ریبا دے دیا، وہ پچاس دن لگ جاتے ہیں اور کم سے کم ایک مہینہ لگ جاتا ہے اور جس نے مہینہ کی آخری تاریخ میں خرید، اس کو ۱۰-۱۵ دن ملیں گے تو اس کے پر بات ہے کہ بینک اس کو کتنا نام دیتا ہے، اور اس سے سامان کب اور کتنا خریدے۔

۵۱۔ صاحب کا سوال یہ تھا کہ ایٹھ کارڈ سے سامان خرید لیا کریٹھارڈ سے سامان خریدیں تو یا قیمت میں کوئی فرق ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے، یہ عام طور سے اتر قیمت میں کوئی فرق نہیں ملتا ہے تو یہ فرق قیمت کا مدار طے کرتے ہیں، اور یکساں ہی فرق قیمت طے

مرتے ہیں، ڈیٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ کے لیے عام طور سے الگ الگ اکاؤنٹ طے نہیں کرتے اور جو کام مرڈ اکاؤنٹ ڈیکلیر کرتے ہیں اس کی بہت طویل لسٹ ہے، کس شہر میں کون کون سا کام مرڈی شریعہ کی پکٹناڈ اکاؤنٹ دے رہے ہیں، یہ کریڈٹ کارڈ کے لڑچ کے ساتھ ہے جو آپ کو مہیا یا جاتا ہے۔ اس میں عام طور سے ڈیٹ کارڈ میں اور کریڈٹ کارڈ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اس کیش اور کارڈ میں فرق ہوگا۔ بندوں نے ڈیکلیر کیا ہے کہ کریڈٹ کارڈ کی شریعہ کی ہم اتناڈ اکاؤنٹ میں گئے دو پابندی میں اپنے اسٹینڈی کریشن کے کیش میں تو دندہ بنا چاہیں وہ الگ بات ہے صیبا بھی طے کریں وہ الگ بات ہے، اپنے بل پاپ وغیرہ ڈیکلیر کرتے ہیں، ہول ڈیکلیر کرتے ہیں، کٹ، اے ڈیکلیر کرتے ہیں اور کچھ تو ایسے مرڈ کریشن ہیں جو بینک کے ساتھ اپنا نام بھی جوڑتے ہیں کریڈٹ کارڈ سے جیسے ہمارا کریڈٹ کارڈ، SB سمار، کریڈٹ کارڈ جو گے گا تو دوسرا ایسے لاس پر لاف ڈسٹا۔ سب اے گا۔

دوسرا آپ نے فرمایا سگری کارڈ، تو دراصل یہ سگری سے لیتے ہیں، جیسے آپ نے بتایا تھا کہ اس سے اس کی مالی حیثیت کا پتہ لگتا ہے تو اس سے بینک اس کی مالی حیثیت کا پتہ لگا کر اگر کریڈٹ کارڈ جاری کرنا چاہیں گے، تو لمیٹ اس کی سگری دیکھ کر جاری کریں گے، مرڈیٹ کارڈ تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ آدمی بینک میں اکاؤنٹ رکھتا ہے، اس کی سگری بینک میں آتی ہے، جتنا اس کے اکاؤنٹ میں پیسہ ہوگا اس کے صاب سے اتنا پیرا سے دیا جاسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ بحث جاز اور نا جاز پر ہونا چاہئے، خاص طور سے جو کامل ذکر ہوں تو اس میں میں نے پہلے اپنی بات بتائی تھی وہ یہ چارہ است، رکے تھے، چونکہ یہ ابھی آپ حضرات کے پاس ہے، ابھی سرائی صاحب نے دو پوائنٹ اور بتائے (۱) یہ کہ نہ است جو ہے، دولوں کو پتہ نہیں ہوتا تو کبھی وہ ۴۰ فیصد تک ہو جاتا ہے، تو وہ بات صحیح ہے اور بینک اس سلسلے میں کچھ صوفاء دیتا تھا، وہ انول ریٹ انٹریمینٹ امرسٹ ڈیکلیر نہیں کرتا تھا، سالانہ است ڈیکلیر نہیں کرتا تھا، کوئی ماہانہ، الہند، اور وہ بھی بہت باریک سال لکھتا تھا، اپنے کارڈ میں، باقی ساری چیزیں بہت موٹی

موتی لکھتا، دیکھئے ایسی چیز جہاں برابر جونا کھاستا ہے اس کو وہ بہت باریک لکھتے ہیں تو اس پر ریزرو بینک آف انڈیا نے ایک ڈائری جاری کی ہے، جس میں پڑائی ہوتی ہے اس ڈائری میں ریزرو بینک آف انڈیا نے یہ کہا ہے کہ کوئی بھی بینک مامانہ، سہ ماہی اور پندرہ روزہ اسٹ ڈکلیئر نہیں کرے گا۔ پیسہ پیسہ انولانڈ ڈکلیئر کرے گا۔ بینک کے کریڈٹ پر کتنا اسٹ ہوگا، اور کیش وڈرل کے اوپر اسٹ میں فرق ہے تو، بنوں ریت الگ الگ سالانہ شرح کے ساتھ ڈکلیئر کئے جائیں گے۔

۲۔ ایک بات اور بتانی سران صاحب نے کہ ”جیسے کہ یوگا کارڈ، تو یہ دراصل یہ ہو تھا کہ بھی ۴۴ مزیوری کوٹری روی شکر کا پر وگرام بنگلور میں ہوا تھا، اس میں بینک نے کارڈ جاری کیا، تو وہ بینک جو مفت چیزیں کارڈ ہولڈر کو دیتا ہے جو پولس پوائنٹ ہیں، وہ پولس پوائنٹ دہرے کے، ہا، ب میں حامیں گے، ہر مدت تن، ہر م کی قیام مدت ہیت کے ”پیشہ“ یا چارے گا، لہذا ضروری یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ استعمال کرتے وقت یہ دیکھ لیں کہ اس سے کسی دہرے مذہب کی ترویج نہ ہوتی ہو۔

پائل اسٹ نہ بھی معاملہ کی ہے کہ وہ ایک شرح سو ہوتی ہے، اس کے بعد اس کے ”ریک“ ”رٹ“ ”ٹاکا“ جتے ہیں کہ اتر اتنے دن کے بعد ”انہیں“ یا تو ”فیصد“ ”راضانی“ اسٹ اس کے اوپر دینا پڑے گا۔

مارڈیکش کے استعمال کی بات آپ نے بتائی تھی کہ وہ تو ”ہمارے حساب سے“ تھا، وہ کم ہوتا چلا جا رہا ہے، جب چیزوں کا استعمال ہوتا ہے بھی ہارڈیکش کا استعمال کم ہو گیا تھا، اب کریڈٹ کارڈ کا استعمال بڑھا تو موڈ کو بدل ہے، اس لئے ایسا ہوا ہی تھا کہ جب اس کا بدل آجاتا ہے تو بدل کا ہی استعمال ہوتا ہے۔

جہاں تک وارئین کا مسئلہ ہے تو اس میں بھی ریزرو بینک آف انڈیا نے اپنے ڈائری میں بریکلیر کہا ہے کہ یہ بالکل ”بین کریڈٹ“ ہے، اس کے پیچھے کوئی بھی ضمانت نہیں

جانے گا، ”مباح، مشارک، اجارہ“ کے اصولوں کو یہ ہیں اصول چونکہ اسلامی ہیں اور ان اصولوں کی بنیاد پر غیر بینکنگ مالی ادارے بنائے جاسکتے ہیں، اس لئے میں نے یہ خواہش کی ہے، کیونکہ غیر بینکنگ مالی ”ادارے بہ نسبت بینکنگ“ ادوں کے جو زیادہ سودی کاروبار کرتے ہیں، کیونکہ اسلام کے اصول کے زیادہ قریب ہے۔

ایک سوال اور کسی نے بھیجا ہے کہ (جو انگریزی میں ہے جواب بھی انگریزی میں دیا جا رہا ہے) بین مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے کہا کہ آپ ان کے سوال و جواب کو اردو زبان میں ”صحیح“ رہے (تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی ممالک ہیں جہاں کارڈ کے بغیر چارہ عی نہیں ہے جو ترقی یافتہ ممالک ہیں اور ترقی یافتہ ممالک میں جو لوگ بھی ہیں اور وہ کام کرتے ہیں یعنی ”ورکس میں“ رہن کارڈوں میں اکاؤنٹ ہے تو ان کے کارڈ ہوتے عی ہوتے ہیں، یہ صحیح بات ہے اور مسعودستان میں بھی، چونکہ اس کارڈ ان چل نکلا ہے تو یہاں بھی ”بیرے“ ”بیرے“ اس کا استعمال کافی بڑھ جائے گا۔

میں ”ماسرہ“ یہ مختلف کمپنیاں ہیں جو پوری دنیا میں کاروبار کرڈٹ کارڈ کی مدد سے کرتے ہیں، تو ان کا بھی نظام ہے، اس نظام کے تحت مختلف بینکس ہندوستان میں یا دنیا بھر میں اپنی ممبرشپ لے رکھی ہے، اس دین کمپنیز سے یا پھر ماسٹر کارڈ کمپنیز سے ایک اور کمپنی وجود میں آئی ہے ”ڈس کور کارڈ“، اس نے دین کو بھی مات دیدی ہے، تو یہ تین کمپنیاں ہیں سماں لین دین ہوتے ہیں، کاروبار ہوتے ہیں، ان کارڈوں کے ذریعہ سے، تو ان کی تعداد ”سرگزشتوں“ کی ہوتی ہیں، رہا راند لائٹوں کا رہا رہا ہوتے ہیں اور اس کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہوتی ہے، یہ کمپنیاں ماسرہ کارڈ، ملی امریز، ملی امرڈس کور والی اس نظام کو مہیا کرتی ہیں اور ہر بینک اس ”بینک“ کے ممبر ہوتے ہیں، تو یہ کرڈٹ کارڈ کے اسکیم کو اس کے نظام کے تحت چلاتی ہیں۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

اب ہمیں اس کی فتنی اور شرعی جہت کی طرف آنا ہے اور انامہ آپ کے سامنے پہلے پیش کیا تھا اس کے متعلق جو سوالات ہیں اس کو میں پڑھ کر ایک فہمت دیتا ہوں:

۱- ATM کارڈ سے استفادہ کا حکم کیا ہے؟

۲- ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کے ریویژر یہ فہمست کا حکم کیا ہے؟

۳- آر این ڈیٹوں قسموں کے کارڈ کے لیے کچھ رقم طور میں اپنی پڑے تو اس کا حکم کیا ہے؟

۴- شق: ایک- ریڈیٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کے لیے ادا کردہ فیس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ جب کہ یہ کارڈ بینک سے احوال رقم حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد پر احراز یہ فہمست ہوتا ہے اور بینک سے رقم بھی حاصل کی جاتی ہے۔

ب- اس کارڈ کے ریویژر حاصل کردہ رقم کے ساتھ مزید جو رقم "آر این ڈی" ہوتی ہے شرعی اس کی حیثیت ہوگی؟

ج- اس کارڈ کے ریویژر یہ کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر بینک نے جو رقم "کی ہے بینک کو رقم" "آر این ڈی" کے ساتھ مزید جو رقم "آر این ڈی" ہوتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ یہ زائد رقم اسی صورت میں "آر این ڈی" ہوتی ہے جب کہ مقررہ مدت کے اندر رقم ادا کرنے پر مزید کچھ دینا نہیں ہوتا، تاہم معاملہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر "آر این ڈی" ہونے کی صورت میں اصل رقم سے زائد رقم ادا کر لی ہوگی۔

یہ سوالات تھے جو آپ کی خدمت میں بھیجے گئے تھے۔ ATM کارڈ سے متعلق ڈیبٹ کارڈ سے متعلق، ریڈیٹ کارڈ سے متعلق اس پر لی جانے والی فیس اور بعض صورتوں میں اس پر لی جانے والی زائد رقم سے متعلق، آپ کے جو مقالات پہنچے تھے اس کی تلخیص بھی آپ کے سامنے ہوئی، اکیڈمی کے معمول کے مطابق مولانا خورشید انور اعظمی صاحب کو درخواست کی گئی تھی

کہ وہ آپ حضرات کے مقالات و مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے عرض مسئلہ تیار کریں اور آپ کی خدمت میں پیش کریں تاکہ آپ کے لئے سہولت ہو، میں آخر میں مولانا خورشید انور صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر اپنی بحث پیش فرمائیں۔ (عرض مسئلہ باب اول میں پیش کیا جا چکا ہے، اس لئے یہاں حذف کیا جاتا ہے)۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

جو باتیں آپ حضرات کے سامنے رکھی تھیں، اس میں کچھ بیاہی باتیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ جو اثبات لی جاتی ہے یا یہ لازم ہے؟ اگر کوئی شخص رضا کارانہ طور پر بغیر کسی اجرت کے کوئی سہولت پیش کرنا چاہے تو یہ صورت درست ہوگی یا نہیں ہوگی؟ دوسرا اہم مسئلہ مستحقہ کا ہے جو منفقہ کے یہاں دیکھنا چاہیے کہ یہاں مکرمہ ہے، شوائع کے یہاں بھی مکرمہ ہے، متبادلہ نے اس کی اجازت دی ہے کیونکہ مستحقہ میں بھی ایک طرف قرض کا فائدہ دیا جاتا ہے، دوسری طرف منفقہ کا فائدہ نہ دیا جاتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ مستحقہ کی حقیقت کیا ہے؟ اگر معاملہ میں یہ بات طے ہو کہ یہ رقم میسرور کے بجائے دہلی میں ہم وصول کریں گے تب یہ مستحقہ ہے یا معاملہ مطلق طے ہو، ہوسکتا ہے ہم میسرور میں ہی یہ رقم آپ سے لے لیں، ہو سکتا ہے کہ دہلی میں یہ رقم ہم لے لیں، لازماً کسی دوسرے شے میں لینے کی شرط نہ ہو تو یا ممتا با، اس پر بھی مستحقہ کا طلاق کرتے ہیں اور اگر یہ مستحقہ ہے تو جو موجودہ رمائے کے حوالہ ہیں، یا اس کی بنیاد پر ایسی ضرورت یا ایسی حاجت کا تحقق ہو گیا ہے کہ اس کی اجازت دی جائے۔

تیسری ایک اہم بات جو ہمارے سوال نامے میں نہیں آتی ہے اور اس پر ہمارے جناب حسان صاحب نے بحث چھیڑی ہے، وہ بھی نہ اہم ہے اور نہ مناقشہ میں اس پر بھی اظہار خیال کریں تو بہتر ہے، اگر اسلامی بینک ہو اور دوسری طرف کارڈ جاری کرنا چاہے تو اس کے کیا تدابیر ہو سکتے ہیں، جیسے آپ نے ایک عمل مرحلہ کی پیش کی ہے، لیکن بیک وقت ایک ہی عقد کو

خریدنے بہت مانا گیا ہے، یا قبضہ جو مارے یہاں نہ دے گا کے لئے، اس صورت میں اس قبضہ کا حلقہ ہو جاتا ہے، اکیڈمی کے ایک میمار میں اس مسئلہ پر بھی بہت تفصیل سے بحث ہو چکی ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے امید ہے کہ آپ حضرات مناقشہ کر پائیں گے، اس کے اخیر میں جناب صدر کے کلمات سے پہلے ہم انشا اللہ ڈاکٹر مجید سہوہ کے خطاب سے بھی مستفید ہوں گے، جن کا مقالہ بھی اس موضوع پر اکیڈمی میں آچکا ہے۔

مولانا ظہیر احمد صاحب کانپور

بعض مقالہ نگارے اس میں شرط لگاتی ہے کہ اگر کارڈ ہولڈر غیر ممالک میں رقم وصول کرتا ہے، "ریٹینک" کو فیس وصول کرتا ہے تو درست ہے، مگر رقم چاہے غیر ممالک میں نکالی جائے یا اندرون ممالک میں نکالی جائے، کیا اندرون ممالک میں نکالنے پر وہ اجرت میں قصور میں یا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ اس میں یہ شرط کیوں لگانی تھی۔

مولانا محی الدین مازی

مخمس کی آخری لائن میں میری اس سلسلہ میں بات غلط منسوب ہو گئی تھی جو بعد میں عارض مسئلہ کے اس کی تصحیح کر دی، اس مسئلہ میں وہ لانا سلطان اصلاحی صاحب کی رائے تھا ہے، یہ ATM کارڈ اور کریڈٹ کارڈ میں جو جوہر کی فرق ہے اس کو بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا ہوگا، ATM کارڈ صرف سہولت پیش کرنے کے لیے ہوتا ہے، اور وہ اسے یہ کہ بینکوں کے پیش نظر یہ مقصد کہ انسانی مسائل کا کم سے کم استعمال کرے، اس کی جلد مشین، سائل کا استعمال اس کے متبادل کے طور پر کرے، بین کریڈٹ کارڈ میں ایسا کچھ نہیں ہوتا، بلکہ وہ لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ ریادہ سے ریادہ خریداری کرے، یہاں تک کہ اپنی بہت سے زیادہ خریداری کرے، جیب میں بھٹی رقم ہو اس سے ریادہ خریدیں، اسی لیے میں نے سول یا تھا کہ کیش میں جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو وہ کم کو بھی لاتی ہے اور کریڈٹ کارڈ پر وہ کم کو اپنا شکل

ڈاکٹمنٹ دیتے ہیں، اور کیش سب نم ڈیجے نے جاتے ہیں تو ہمیں دو ڈاکٹمنٹ نہیں ملتا، اس بہت ساری صورتوں میں ہوتا ہے، تاہم ریٹ کارڈ کے سلسلے میں ٹیکوں کی اہمیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ریڈو سے زیادہ لوگوں کو سہولت دے، یعنی اپنے قوت ڈیجے سے زیادہ ڈیجے نے پر ابھریں جس کے نتیجے میں سہولت نظام چلیے آئی اس وقت ڈیجے لیتا ہے یہ سہولت ہوئے کہ بعد میں اس لوگوں کا بینظام ہے کہ ہمیشہ حالات یکساں نہیں رہتے ہیں، عام طور سے لوگ تاخیر کرتے ہیں اس میں اور سہولت کے ساتھ اس کرتے ہیں تو میرے خیال میں ATM اور ایٹ کارڈ جس کو ہم سہولت کارڈ بھی کہتے ہیں تو ان کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ریٹ کارڈ جو ہم لحاظ سے اس سے بہت زیادہ مختلف ہے جو اسلام کی تجارتی اخلاقیات سے بھی متصادم ہیں، تو اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے اور کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔

مولانا تنظیم عالم صاحب قاسمی (حیدرآباد)

بعض مقالہ نگار حضرات نے کریڈٹ کارڈ کے سلسلے میں ”الضرورات تبیح المحظورات“ اور اقتلاء عام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ کریڈٹ کارڈ اقتلاء عام کی بناء پر جائز ہو سکتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت و حاجت اور ”الضرورة تبیح المحظورات“ کا کوئی اور دشتیں ہے یا نہیں؟ شریعت نے اس چیز کا ارادہ متعین کر دیا ہے، ضرورت و حاجت میں کوئی ایسی چیز جو شرعاً جائز ہے، اسے جائز نہیں کہہ سکتے، لہذا جن حضرات نے ”الضرورة تبیح المحظورات“ ”الضرور ہلال“، اقتلاء عام کے قاعدے کو سامنے رکھتے ہوئے ریٹ کارڈ کے استعمال کو جائز کہا ہے، ان سے گہرا رش ہے کہ وہ ان سے پہلے ضرورت و حاجت کے دائرے کو سامنے رکھیں کہ وہ کہاں تک ضرورت و حاجت کے تحت جائز کو جائز کہہ سکتے ہیں، امرئی، وی، آج عام ہو جائے اور ہر گھر میں ٹی، وی پانی جاتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات اور اقتلاء عام کی بناء پر ٹی، وی کو جائز کہہ دیا جائے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

مولانا تنظیم صاحب

اس سے پہلے اکیڈمی کا قلمی سیدنا اس موضوع پر ہو چکا ہے۔

مفتی سعید الرحمن صاحب مہینی

کارڈ کے استعمال میں بینک، مشتری اور بانک تین لوگ علامہ شریک ہوتے ہیں، اس میں غائبانہ بات ردی ہے کہ اس میں چارٹ بینک کے استعمال کرنے کی صورت میں مشتری سے تو لیتا ہی ہے بینک بانک سے بھی لیتا ہے، بانک بعض دفعہ راضی ہو یا نہ راضی ہو، اس کا کچھ فیصد متعین ہوتا ہے، کہ اگر کوئی پانچ سو روپے کے ذریعہ کارڈ لے لے اسے تو فیصد کے اعتبار سے وہ دو فیصد تین فیصد ایک فیصد دو بانک سے بھی پیسہ کم کرتا ہے۔ تو مشتری سے اس میں چارٹ لیتا ہے۔ اس میں سے مستقل اصل قیمت میں ہی لے کر استفادہ کرتا ہے۔، طرفہ اہمیت حاصل کرنے کی صورت میں ہے، اس میں یہاں اس مجلس میں شریک تو نہ رہیں یہاں شریک میں میں آیا، جس میں ہے مہینے کے واسطے پیش کیا ہو، میرے سامنے اس طرح کے سہولیات بھی ہیں، تو یہ فیچر جاز ہوئی کہ نہیں؟ ایسی صورت میں کارڈ نمبر ایک مشکل مسئلہ اختیار کرے گا، میں چاہتا ہوں کہ اس بات کی بھی وضاحت ہو سکے تو کی جائے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

جو نکتہ ہمارے مفتی سعید الرحمن صاحب نے اٹھایا ہے، جب تجویز مینٹی ہے، اس کو ملحوظ رکھیں گی، علامہ ثانی نے اہمیت کے موضوع پر بحث کی ہے، مشتری کی جانب سے خدمت، پھر بانک کی جانب سے خدمت، پھر انہوں کی جانب سے خدمت، ان صورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے جو تجویز مینٹی ہے، فقہاء اس پر غور کرے گی۔

مولانا مفتی فضل الرحمن صاحب ہلال عثمانی

یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ بینکنگ کا پورا نظام ۱۰۰ پر قائم ہے اور بغیر سو کے یہ نظام قائم نہیں ہوتا اور سب اس کی جز میں سو شامل ہے اب اس کی سی مثال میں رہا ہے یا نہیں ہے، اس کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اصل اس سودی نظام سے لوگوں کی جو دوری ہے اور ہماری شریعت کے اعتبار سے جو ہمارے مزاج کے اور ہمارے منشاء و شریعت کے بالکل خلاف ہے اور جس حق کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے میں انظار ارشاد فرماتے ہیں اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم گنجائش تلاش کرتے ہیں تو اس سے بڑی غلطی نہیں ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ سودی نظام جو لوگوں کی بنیاد ہے اور خود اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور کچھ بھی ہے کہ اس میں کتنی کمزوریاں ہیں جو معاشیات کے ماحول میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نظام ہی بھی وقت تلاش کے پس کی طرح بکھر جائے گا، اس لیے کہ اس کی بنیادیں بڑی کمزور ہیں اور یہ نظام اپنی اصل کے اعتبار سے قطعی غیر شرعی ہیں اور غیر مستحکم بھی، ہم یہ نہیں کہتے کہ معاشیے سے الگ تھلک رہیں گے، لیکن اس صورت میں اسلام کے تقاضے یا ہیں؟ اسلامی زندگی گزارنے کے لیے ہم یا صورتیں اختیار کر سکتے ہیں، میرے خیال میں بنیادی سوالات کو سامنے رکھیں تو جو کریڈٹ کارڈ کی مختلف شکلیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ اس میں سی جمل میں کوئی گنجائش نظر آ رہی ہو، لیکن اصل میں تو بہر حال وہ اس نظام کا ایک حصہ ہے جو ہمارے لیے قابل نفرت اور قابل مذمت ہیں۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

مفتی صاحب نے بینکنگ نظام کو ربا پر مبنی ہونے کی جو بات فرمائی ہے ہم سب لوگ اس بات پر متفق ہیں اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا اسلامی نظام متبادل تلاش کریں، یہاں بھی اس میدان میں جو یہ مسئلہ زیر بحث ہے، اس کا مطلب کریڈٹ کارڈ کے لیے یا کسی خاص

صورت کے لیے گنجائش فراہم کرنا نہیں ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ بینکنگ نظام ہماری مادی زندگی کی ضرورت بن گیا ہے، ہر قسم کی پوری دنیا میں سودی نظام معیشت کے مالہ کی وجہ سے اور اس کی بہت سی خدمات ایسی ہوتی ہیں جن سے قاعدہ و انجائے بغیر کاروبار کا چلنا، تجارت کا کا چلنا بہت دشوار ہے، لیکن رقموں کے حفاظت کا مسئلہ ہے اور ہمارے مدارس اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ بینکوں میں اپنی رقم کو محفوظ کریں، اگر کوئی کاروبار مسلمان شروع کرے تو حکومت کا قانون موجود ہے کہ اس کو ڈپازٹ بینک میں جمع کرنا ہوتا ہے، مقصد اس سمینار کا یہ نہیں ہے کہ کریڈٹ کارڈ کو جاری کر دیا جائے صرف کریڈٹ کارڈ ہی نہیں بلکہ ATM کارڈ، ایٹم کارڈ سے جو سہولتیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں، اس پر بھی آپ حضرات غور کر کے فیصلہ فرمائیں کہ اس میں سے کوئی سی صورتیں مسلمانوں کے لیے جائز ہیں اور کون سی ناجائز، تاکہ امت کے سامنے صورت حال واضح ہو جائے، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کاروائی کے شہروں میں بہت بڑھتا جا رہا ہے، آج آپ اس کے بارے میں لوگوں کو رائے دیں اگر ہم اس کے ناجائز ہونے کا فیصلہ کریں تو شروع سے امت کا یہ عزائم بنے گا کہ اپنے آپ کو اس سے بچائے، ورنہ اگر وہ اس کے ذخیرہ ہو گئے، نظامِ ربہ کی اور نظامِ تجارت کا ایک حصہ بنا یا تو پھر عام لوگوں کو اس سے روکنا دشوار ہو جائے گا۔

حضرت مولانا شیر علی صاحب (ترکسر کبریات)

ATM "ایٹم کارڈ کوڈ" حضرات نے جاری فرمایا، البتہ یہ جو کریڈٹ کارڈ ہے اس کی بنیاد سودی سوچ پر ہے، یہاں بھی دیکھیں کہ آپ نے شریعہ فراموش کیا اور وہ یہ جو مدت میں نہیں پہنچایا تو سود لے گا اور سودی شرح کے اعتبار سے، ایک تو ہم ایسے زمانے میں "نئے" کے سارے کاروبار غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے، ہم بالکل مجبور محض ہیں، اب اگر ہم اس کو ناجائز قرار دیں اگر الگ ہو جائیں، بینک میں رہے جمع نہ کریں یا بیع کریں تو سود بینک ہی میں

چھوڑ دیں، تو حکومت اس سود سے ہمارے نام سے قادمہ اٹھائے گی، اس طریقے پر کریڈٹ کارڈ تو ایسی کچھ حیلے پیش کرتا ہے، اپنا نظام بنانا تو بہت مشکل ہے غیروں نے بتلایا وہ کام ہو گیا نہیں چلا۔

آج ہم ایسے دور میں ہیں کہ ہمیں اپنے مسائل پر غور کرنا چاہیے، افسر حضرت مدد، کرام سوچیں اور حضرت قاضی صاحبؒ نے بھی یہی مد نظر رکھا ہے کہ یہ بلوی عام ہو گیا اور ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے، ہم یہاں کریں کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو شریعت کے موافق بن سکتی ہو موجودہ دور میں چاہے امر نہ ہو یورپ ہو چاہے انڈیا ہو کوئی تجارت آپ شروع کر دیں وہ کچھ نہ کچھ لگا دیں گے۔

مولانا صباح الدین ملک صاحب (علی گڑھ)

مجھے تین باتیں عرض کرنی ہیں: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو بینک کا نظام ہے یہ مانیٹری لینڈین کا ادارہ ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ بینک کے نظام سے پہلے ادراپ بھی مالی معاملات اور معاملات کے جو معاملات ہوتے ہیں، مددکشی کی صورت میں ہوتے ہیں، پہلے سوئے اور چاندی کی صورت میں ہوا کرتا تھا، اس کے بعد اس کی جگہ نوٹ کی شکل آئی، یعنی کانڈی صورت میں، بیس اس کے ہاں جو اب تک تمام ممالک میں سری سوئے اور چاندی کی جگہ پر جو کانڈت آئے اس کی جگہ پر یہ مانا جاتا ہے کہ ویلو سوئے کی شکل میں چاندی میں تو نہیں سوئے کی شکل میں رکھا جاتا ہے یہ وہ بینک آف انڈیا اور اس کے ممالک اس کے پیچھے سوئے کا ویلو رکھتے ہیں، بیس بینک میں صورت حال یہ ہوتی ہے کہ پیسہ اپنی جگہ پر موجود ہوتا ہے، مال یعنی سوئے کی جو بدل ہے اس کے بعد مختلف کانڈت اس کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں تو ایک طرح کی برتھ آف ٹا ہوئی ہے تو وہاں تک پہنچا ہے، لیکن اس کے بعد جو کانڈت آتے ہیں بینک کی صورت میں یا اور جتنے کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈس کی صورت میں اس کے پیچھے کوئی ویلو نہیں ہونا، مصدب

سونا اس کی صورت میں نہیں ہوتا، ایک فائدہ ایک لائحہ صورت میں چاہا جاتا ہے بینک کی طرف سے ٹائٹ کی بنیاد پر وہ ایک لاکھ روپے کا کام کرتا ہے اور اس کے پیچھے سونے کی پلو جو روپے میں ہوتی ہے وہ یہاں نہیں موجود ہوتا، اس طرح سے برتھ آف مٹی کا سلسلہ یہاں سے جاری ہوتا ہے اور اگر ہم یہ پیش نظر رکھیں جیسا کہ ابھی شمار دیا گیا کہ پورے بینک کے نظام پر یہودی غائب ہیں وہ بھی اصلاحاً اجارہ دار ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ان کے پاس ایک کروڑ کی مالیت ہے تو اس کے پیچھے تو سونا ہے۔ بین بنچہ ایک کروڑ کی جگہ پر جو بینک کی صورت میں کریڈٹ کارڈ کی صورت میں دستاویزات کی بے شمار شطیں ہیں وہ کروڑوں عربوں روپے کی جگہ پر جاتا ہے اور اس کے پیچھے کوئی کوئلہ ملے نہیں ہوتا، تو یہ ایک طرح کی غیر ضروری طور پر ایک کروڑ روپے یا اس کے پاس عربوں روپے اکٹھا ہوئے، اگر یہ بینک کاربے تو اس کی کریڈٹ کی بنیاد پر پتہ نہیں کتنی تعداد میں وہ جائے گا تو اگر یہودی واقعی اس کے پیچھے ہیں اور ان کی وجہ سے ترویج ہوتی اور اگر یہ بھی مان لیا جائے جتنا کارہ بار ہوتا ہے اس کا فائدہ بھی ان کو پہنچتا ہے تو پھر یہ تمام بینک کارہ بار کے فوائد اور یہودیوں کی جھولی میں پہنچتا ہے۔ یہاں بین بینک بتائیں گے کہ یا فائدہ وہاں تک پہنچ پاتا ہے یا نہیں؟ تو ایک بات تو یہی اگر اس حساب سے اگر دیکھیں تو ہمارے ہر گاہ محترم نے ابھی شمار دیا کہ یہ پورا مایاتی نظام جو بے ایک طرح سے اسلامی اصولوں، اسلامی مایاتی اصولوں کے خلاف جاتا ہے، ہرے امت مسلمہ کے خلاف جاتا ہے، کیونکہ یہودی اس سے مضبوط ہوتے ہیں تو ایک پہلو یہ دیکھئے کہ ہرے امت کی بات یہ ہے کہ ابھی ان حضرات نے مقالات تخلیص، ”محکم پیش یا یا اس میں جو ننگو جاری ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟“ ہرے امت کی بات یہ ہے کہ اس میں اگر غیر شرعی چیزیں جو معاملات حق میں شرعاً اس کے جوار کے لیے بیانیہ ہو سکتی ہیں، وہ پہلو میں، سہلی اصل یہ ہے کہ ڈیپٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کن شیطوں کے ساتھ اور کن قیاحتوں کے ساتھ جاری ہے، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہوگا، اگر ہم دلائل کے طور پر یہ بات کہیں کہ وہ شیطوں کے ساتھ ATM کی سہولت رائے ہو اور اس میں یک صورت

مفتی صاحب چشیں کرتے ہیں کہ وہ مری ٹیڈ یہ ہے کہ وہ مری ٹیڈ یا ملک میں رقم پہنچانے کی خدمت دے دے، ورنہ جاری نہیں ہوگا۔ تو یہ ایک تجویز کی صورت ہوئی، یہ تجویز بینک قیوں نہیں کرے گا، وہ تو اپنی ٹیڈوں کے ساتھ چلا رہے ہیں، ہم کو تو اصل میں یہ بتانا ہے کہ کیا قیام میں ہیں جن کی وجہ سے ٹیڈ جاری نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اسلامی بینک قائم کریں اور ہم ٹریڈ کارڈ جاری کریں تو ہمارے لیے یا جاری ہو سکتی ہے۔ اس میں بڑا فرق کرنا چاہیے، تیسری بات جو مختصر یہ ہے وہ یہ ہے کہ جن حضرات نے یہ بات کہی ہے کہ ٹریڈ کارڈ پر کچھ اصل رقم سے کچھ اضافی رقم یا حاتا ہے، اس میں چارٹ کا کام آئے گا، اس کا یا جو بھی نام آئے گا بعض لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ اضافی رقم جاری ہے، میں اس سے ہنگو نہیں کرتا کہ جاری ہے یا نہیں، اگر جاری بھی ہو تو اس کو یہ سوچنا ہوگا کہ اس رقم کی کوئی حد ہے یا نہیں، اگر وہ اضافی رقم جاری ہے تو کتنا اضافی رقم لیا جا رہا ہے یعنی ایک صورت تو یہ ہے کہ گاند کی طباعت کی قیمت یا ”رکچو“ اس کی اس چارٹ ہو سکتا ہے، ایک گاند کی قیمت پانچ روپیہ آ سکتی ہے، لیکن یا اس گاند کی قیمت پانچ روپیہ ”کر دی“ حائے تو وہ جاری ہوگا کہ نہیں؟ یہ بات اہم ہے، اس پہلو سے سوچنا کہ یہ معلوم اس گاند کی قیمت کے پیچھے یا یا پیچھے میں داخل کر دی گئیں، اس کا نام اس چارٹ ہو یا ورنہ اس کو مطلقاً جاری کر دیا۔

مولانا مفتی سراج احمد علی صاحب (برہان پور)

کریڈٹ کارڈ لایا گیا ہے کہ کچھ دنوں تک چھوٹ دی جاتی ہے اور اس کے بعد جو ایام رہ رہتے ہیں اس ایام پر بینک سے وصول کرتا ہے اور اس سے اس کی ”ہنگی“ کارڈ کا استعمال کرے گا، بینک کو ”اگر“ ہے تو یہ راست طور پر جماعت دشمن کا منصوبہ ہے، ”رسمانی“ کے لیے دشمن کا مجہول ہونا ہی کافی ہے، جس کی بناء پر ٹیڈ فاسد ہو جاتی ہے، تو اس نظر سے پر بھی غور کرنا چاہئے کہ یہاں دشمن میں ہر حال جماعت ہوتی ہے جو پورا اسٹاپ کیا گیا ہے کہ مساء کے آنے سے

پٹے کر، سے وہ تم کو رے تو ج تو ہے، ہر ایک کی مبارک میں: "بھلب جاسو" ہے۔ بین وہاں
 ایک پوٹک یہ بھی ہے کہ، "انگلی شمس کے لیے اگل میں دونوں کا اتفاق ہوتا ہے، بلکہ بچ کے نہ
 کے لئے یک اگل پر، بلوں کا اتحاد ہوتا ہے، جب کہ احناف کے یہاں تین دن کا معاملہ ہے اور
 ما یا مام محمد کے یہاں تین دن سے زائد کی اجازت بھی ضرور ہے اور اس میں پھر یہ بات ہے کہ
 "روہ تیس دن کے اندر اس کی اجازت، یا ہے تو۔ بھلب جاسو"۔ یہاں ایک فرق یہ پڑتا ہے کہ
 شمس متعین نہیں ہوتے پانی۔ یونکہ پہلے سے نہ تو بینک جانتا ہے اور نہ ہی کریڈٹ کارڈ کا استعمال
 کرنے والا ہی جانتا ہے کہ آیا وہ راند یا م کرتے لے لے گا۔ اس طرح سے تو شمس متعین ہی نہیں
 ہوتے والا۔

مفتی زاہد علی صاحب (علی گڑھ)

جتنی گفتگو ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک پہلو اور شامل فرما لیا جائے اور وہ ہے
 "راند" کا، اس کی اصل کچھ اس طریقہ سے ہوتی ہے کہ جو بھی شاخ کارڈ جاری کرتے ہوئے
 کریڈٹ کارڈ وغیرہ ذہن میں بینک رکھتا ہے؟ اسی طرح بہت مختصر مدت کے لیے 24 دن تک
 کے لیے بینک عام طور پر "راند" یا کرتا ہے تو "راند" میں بھی کوئی سوئس یا جاتا، بین
 اس کی پرانی شاخ جیسے کہ لوگوں کی تنخواہ کارڈ یا کوئی بھی اس طرح کی چیز ہوتی ہے تو اس پہلو کو
 بھی میرے خیال سے شامل فرمایا جائے تو فائدہ ہو جائے گا۔

۲۔ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کریڈٹ کارڈ جس ساخت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اس میں
 جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ جو زائد میعاد ہے جو مقررہ میعاد سے زائد وقت ہے، اس کا پہلو اگر
 یوں کر کے دیکھا جائے کہ "ممبر" "انگلی یا ادھار کی قیمت جدا گانہ رکھ سکتے ہیں اور نقد کی علاحدہ
 رکھ سکتے ہیں اور اس پر مایاتی "ادھار" سے ہمارے ذمہ دار حضرات بات بھی کر سکتے ہیں جس
 طرح کے ابھی کچھ دن پہلے "پی جی ایم برم" نے کہا تھا کہ اسلامی بینکنگ ہندوستان میں ممکن ہے تو

یہ ایک پہلو ہماری حکومت کے سامنے موجود ہے اور اس میں یہ کہہ دینا کہ ہم بالکل اس میں مجبور محض ہیں یہ غایب بہت زیادہ نامناسب بات نہیں ہوتی۔

تیسری اہم بات میرے برائے ایک یہ ہے کہ ایمانی شریعت کے قوانین کے نفاذ کی جو بات ہم یہاں کرتے ہیں، غالباً امام صاحب کا فرمان ہے کہ اسلامی شریعت کا نفاذ غیر مسلموں پر نہیں ہوتا ہم جس چیز پر قادر نہیں ہیں اس پر زیادہ بحث کر رہے ہیں اور جس پر قادر ہیں یعنی ہمیں موجودہ نظموں میں جو حکم بتایا ہے اس پر ہم توجہ کم کر رہے ہیں، جہاں تک نرس کی عیسیت جس طرح ہم نے شہادت کے طور پر تسلیم کیا ہے، یا کریڈٹ کارڈ کو بھی اسی طرح سے ہمیں بینک نے ایک موقع نہیں دیا ہے کہ ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں، اہمیت جس طرح نرس کے مددگارینی ہے اس کو پیش نظر رکھیں۔

مفتی سید جعفر ارشد صاحب (میسور)

کریڈٹ کارڈ کو اس شرط کے ساتھ محدود کیا جائے کہ وہ طبقہ جو حاجت مند ہے اس کو بغیر اس کے کام میں چلا کر دیا جائے تو ایسا طبقہ اس کو استعمال کر سکتا ہے، اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ وقت مقررہ میں اس رقم کو استعمال کرے، مدت نہ لے، اسی طرح سے وہی معاملات سے بچتے ہوئے وہ اس سے فائدہ اٹھائے، یہ نکتہ ہم بہت سی چیزوں کے اندر اسلامی شریعت اور فقہاء کرام سے جارتہ کی ہے، بہت سے ایسے مسائل ہیں جو بالمشاہدہ طور پر ناجائز ہیں، لیکن بعض صورتوں میں ان کے جوہر کا نفی دیا گیا ہے، اس طرح سے نفی حرام ہے، لیکن جب تنبیہ کی جاتی ہے، حدیث پر بھی جاتی ہے تو یہ جائز ہے، اسی طرح سے انشورنس کرنا ناجائز ہے، لیکن جب مسائل کا خوف ہے اسی طرح سے جان کا ایسا خوف ہے تو ایسی صورت میں فقہاء کرام نے رخصت دی ہے، تو اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ بحث کی جائے۔

مولانا محمد شاہ کرقاکی (بکھور)

۱۔ ہم موضوع کے ضمن میں، ذاتیں عرض کرنا چاہوں گا (۱)؛ رافٹ کے تعلق ہے، یہ کسی صاحب نے عرض کر لیا ہے (۲)، مگر اہم مسئلہ یہ ہے کہ ٹریڈ کارڈ ہو یا ایبٹ کارڈ ہو اس کے ہمنوائے کے لیے ایک مخصوص مشین ہوا کرتی ہے اور اس مشین کے درمیان کارڈ بھنوائے جاتے ہیں اور یہ مشین وہ کام اچھونے پر بے کے پاس نہیں ہوتی بلکہ بعض مخصوص کام کر رہتے ہیں ہوتی بازری لوگ ہی ایک مخصوص مکان میں جا کر جوا لیتے ہیں جہاں تک یہ بات، مشین کی کا لینے، دینے، دہانے، دہانی، شہادت لینے، یہ پر بحث جاری ہے، مجھے سمجھ میں یہ آتا کہ صرف مشین کے ”پر بھی کچھ لوگ اہت لے رہے ہیں، وہ اپنی مشین میں اس کارڈ کو جھونکتے ہیں اور پھر اس کی وجہ سے ”بھید یا تین بھید اہت حاصل کر لیتے ہیں سب کو وہ بات ہوتے ہیں نہ مشین کی ہوتے ہیں صرف کارڈ جھونانے کی اہت جو ہے گویا کہ لی جاتی ہے تو آیا کہ اس کارڈ بھونے کی اہت جو لی جارہی ہے وہ جابر ہے یا نہیں، اس پر بحث کر لی جائے تو بہت ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

اصل میں مسئلہ ایسا ہے کہ اگر پیسوں کے مقابلے میں پیسہ ہو تو وہاں اہت ادا ہوگی، وہ مسئلہ قابل بحث ہے اور اگر کسی دوسری شے کے مقابلے میں پیسہ، یا محنت، عمل کے مقابلے میں پیسہ ہو تو وہ چونکہ بیچ اور اجارہ کے دائرے میں آجاتا ہے تو شاید اس کی گنجائش ہوگی۔

مولانا، قبال احمد قاسمی (کانپور)

یہ عرض کرنا ہے کہ بینک سے وابستہ ہونے میں کہیں نہ کہیں سود کا شامل ہوا ہے ہی، مخصوص ٹریڈ کارڈ میں، اذا ثبت الشئ ثبت بلو ارمہ ”تو یہاں جابر ہوا ہی چاہے، بینک اس بینک کے ساتھ اس میں سود ہے یا نہیں، اہت کی گزارش یہ ہے کہ یہ بات بھی پیش نظر رکھی

جائے، کیونکہ ملک کے تفاوت سے بھی عقود قاسدہ کے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے، ہندوستان جیسے غیر اسلامی ملکوں میں عقود قاسدہ کے ذریعہ سے مال و نفع کا حصول، امام محمدؒ کی روایت میں ایک جگہ ہے کہ دار الحرب سے معاہدہ لئے جائیں اور وہاں پر مسلمان کوئی جائے اور دوسرے کے بدلے ایک درہم خرید لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا، تو ایسی صورت حال میں اگر اس کارڈ سے ایسے ملکوں میں امام محمدؒ کی روایت سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

یہ مسئلہ اکیڈمی کے فقہی سمینار میں آپکا ہے کہ ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ اور عام رجحان اور غالب ترین رجحان اس وقت یہی تھا کہ دارالاسلام اور دارالحرب کے علاوہ کی ایک درمیانی صورت بھی ہے جس کو امام محمدؒ نے دارالمعاہدہ سے اور بعض لوگوں نے دارالہند سے اور ہمارے بعض علماء اکابر نے دارالامن سے تعبیر کیا ہے، اور ہمارے اکابر اور بزرگوں کے فتاوے اس پر موجود ہیں کہ اگر عقود قاسدہ کو ہندوستان میں جائز قرار دیا جائے تو جو ممنوعات شرعیہ ہیں ان کی حرمت لوگوں کے قلوب سے نکل جائے گی، حضرت تھانویؒ نے بنیادی بات یہی لکھی ہے، اس کو ہمیں ملحوظ رکھنا ہوگا۔

مولانا امتیاز احمد صاحب رشادی

بینک کے کارڈوں سے جو کچھ ہم قائمہ حاصل کرتے ہیں، سہولت حاصل کرتے ہیں اس میں کسی نہ کسی شکل سے سو کی صورت پائی جاتی ہے، مثال کے طور پر A.T.M ہی ہے کہ اس پر شرط ہوتی ہے کہ بینک میں ہماری رقم کچھ نہ کچھ ڈپازٹ جمع رہے، اگر ہم ڈپازٹ جمع رکھتے ہیں تو وہ ہم سے فیس نہیں لیتے ہیں اور اگر جمع نہ رہے تو فیس جاری کرتا ہے، اسی طرح سے کریڈٹ کارڈ بھی ہے کہ ہماری مالی حیثیت متعین کرنے کے بعد ہمیں دیا جاتا ہے، ایسا نہیں کہ اگر ہم بینک

میں کچھ بھی رقم جمع نہ کریں اور کریڈٹ کارڈ حاصل کر لیں، بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ باقاعدہ طور پر ہماری رقم جو جمع رہتی ہے اس کو استعمال کر کے فائدے کے تحت دوہم سے سوڈ نہیں لیتا اور فیس نہیں لیتا، تو ایسی صورت میں بینک میں ہماری رقم جمع رہنے کی وجہ سے جو ۵۰ دن کے لیے ہم سے فیس وصول نہیں کرتا، A.T.M. کارڈ پر ہم سے فیس نہیں لیتا ہے تو اس صورت میں اس کا کیا حکم ہوگا۔

مولانا عبدالرشید صاحب (کانپور)

دارالمعاہدہ کی جو بات آئی ہے یہ تو واقعی بات تھی کہ دارالمعاہدہ ہو یا دارالاحرب ہو لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب دارالعلوم دیوبند جب باہری مسجد کے حادثہ کے بعد کسی ٹرین سے گزر رہے تھے اور لوگوں نے جو ان کے ساتھ سلوک کیا تو آنے کے بعد انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور کہا کہ اب دل نہیں کرتا ہے کہ اس کو دارالمعاہدہ کہا جائے، اسی طریقہ سے باہری مسجد کے بعد مفتی سعید احمد صاحب پلنچوری نے دارالحدیث میں بیٹھ کر سب سے پہلے یہ جملہ کہا تھا کہ کہاں گیا وہ دارالمعاہدہ اور دارالاحرارین بہر حال لوگوں کی مصلحت کے لیے تو یہ مناسب ہے کہ کہا جائے دارالمعاہدہ، تاکہ لوگ حرمت میں نہ پڑیں، لیکن جہاں مسلمانوں کی ضرورت ہے وہاں تو یہ ہے کہ معاشیات کو اسلام سے جدا نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلہ میں بہت تفصیلی مقالہ مولانا سالم صاحب کا ہے، جو انہوں نے بنگلور میں پیش کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ”کاد الفقر ان یكون کفراً“ بھی ہمارے سامنے ہے، کہ اگر ہم لوگوں کو کاٹتے رہے تو یہ معاملہ کہاں تک پہنچے گا، ایسا نہ ہو کہ کہیں مباح یا مکروہ چیز سے بچنے کی وجہ سے وہ حرمت میں اور اس سے زیادہ بڑے گڑھے میں گر جائیں۔

جس طرح پاکستان میں اسلامی بینکنگ نظام ہے، جس طرح مفتی قتی صاحب نے جو شروع میں فارم بھرا جاتا ہے اس میں انہوں نے فیس کا نام لیا تھا، یقیناً اس کو آپ اگر غور سے

دیکھیں تو کوئی اس کو سود سے الگ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسی دلیل ہے جس سے اس کو سود سے جدا کیا جائے، لیکن صرف ایک مجبوری کے تحت میں اس کو انہوں نے اس نام سے نکال کر کے فیس کا نام دیا وہاں پر انہوں نے اس چیز کی بھی وضاحت کی ہے کہ اگر مہینہ بھر کی معاہدہ اور مہینہ بھر کے بعد وہ کرتا ہے تو کیا ہوگا جو ہمارے یہاں نقد بیع جائز ہے نقد اور ادھار کے رقم میں فرق ہے نقد میں آدمی سستی بیچ دے، اور ادھار میں مہنگی بیچ دے، اس کی شریعت نے اجازت دی ہے، اس کی تفسیر موجود ہے، وہاں پر ہے کہ ایک مہینہ کا ہمارا معاہدہ ہوا اور اس ایک مہینہ کے اندر وہ آدمی اپنے معاملات کو پورا نہیں کرتا تو مسلم قنڈہ لے لیا کریں گے، جہاں پر بھی اسلامی بینک ہے ظاہر ہے کہ اس کو کچھ نہ کچھ ٹائن لگانا ہوگا، تو اس کو کیا کہیں گے، وہاں پر اس کو کیا ہے کہ اس کو نئے معاہدے کے تحت میں داخل کر کے اس کو فیس ہی قرار دیں گے تو اگر یہاں پر بھی ان کریڈٹ کارڈ کی فیس قرار دیں اور اس کو ہم اپنے طور پر فیس مانیں وہ ان کو سود کا نام دیں، امر سٹ کا نام دیں، لیکن ہم اس کو اپنے طور پر جائز بنانے کے لئے اس کو فیس ماننا ہوگا اور وہ جو پاکستان میں بینکنگ نظام کی ایک تفصیلی ڈھانچہ ہے وہ دلائل کے ساتھ وہاں پر موجود ہے، اس میں کوئی زیادہ بنیادی فرق نہیں ہے، لہذا اس سلسلہ میں غور کر لیا جائے۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمائی

مولانا نے جن نکات کو اٹھایا ہے اس پر ہماری سمینار کی کمیٹی گفتگو کرے گی، امام محمدؒ نے میرکپور میں اور اس کو سرحدی نے شرح سیر میں نقل کیا ہے اور تفصیلی بحث کی ہے کہ اگر کسی ملک سے ہمارا معاہدہ ہو، اس کے بعد فرار از یادتی کر گزریں تو اس معاہدہ کو ختم سمجھا جائے گا یا اس کے باوجود وہ معاہدہ باقی رہے گا؟ امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ملک دستوری اعتبار سے جو معاہدہ ہوا ہے اس کو تسلیم کرنا ہے اس وقت تک وہ عہد باقی رہے گا۔

میں اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے جو فیصلے ہیں اس کو آپ صرف ہندوستان

کے تناظر میں نہ دیکھیں، کیونکہ اب پوری دنیا گاہوں میں تبدیلی ہو رہی ہے اور ہمارے موجودہ وزیراعظم منموہن سنگھ کا بہت زیادہ رجحان اس بات کی طرف ہے کہ وہ ہندوستان میں اسلامی بینکنگ کے نظام کو قائم کریں اور اس کے لیے دیگر اسلامی بینک اور پیشیا اسلامی بینک کا جو ڈھانچہ ہے اس پر مسلسل ان کا تبادلہ خیال جاری ہے اور یہ اصل میں ہماری انتقامت کا نتیجہ ہے، ہم لوگوں نے جو بینک کے سود کی حرمت پر انتقامت اختیار کیا، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو رخصت سے عزیمت کے راستے پر لے جا رہے ہیں اور آپ کے لیے سہولت فراہم کر رہے ہیں، تو کریڈٹ کارڈ جو اس زمانے میں استعمال ہو رہا ہے ہو سکتا ہے، اس کا متبادل اسلامی نظام کے دائرہ میں اور حلال کے دائرے میں نکل آئے اس کو بھی ہمیں دیکھنا چاہئے، قرآن کا مزاج ہے جہاں حلال کو بیان کرنا ہے وہاں حرام متبادل بھی اللہ بیان کرتے ہیں: ”أَحِلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا“، جہاں نکاح کی حرمت کو بیان کیا گیا وہیں حلال رشتوں کا ذکر کر دیا گیا، حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب کی بات ان کے بعض شاگردوں نے نقل کی ہے کہ اس زمانے میں مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اگر کسی چیز کو وہ حرام قرار دے اور شریعت کے دائرے میں رہنے ہوئے اس کے جواز کی کوئی صورت اور مسئلے کا حل نکل سکتا ہو تو اس کی بھی نشان دہی کر دے، تاکہ لوگوں کو شریعت آسان محسوس ہو اور اس پر عمل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔